إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ آل عمران ۱۹

اَلْقَبْرُ اَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ مسند رقم ۴۵۴

أَزْهَارُ الْقَلَائِدِ فِیْ تَوْضِيْحِ الْعَقَائِدِ

عَقائدِ اہلِ السنّت والجماعت

عالمِ برزخ

مؤلف

حضرت مولانا ابو حفص اعجاز احمد اشرفی غفرلہ

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

دار النعیم

عمر ٹاور حق سٹریٹ چیٹرجی روڈ اُردو بازار لاہور

فون: ۰۳۰۱-۴۴۴۱۸۰۵

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ
آل عمران ١٩

الْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ مسند احمد رقم ۴۵۴

أَزْهَارُ الْقَلَائِدِ فِي تَوْضِيحِ الْعَقَائِدِ

عقائدِ اہل السنّت والجماعت

عالمِ برزخ

عذاب

مؤلف
حضرت مولانا ابوحفص اعجاز احمد اشرفی غفرلہٗ
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

دارالنّعیم
عمر فاروق سنٹر چیمبری روڈ اردو بازار لاہور۔ فون ۰۵۱-۳۴۲۱۸۰۵۔۳۰۱۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	أَزْهَارُ الْقَلَائِدِ فِيْ تَوْضِيْحِ الْعَقَائِدِ
	عقائدِ اہلِ السنت والجماعت (4)
	عالمِ برزخ
مصنف	مولانا ابوحفص اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ
صفحات	352
طبع اول	ربیع الاول 1442ھ / نومبر 2020ء
باہتمام	اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امامِ اہل سنت، مُحیِ السُّنَّۃِ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۴۳۰ھ)

کے نام

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے بلندیٔ درجات کا باعث بنائے۔ آمین!

اعجاز احمد اشرفی

تقریظ: حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی حفظہ اللہ

مُبَسمِلًا وَ مُحَمدِلًا وَ مُصَلِّیاً وَمُسَلِّماً

کتاب ''أَزْهَارُ الْقَلَائِدِ فِيْ تَوْضِيْحِ الْعَقَائِدِ: عقائدِ اہلِ السنت والجماعت (4): عالمِ برزخ'' مؤلفہ عزیز القدر مولانا اعجاز احمد اشرفی سلمہ، مختلف مقامات سے، کہیں اجمالاً، کہیں تفصیلاً دیکھنے کا موقع ملا۔ مَا شَاءَ اللہ! اکابر کے مسلک کو باحوالہ یکجا کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور ہم سب کو اکابر اہلسنت علمائے دیوبند کَثَّرَ اللهُ تَعَالٰی سَوَادَهُمْ کے ساتھ وابستگی نصیب فرمائے۔

آمین! ثم آمین!

فقط

کتبہ شیر محمد علوی

سابق مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

و مدیر دار الافتاء جیلی، مدرسہ خدام اہل سنّت تعلیم القرآن

کرم آباد، وحدت روڈ، لاہور، ۱۶

۷۔ جمادی الثانیہ ۱۴۴۰ھ،

۱۳۔ فروری ۲۰۱۹ء

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تقریظ: حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی ﷾	4
	پیش لفظ	12
0.1	آخرت برحق ہے	13
0.2	آخرت کی منزلیں	20
باب 1	عالمِ برزخ (عالمِ قبر)	22
1.1	قبر سب سے مشکل مرحلہ ہے	22
1.2	موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہیے	23
1.3	موت کو کثرت سے یاد کرنے والے لوگ ہی عقل مند ہیں	23
1.4	موت کو یاد کرنا عبادت ہے	25
1.5	موت اور قبر کو یاد رکھنے والا صحیح معنوں میں اللہ سے حیا کا حق ادا کرتا ہے	26
1.6	موت کی خواہش کرنا منع ہے	28
1.7	شدید تکلیف میں موت کی دعا ان الفاظ میں کرنی چاہیے	28
1.8	موت کو خیر و برکت کا باعث بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنی چاہیے	29
1.9	برزخ کا لغوی اور شرعی معنی	29
1.10	قبر کا حقیقی اور شرعی معنی	32
1.11	موت و حیات کی منزلیں	34
1.12	نیند اور موت کی مشابہت	35
1.13	احوال برزخ کا یقین	38
1.14	احوال برزخ کا عین الیقین	41

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○ (ق:۱۹) صدق اللہ العظیم

دین کے بنیادی اصول تین ہیں، جن کو لے کر تمام پیغمبر آئے، اور جن پر انسان کی سعادت کا مدار ہے، یعنی توحید ورسالت اور قیامت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تمام عالم گمراہی میں مبتلا تھا۔ قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اور من جانب اللہ ہدایات اور اصلاحات لے کر اُترا۔ اصول اور فروع کی تمام گمراہیوں کی اصلاح کی، اور سب سے پہلے دین کی ان تین بنیادی اصولوں میں جو گمراہیاں پھیل گئی تھیں، ان کی اصلاح کی۔

انہی تین اصولوں کے بارے میں عقائد کو اس کتاب کا موضوع بنایا گیا ہے۔ اس کتاب کا نام:

"اَزْهَارُ الْقَلَائِدِ فِيْ تَوْضِيْحِ الْعَقَائِدِ (عقائدِ اہلِ سنت والجماعت)"

تجویز کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو چھ (6) حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں توحید وصفاتِ باری تعالیٰ، دوسرے میں رسالت، تیسرے میں علامات قیامت، چوتھے میں برزخ، پانچویں میں قیامت اور چھٹے حصہ میں مسئلہ تقدیر کا بیان ہے۔

0.1:۔آخرت برحق ہے

اسلام کے سلسلۂ ایمانیات کی سب سے اہم کڑی ایک پچھلے دن اور پچھلی زندگی یا پچھلی دنیا پر ایمان لانا ہے۔سورت بقرہ کے پہلے ہی رکوع میں ہدایت یاب اور کامیاب انسانوں کے ایمان کی لازمی شرط یہ بیان کی گئی ہے:

آیت 1:۔وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○(البقرۃ:۴)

ترجمہ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

آیت 2:۔وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ
(البقرۃ:۱۷۷)

ترجمہ بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یومِ آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے۔

آیت 3:۔ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
(البقرۃ:۲۳۲)

ترجمہ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا، اگر تم اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔

آیت 4:۔اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○(البقرۃ:۶۲)

ترجمہ یقین جانو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی، جو بھی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اُس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے اور اس کے لیے کسی قسم کا خوف اور رنج نہیں ہے۔

آیت 5:۔يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○(آل عمران:۱۱۴)

ترجمہ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں

اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ صالح لوگ ہیں۔

آیت 6:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ (النساء:۵۹)

ترجمہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

آیت 7:۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ○ (النساء:۱۳۶)

ترجمہ جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روزِ آخرت سے انکار کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔

آیت 8:۔ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (النساء:۱۶۲)

ترجمہ مگر ان میں جو لوگ پختہ علم رکھنے والے ہیں اور ایمان دار ہیں وہ سب اُس تعلیم پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھی۔ اس طرح کے ایمان لانے والے اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی کرنے والے اور روزِ آخر پر ایمان لانے والے لوگوں کو ہم ضرور اجرِ عظیم عطا کریں گے۔

آیت 9:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(المائدۃ:۶۹)

ترجمہ مسلمان ہوں یا یہودی، صابی ہوں یا عیسائی، جو بھی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لائے گا

اور نیک عمل کرے گا بے شک اس کے لیے نہ کسی قسم کا خوف ہے نہ رنج۔

آیت 10:۔ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (التوبۃ:۹۹)

ترجمہ اور انہی بدویوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں تقرب کا اور رسول ﷺ کی طرف سے رحمت کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ہاں! وہ ضرور ان کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا، یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

آیت 11:۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○ (التوبۃ:۱۸)

ترجمہ اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور خادم) تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخر کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ انہی سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ چلیں گے۔

آیت 13:۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (التوبۃ:۱۹)

ترجمہ کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کی مجاوری کرنے کو اُس شخص کے کام کے برابر ٹھہرا لیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روزِ آخر پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

آیت 13:۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ

كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۚ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (المجادلۃ:۲۲)

ترجمہ تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا اُن کے بیٹے، یا اُن کے بھائی یا ان کے اہلِ خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک رُوح عطا کر کے اُن کو قوت بخشی ہے۔ وہ اُن کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اِن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

آیت 14:۔ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ (الطلاق:۲)

ترجمہ یہ باتیں ہیں جن کی تم لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے، ہر اس شخص کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔

آیت 15:۔ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○ (الرعد:۲۲)

ترجمہ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے رب کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں، اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں آخرت کا گھر انہیں لوگوں کے لیے ہے۔

''آخِرَۃ'' کے معنی پچھلی کے ہیں، اور یہ لفظاً صفت ہے۔ عربی میں صفت کو موصوف کا قائم مقام کر کے اکثر موصوف کو حذف کر دیتے ہیں۔ مثلاً ''دنیا'' کے لفظی معنی

''قریب ترین'' کے ہیں۔ اور یہ صفت ہے۔ اس کا موصوف ''الحیاۃ'' (زندگی) یا ''الدار'' (گھر) ہے۔ اس لیے ''الدنیا'' کا مفہوم ''الحیاۃ الدنیا'' قریب ترین زندگی یعنی اس عالم کی موجودہ زندگی، یا ''اَلدَّارُ الدُّنْيَا'' قریب ترین گھر یعنی موجودہ عالم ہے۔ اسی طرح ''الآخِر'' اور ''الآخِرَۃ'' کا مفہوم ''الیوم الآخِر، الحیوۃ الآخِرَۃ، الدار الآخِرَۃ'' (پچھلا دن، پچھلی زندگی، پچھلا آنے والا گھر) ہے، یعنی موجودہ زندگی کے بعد آنے والی دوسری دنیا کی زندگی اور گھر۔ قرآن پاک میں یہ لفظ اسی معنوں میں ایک سو تیرہ (۱۱۳) مقام پر آیا ہے، اور ہر جگہ اس کا محذوف موصوف ''حیاۃ'' (زندگی)، یا ''دار'' (گھر) ہے۔

چنانچہ حسبِ ذیل آیتوں کے پڑھنے سے یہ حقیقت منکشف ہوگی۔

آیت 16:۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (العنکبوت: ۶۴)

ترجمہ: اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا۔ اصل زندگی کا گھر تو دارِ آخرت ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔

آیت 17:۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (الانعام: ۳۲)

ترجمہ: دُنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور ایک تماشا ہے۔ حقیقت میں آخرت ہی کا مقام اُن لوگوں کے لیے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ پھر کیا تم لوگ عقل سے کام نہ لوگے؟

ان دونوں آیتوں میں ''دار'' یعنی گھر کا لفظ موجود ہے۔

آیت 18:۔ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ (التوبہ: ۳۸)

ترجمہ: کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کرلیا؟ ایسا ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا ہوگا۔

آیت 19:۔ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ (المؤمنون: ۳۳)

ترجمہ اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا اور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا، جن کو ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا۔

ان آیتوں میں ''اَلْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا'' یعنی موجود دنیا کے تقابل سے ظاہر ہے کہ ''الاٰخرۃ'' سے مراد ''اَلْحَیٰوۃُ الاٰخِرَۃُ'' یعنی پچھلی یا آنے والی زندگی ہے۔ اس لفظ کے عموم میں وہ تمام منازل ومقامات داخل ہیں جو موت سے لے کر حشر ونشر اور اس کے بعد پیش آتے ہیں، یا آئیں گے۔

آیت 20:۔ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

(ابراہیم: ۲۷)

ترجمہ ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قولِ ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔

اس آیت میں ''آخرت'' سے مراد ''عالمِ برزخ'' ہے اور قرائن بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ قیامت میں قولِ ثابت پر قائم رہنا کون سی بڑی بات ہوگی، جب کہ ہر چیز اس وقت واضح اور نمایاں ہوگی۔ اس لیے اس آیت میں ''آخرۃ'' سے مراد عالمِ برزخ کے سوا کچھ اور نہیں ہوسکتا۔ ایک حدیث میں صراحت سے بیان ہے:

حدیث 1:۔ اَلْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ۔

(مسند احمد رقم 454؛ سنن ابن ماجہ رقم 4267؛ ترمذی رقم 2308)

ترجمہ قبر (یعنی برزخ) آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے۔

یومِ آخر اور حیات آخر پر ایمان، اسلام کا نہایت اہم حصہ ہے۔ قرآن پاک میں ایمان باللہ کے بعد اسی اہمیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، کیونکہ موجودہ دنیا کے تمام اعمال اور اُن کے نتائج کی اصلی اور دائمی بنیاد اسی آئندہ دنیا کے گھر کی بنیاد پر قائم ہے۔ اگر یہ بنیاد متزلزل ہوجائے تو اعمالِ انسانی کے نتائج کا ریشہ ریشہ بیخ وبن سے اکھڑ جائے۔ اسی لیے تمام مذاہب نے کسی نہ کسی رنگ اور کسی نہ کسی اصطلاح میں اُخروی زندگی کو متفقاً تسلیم کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم نے اس آئندہ زندگی کو دو (۲) ادوار میں تقسیم کیا ہے: ایک

موت سے لے کر قیامت تک، اور دوسرا دور قیامت سے لے کر ابد (ہمیشہ ہمیشہ) تک، جس میں پھر موت وفنا نہیں۔ پہلے دور کا نام "برزخ" اور دوسرے کا نام "بعث" یا "حشر ونشر" اور قیامت ہے، اور بعث کے معنی جی اُٹھنے، اکٹھے کیے جانے اور کھڑے ہونے کے ہیں۔ لیکن ان سب سے مقصود ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ ہے، اور وہ موجودہ دنیا کے خاتمہ کے بعد دوسری دنیا کی زندگی ہے۔ اور اسی لیے اس دوسری زندگی یا اس عالم کا نام قرآن مجید میں "اَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ" اور "عُقْبَى الدَّارِ" وغیرہ ہے، جس کے دوسرے معنی دوسرے یا پچھلے گھر کے ہیں۔

تورات وانجیل میں برزخ وقیامت کی تفصیل، نیز یہ کہ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان کی روح کس حالت اور کیفیت میں رہے گی، مذکور نہیں ہے، لیکن اسلام میں یہاں گنجلک اور ابہام نہیں، بلکہ اس نے اس کی پوری تفصیل کی ہے اور بتایا ہے کہ موجودہ عالم کے علاوہ برزخ اور میدانِ قیامت ہمارے جزا وسزا کے دو مقام ہیں۔ شخصی موت کے بعد ہر شخص عالمِ برزخ میں داخل ہو جاتا ہے، اور وہاں اس کے معاملات شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے مقررہ وقت پر جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحتوں اور حکمتوں کے لحاظ سے طے کرلیا ہے، سلسلۂ خلق کے خاتمہ پر جب موجودہ دنیا پر عام موت اور فنا طاری ہوگی، دوسری زندگی کی دنیا شروع ہوجائے گی، جو تمام تر ہماری پہلی دنیا میں ہمارے اچھے یا برے اعمال کا سراپا عکس اور ظل ہوگی۔ چنانچہ سورت توبہ کی حسبِ ذیل آیت میں ہمارے ان تینوں ادوارِ حیات کا ذکر ہے:

آیت 21:۔ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ○ (التوبۃ:۱۰۱)

ترجمہ قریب ہے وہ وقت جب ہم ان کو دوہری سزا دیں گے پھر وہ زیادہ بڑی سزا کے لیے واپس لائے جائیں گے۔

عذاب کی یہ تین منزلیں: دنیا، برزخ اور قیامت ہیں۔

0.2:۔آخرت کی منزلیں

موت اس دنیا سے عالمِ آخرت کی طرف انتقال ہی کا نام ہے، اور اس لحاظ سے آخرت کا سفر گویا موت ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ مرنے کے دن سے لے کر قیامت تک کے زمانے کو برزخ کہا جاتا ہے۔ برزخ کا ذکر بہت کم اور اجمال کے ساتھ ہے۔ البتہ قیامت، حشر نشر، حساب کتاب اور جنت ودوزخ کے ثواب وعذاب کا ذکر بلا مبالغہ سینکڑوں جگہ اور ایسے تفصیلی انداز میں کیا گیا ہے جو انسانوں کے دلوں میں آخرت کی فکر اور اللہ کا خوف پیدا کرنے کے لیے کافی، بلکہ کافی سے بھی بہت زیادہ ہے۔ بلاشبہ اس خصوصیت میں وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

سورت مؤمنون میں ایک جگہ عالمِ آخرت کی ان تمام منزلوں کا ذکر کسی قدر اجمال کے ساتھ اس طرح فرمایا گیا ہے:

آیت 22:۔حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ○ (المؤمنون:۹۹ تا ۱۰۴)

ترجمہ (یہ لوگ اپنی کرنی سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کرے گا کہ: "اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجیے۔ جسے میں چھوڑ آیا ہوں، امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا۔" ہرگز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک۔ پھر جونہی کہ صور پھونک دیا جائے گا، ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ اُس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے۔ اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے

وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا۔ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آگ اُن کے چہروں کی کھال چاٹ جائے گی اور اُن کے جبڑے باہر نکل آئیں گے (ان کے چہروں کو آگ جھلسے گی اوران کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے)۔

سورت ق میں موت اور پھر قیامت کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے:

آیت 23:۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيدٌ ۝ لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۝ (ق: ۱۹ تا ۲۲)

ترجمہ پھر دیکھو، وہ موت کی جان کنی حق لے کر آ پہنچی، یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ اور پھر صُور پھونکا گیا یہ ہے وہ دن جس کا تجھے خوف دلایا جاتا تھا۔ ہر شخص اس حال میں آ گیا کہ اُس کے ساتھ ایک ہانک کرلانے والا ہے اور ایک گواہی دینے والا۔ اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا، ہم نے وہ پردہ ہٹادیا جو تیرے آگے پڑا ہوا تھا اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے۔

اس حصہ میں عالم برزخ کا بیان ہے۔ اس حصہ میں پانچ (5) ابواب ہیں:

باب 1 عالمِ برزخ (عالمِ قبر)
باب 2 حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ
باب 3 عقیدۂ سماع موتیٰ
باب 4 مسئلۂ توسل
باب 5 مسئلۂ ایصالِ ثواب

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اسے ذریعۂ نجات اُخروی بنائے۔

آمین ثم آمین! اعجاز احمد اشرفی

جمعرات، ۳۔ جمادی اول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰۔ جنوری ۲۰۱۹ء

نظر ثانی بدھ، رمضان المبارک 1441ھ مطابق 13/ مئی 2020ء

باب 1

عالمِ برزخ (عالمِ قبر)

1.1:۔قبر سب سے مشکل مرحلہ ہے

حدیث 1:۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بَحِيرٍ الْقَاصُّ، عَنْ هَانِئٍ مَوْلَى عُثْمَانَ، قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى، حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ. فَقِيلَ لَهُ: "تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِي، وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؟". فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ". قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ".

(صحیح:مسند أحمد رقم454؛ابن ماجه رقم4267؛ترمذی رقم2308؛مستدرك حاكم رقم1373،7942؛البزار رقم444؛البيهقي في "شعب الإيمان" رقم397)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: (اُن کا حال یہ تھا کہ) جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے، تو بہت روتے، یہاں تک کہ آنسوؤں سے اُن کی ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ اُن سے پوچھا گیا: ''(یہ کیا بات ہے؟!! کہ) آپ رضی اللہ عنہ جنت اور دوزخ کو یاد کرتے ہیں، تو نہیں روتے، اور قبر کی وجہ سے اس قدر روتے ہیں؟''۔آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔

پس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا، تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں، اور اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پا سکا، تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے اور زیادہ سخت اور کٹھن ہیں"۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے: "نہیں دیکھا میں نے کوئی منظر مگر یہ کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ خوف ناک اور شدید ہے"۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ جب کسی قبر سے میرا گزر ہوتا ہے، تو قبر کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشاد یاد آجاتے ہیں، اور فکر و غم میں مبتلا کر کے مجھے رُلاتے ہیں۔

1.2:۔موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہیے

حدیث2:۔حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ".

(حسن:مسند أحمد رقم7925؛ابن ماجه رقم4258؛ترمذی رقم2307؛مصنف ابن ابی شیبہ رقم 34327؛ابن حبان رقم2995،2994،2993،2992؛القضاعی فی "مسند الشهاب" رقم668،669،670؛سنن النسائی رقم1824؛سنن کبریٰ نسائی رقم1963؛مستدرک حاکم رقم 7909: صححه الحاکم علی شرط مسلم، ووافقه الذهبی؛شعب الایمان رقم 10075، 10076؛مشکوۃ رقم1607؛ نعیم بن حماد فی زیاداته علی "الزهد" لابن المبارك رقم146؛ الخطیب فی "تاریخه" 384/1، 470/9؛ المزی فی "تهذیب الکمال" 320/24)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لذتوں کو مٹانے والی چیز، یعنی موت، کو کثرت سے یاد کیا کرو"۔

1.3:۔موت کو کثرت سے یاد کرنے والے لوگ ہی عقل مند ہیں

حدیث3:۔حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

نَافِعُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ؟". قَالَ: "أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا". قَالَ: "فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ؟". قَالَ: "أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا، أُولَئِكَ الْأَكْيَاسُ".

(حسن: سنن ابن ماجه، رقم 4259؛ الطبرانی فی "الأوسط" رقم 4671، 6488؛ "مسند الشاميين" رقم 1559؛ الحاکم 4/ 540؛ أبو نعيم فی "الحلية" 1/ 313؛ ابن عدی فی "الکامل" 3/ 1247؛ ابن حبان فی "المجروحين" 2/ 67؛ البيهقی فی "الزهد الکبير" رقم 453؛ "شعب الايمان" رقم 7993، 10550؛ الطبرانی فی "الکبير" رقم 13536؛ "الصغير" رقم 1008)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک انصاری رضی اللہ عنہ آدمی آیا اور سلام عرض کیا۔ پھر عرض کرنے لگا: ''یا رسول اللہ! مؤمنوں میں سے افضل کون ہے؟''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے اخلاق اچھے ہوں''۔ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''مؤمنوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو، اور موت کے بعد آنے والے وقت کے لیے اچھی طرح تیاری کرتا ہو، وہ سب سے زیادہ عقل مند ہے''۔

حدیث 4: ۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ شَيْبَةَ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا أَبِي، ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ مُعَلَّى الْكِنْدِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشِرَ عَشَرَةٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: "يَا نَبِيَّ اللهِ! مَنْ أَكْيَسُ النَّاسِ وَأَحْزَمُ النَّاسِ؟". قَالَ: "أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ، وَأَشَدُّهُمْ اسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُولِ الْمَوْتِ، أُولَئِكَ هُمُ الْأَكْيَاسُ، ذَهَبُوا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْآخِرَةِ".

(المعجم الأوسط، ج٦ص ٣٠٨رقم 6488؛ المعجم الكبير، ج١٢ص ٤١٧رقم 13536؛ الروض الداني (المعجم الصغير) ج٢ص ١٨٩رقم 1008؛ المخلصيات وأجزاء أخرى لأبي طاهر المخلص، ج٢ص ٣٢٠رقم 1636-(60)؛ قُلْتُ: رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ بِاخْتِصَارٍ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج١٠ ص٣٠٩رقم 18214؛ حسنه بطرقه الألباني في "الصحيحة" رقم 1384)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دسواں آدمی حاضر ہوا۔ انصار رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند اور محتاط شخص کون ہے؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرنے والا۔ یہی لوگ سب سے زیادہ عقل مند اور دنیا اور آخرت میں عز و شرف پانے والے ہیں''۔

1.4:۔موت کو یاد کرنا عبادت ہے

حدیث5:۔حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُرُوقِيُّ ثنا حَاتِمُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ دِينَارٍ الْحَرَشِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ، ثنا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُثْنُونَ عَلَيْهِ، وَيَذْكُرُونَ مِنْ عِبَادَتِهِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ، فَلَمَّا سَكَتُوا، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَ الْمَوْتِ؟". قَالُوا: "لَا". قَالَ: "فَهَلْ كَانَ يَدَعُ كَثِيرًا مِمَّا يَشْتَهِي؟". قَالُوا: "لَا". قَالَ: "مَا بَلَغَ صَاحِبُكُمْ كَثِيرًا مِمَّا تَذْهَبُونَ إِلَيْهِ".

(المعجم الكبير، ج٦ص ١٨٥رقم 5941؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج١٠ص ٣٠٨، ٣٠٩رقم 18206)

ترجمہ حضرت سہل بن ساعد انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص فوت ہوگیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی اور اس کی (کثرت) عبادت کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سنتے رہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کیا وہ کثرت سے موت کا ذکر کرتا تھا؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''نہیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کیا اُس نے مرغوباتِ نفس کو چھوڑا؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''نہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس درجہ کو تم پہنچے ہو، اس درجہ کو وہ نہیں پہنچا''۔

حدیث 6:۔ حدثنا أحمد بن محمد الليثي، حَدَّثنا يُوسُفُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ ثابتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ فَقَالَ: "كَيْفَ ذِكْرُ صَاحِبِكُمُ الْمَوْتَ". قَالُوا: "مَا نَسْمَعُهُ يَذْكُرُهُ". قَالَ: "لَيْسَ صَاحِبُكُمْ هُنَاكَ".

(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، ج ۱۳ ص ۳۳۳ رقم الحديث 6949؛ رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَفِيهِ يُوسُفُ بْنُ عَطِيَّةَ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج ۱۰ ص ۳۰۹ رقم 18207)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کی عبادت اور ریاضت کا ذکر کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''تمہارا ساتھی موت کو کتنا یاد کرتا تھا؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''ہم نے اسے کبھی موت کا ذکر کرتے تو نہیں سنا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تمھارا ساتھی عبادت کے اس درجہ کو نہیں پہنچا جس کا ذکر تم کر رہے ہو''۔

1.5:۔ موت اور قبر کو یاد رکھنے والا صحیح معنوں میں اللہ سے حیا کا حق ادا کرتا ہے

حدیث 7:۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ،

عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: "اسْتَحْيُوا مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَقَّ الْحَيَاءِ". قَالَ: قُلْنَا: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَسْتَحِي، وَالْحَمْدُ لِلهِ". قَالَ: "لَيْسَ ذٰلِكَ، وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ، فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا حَوٰى، وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا وَعٰى، وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ، تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَقَّ الْحَيَاءِ".

(حسن: مسند أحمد رقم 3671؛ ترمذی رقم 2458؛ أبو يعلی رقم 5047؛ الحاکم 323/4: قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، ووافقه الذهبی؛ البيهقی فی "الشعب" رقم 10561،7730؛ "الآداب" رقم 1015؛ ابن أبی شيبة 223/13؛ الطبرانی فی "الکبير" رقم 10290؛ معجم الصغير رقم 494؛ أبو نعيم فی "الحلية" 209/4؛ حسن ... [حم ت ك هب] عن ابن مسعود. الروض النضير رقم 601؛ مشکوة رقم 1608: صحيح الجامع الصغير وزياداته، ج ۱ ص ۲۲۱ رقم 935)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو، جس طرح حیا کرنے کا حق ہے''۔ ہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایسے نہیں بلکہ اس طرح کہ جس طرح حیا کرنے کا حق ہے۔ وہ یہ کہ تم حفاظت کرو: سَر کی، اور جو کچھ سَر میں ہے (یعنی آنکھ، کان، زبان وغیرہ کی)، اور پھر پیٹ کی حفاظت کرو (کہ اس میں کوئی حرام چیز نہ جائے) اور ان چیزوں کی حفاظت کرو جو پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی ہیں (یعنی شرم گاہ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ)، اور یاد کرو (قبر میں) ہڈیوں کے گل سَڑ جانے کو۔ جو شخص آخرت کی زندگی کا خواہش مند ہو، اُسے چاہیے کہ دنیا کی زیب وزینت چھوڑ دے۔ جس شخص نے یہ سارے کام کیے اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کی جس طرح واقعی حیا کرنے کا حق تھا''۔

1.6:۔موت کی خواہش کرنا منع ہے

حدیث8:۔حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "....وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ: إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ"۔

(بخاری رقم 5673)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر کوئی نیک آدمی ہے تو اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے گا، اور اگر گنہگار ہے تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے''۔

1.7:۔شدید تکلیف میں موت کی دعا ان الفاظ میں کرنی چاہیے

حدیث9:۔حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي"۔ (بخاری رقم 5671)

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی آدمی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر اس کے بغیر چارہ کار نہ ہو، تو یوں کہنا چاہیے: ''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے زندہ رہنے میں بھلائی ہے، اور مجھے وفات دے جب وفات میں میرے لیے بھلائی ہو''۔

1.8:۔ موت کو خیر وبرکت کا باعث بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنی چاہیے

حدیث10:۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ الْقُطَعِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونِ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ! أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ". (مسلم رقم 71-2720)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے: ''اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما، جو میرے انجام کا محافظ ہے۔ میری دنیا کی اصلاح فرما، جس میں میری روزی ہے۔ میری آخرت کی اصلاح فرما، جہاں مجھے (مرنے کے بعد) پلٹ کر جانا ہے۔ میری زندگی کو نیکیوں میں اضافے کا باعث بنا اور موت کو ہر برائی سے بچنے کے لیے باعثِ راحت بنا''۔

1.9:۔ برزخ کا لغوی اور شرعی معنی

برزخ کا لغوی معنی ہے: پردہ۔ عالمِ برزخ سے مراد وہ جہان ہے، جہاں انسان کو موت کے بعد سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک رہنا ہے، چونکہ یہ جہان اس جہان سے پردے میں ہے، اس لیے اس کو عالمِ برزخ کہا جاتا ہے۔

''برزخ'' کا لفظ قرآن مجید میں تین دفعہ استعمال ہوا ہے، اور ہر جگہ اس سے دو چیزوں کے درمیان کا پردہ، حاجب اور حائل مراد ہے۔ سورت رحمٰن میں دو دریاؤں کا ذکر ہے، جن میں ایک میٹھا اور دوسرا کھاری ہے، اور ان کے بیچ میں ایک پردہ حائل ہے جو

ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتا۔

آیت 1:۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ○ (الرحمٰن: ۲۰)

ترجمہ پھر بھی اُن کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

اسی عجیب و غریب بحری منظر کا ذکر سورت فرقان میں ہے، اور وہاں بھی یہی لفظ واقع ہے۔

آیت 2:۔ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ (الفرقان: ۵۳)

ترجمہ اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے ایک لذیذ و شیریں، دوسرا تلخ و شور۔ اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈ مڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔

اسی بنا پر موجودہ زندگی اور آئندہ زندگی کے درمیان جو مقام حائل اور حاجب ہے، اس کا نام "برزخ" ہے۔ سورت مؤمنون میں نزع کے وقت کے بیان میں ہے:

آیت 3:۔ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ (المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰)

ترجمہ (یہ لوگ اپنی کرنی سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کرے گا کہ: "اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجیے، جسے میں چھوڑ آیا ہوں، امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا۔" ہرگز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے۔ اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک۔

عربوں بلکہ کل سامی قوموں کے رسم و رواج اور مشاہدات کی بنا پر اسی درمیانی منزل (برزخ) کا نام "قبر" ہے، خواہ وہ خاک کے اندر ہو، یا قعرِ دریا میں، یا کسی درندہ یا پرندہ کے پیٹ میں۔ اسی لیے فرمایا:

آیت 4:۔ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ○
(الحج:٧)

ترجمہ اور یہ (اس بات کی دلیل ہے) کہ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، اور اللہ ضرور اُن لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ یہ "بعث" صرف انہی مُردوں کے لیے مخصوص نہیں جو تو دہ خاک کے اندر دفن ہوں، بلکہ ہر میت کے لیے ہے خواہ وہ کسی حالت اور کسی عالم میں ہو۔ اسی لیے قبر سے مقصود ہر وہ مقام ہے، جہاں مرنے کے بعد جسمِ خاکی نے جگہ حاصل کی۔

الْبَرْزَخُ: مَا بَيْنَ كُلِّ شَيْئَيْنِ، وَفِي الصِّحَاحِ: الْحَاجِزُ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ. والْبَرْزَخُ: مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَبْلَ الْحَشْرِ مِنْ وَقْتِ الْمَوْتِ إِلَى الْبَعْثِ، فَمَنْ مَاتَ فَقَدْ دَخَلَ الْبَرْزَخَ. وَفِي حَدِيثِ الْمَبْعَثِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: فِي بَرْزَخٍ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. قَالَ: الْبَرْزَخُ مَا بَيْنَ كُلِّ شَيْئَيْنِ مِنْ حَاجِزٍ، وَقَالَ الْفَرَّاءُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ. قَالَ: الْبَرْزَخُ مِنْ يَوْمِ يَمُوتُ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُ.

(لسان العرب، ج ٣ ص ٨)

روى هناد بن السري قال حدثنا محمد بن فضيل، ووكيع عن فطر قال سألت مجاهداً عن قول الله تعالى: "ومن ورائهم برزخ إلى يوم يبعثون"، قال: هو ما بين الموت والبعث. وقيل للشعبي: مات فلان. قال: ليس هو في الدنيا ولا في الآخرة هو في برزخ. والبرزخ في كلام العرب الحاجز بين الشيئين. ومن قوله تعالى: "وجعل بينهما برزخاً" أي: حاجزاً وكذلك هو في الآية من وقت الموت إلى البعث فمن مات فقد دخل في البرزخ وقوله تعالى: "ومن ورائهم برزخ"، أي من أمامهم وبين أيديهم.

(التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة، ص ٢٧٧. المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي رحمه الله (المتوفى:

۱۷۶ھ). تحقیق ودراسة: الدکتور: الصادق بن محمد بن إبراھیم. الناشر: مکتبة دار المنهاج للنشر والتوزیع، الریاض. الطبعة: الأولی ۱۴۲۵ھ)

قَالَ الْعلمَاء: عَذَاب الْقَبْر هُوَ عَذَاب البرزخ أضيف إِلَى الْقَبْر لِأَنَّهُ الْغَالِب وَإِلَّا فَكل ميت وَإِذا أَرَادَ الله تَعَالَى تعذيبه ناله مَا أَرَادَ بِهِ قبر أَو لم يقبر وَلَو صلب أَو غرق فِي الْبَحْر أَو أَكلته الدَّوَابّ أَو حرق حَتَّى صَار رَمَادا أَو ذري فِي الرّيح وَمحله الرّوح وَالْبدن جَمِيعًا بِاتِّفَاق أهل السّنة وَكَذَا القَوْل فِي النَّعيم.

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للسیوطی، ص۱۸۱)

1.10:۔قبر کا حقیقی اور شرعی معنی

قبر حقیقت میں اسی گڑھے کو کہتے ہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے، مردہ کا جسد عنصری رکھا جاتا ہے۔

القَبْرُ: مقرّ المیّت. (المفردات فی غریب القرآن، ص۶۵۱)

"قبر" کا مطلب کسی چیز کو چھپانا یا دفن کرنا ہے۔

آیت 5:۔فَبَعَثَ اللهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ (المائدہ:۳۱)

ترجمہ: پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تا کہ اُسے بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔ یہ دیکھ کر وہ بولا: "افسوس مجھ پر! میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر نکال لیتا"۔ اس کے بعد وہ اپنے کیے پر بہت پچھتایا۔

لیکن اگر کوئی پانی میں فوت ہونے کے بعد رہا، تو پانی ہی اس کی قبر ہے۔ اگر پانی میں مچھلیاں یا دیگر جانور اس کو کھا گئے، تو پھر ان حیوانات کے پیٹ ہی اس کی قبر ہوں گے۔ اسی طرح اگر خشکی میں مرنے والے انسان کے ٹکڑے کئی جگہوں میں پھیل

جائیں، تو جہاں جہاں وہ ٹکڑے پڑے ہوئے ہوں، وہی ان کی قبر ہوگی۔

اسی طرح اگر خشکی کے جانور کسی میت کو کھالیں تو ان جانوروں کے پیٹ ہی اس کی قبر قرار پائیں گے۔ یہاں تک کہ میت کے اجزاء متفرق ہوں یا مجتمع ہوں مٹی میں ہوں یا پانی میں؛ خشکی کے جانوروں کے پیٹوں میں ہوں یا تری والے جانوروں کے پیٹوں میں، جہاں کہیں ہوں، تو اسی جگہ انہی اجزاء کے ساتھ اس کی روح کا تعلق جوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر روح علیین میں ہو تو راحت، اگر سجین میں ہو تو تکلیف کی کیفیت، اس کے جسم پر جاری کردی جاتی ہے۔

آیت 6:۔ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ (الانفطار:۴)

ترجمہ اور جب قبریں کھول دی جائیں گی۔

آیت 7:۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ○ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ○ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○ (عبس:۱۷تا۲۲)

ترجمہ لعنت ہو، انسان پر! کیسا سخت منکرِ حق ہے۔ (کتنا ناشکرا ہے؟)، کس چیز سے اللہ نے اُسے پیدا کیا ہے؟ نطفے کی ایک بوند سے۔ اللہ نے اُسے پیدا کیا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی، (پھر اس کے لیے ایک اندازہ ٹھہرایا)۔ پھر اُس کے لیے زندگی کی راہ آسان کی، پھر اُسے موت دی اور قبر میں پہنچایا۔ پھر جب چاہے وہ اسے دوبارہ اٹھا کھڑا کر دے۔

قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: {فَأَقْبَرَهُ} [عبس: 21]: أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ أُقْبِرُهُ إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا، وَقَبَرْتُهُ: دَفَنْتُهُ. (بخاری فوق رقم 1389)

ترجمہ سورت عبس کی آیت 21 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاَقْبَرَهٗ: عرب لوگ کہتے ہیں: میں نے آدمی کو دفن کیا۔ جب کوئی آدمی کہے: میں نے اس کے لیے قبر بنائی اور اسے قبر میں ڈالا، تو اس کا مطلب ہے: میں نے اسے دفن کیا۔

آیت 8:۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (التوبۃ:۸۴)

ترجمہ اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نمازِ جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے، اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔

فأما سؤال منكر ونكير. فقال أهل السنة أنه يكون لكل ميت سواء كان في قبره أو في بطون الوحوش أو الطيور أو مهاب الريح بعد أن أحرق وذري في الريح۔ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۳۸)

أن الغريق في الماء، والمأكول في بطون الحيوانات، والمصلوب في الهواء، يعذب وإن لم نطلع عليه۔

(النبراس شرح: شرح العقائد النسفية. ص ۳۴۰۔ المؤلف: محمد عبد العزيز بن أحمد بن الحامد القرشي الفريهاري الملتاني أبو عبد الرحمن رحمه الله (المتوفى: بعد ۱۲۳۹ھ)۔ الناشر: مكتبة البشرىٰ، کراچی۔ ۱۴۳۶ھ)

1.11: ۔موت وحیات کی منزلیں

قرآم مجید میں دو موتوں اور دو حیاتوں کا ذکر ہے۔ ایک جگہ دوزخیوں کی زبان سے کہا گیا ہے:

آیت 1: ۔قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ (المؤمنون:۱۱)

ترجمہ وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! تو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی، اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں، کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟''۔

ان دو موتوں اور دو حیاتوں کی تفصیل خود اللہ تعالیٰ نے سورت بقرہ میں فرمائی ہے۔

آیت 10: ۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (البقرۃ:۲۸)

ترجمہ تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو؟ حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تم کو

زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا، پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

پہلی موت تو ہر انسان کی خلقت سے پہلے کی ہے، جب وہ مادہ یا عنصر کی صورت میں تھا۔ پھر زندہ ہو کر اس دنیا میں پیدا ہوا۔ یہ اس کی پہلی زندگی ہے۔ پھر موت آئی، روح نے مفارقت کی اور جسم اپنی اگلی مادی صورت میں منتقل ہو گیا۔ یہ دوسری موت ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی روح کو جسم سے ملا کر زندہ کرے گا۔ یہ اس کی دوسری زندگی ہوئی، جس کے بعد پھر موت نہیں۔ قرآن مجید میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا:

آیت 11:۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ (الزمر: ۳۰،۳۱)

ترجمہ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔ آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

آیت 12:۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (المؤمنون: ۱۵،۱۶)

ترجمہ پھر اس کے بعد تم کو ضرور مرنا ہے، پھر قیامت کے روز یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے۔

1.12:۔ نیند اور موت کی مشابہت

اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا میں روحانی عالم کی باتوں کو سمجھنے کے لیے اپنی عجیب و غریب قدرت سے ہم کو ایک چیز عنایت کی ہے، جس کو ہم نیند کہتے ہیں۔ روح کو اپنے جسم سے دو قسم کا تعلق ہے: ایک ادراک واحساس کا، دوسرے تدبیر تغذیہ کا۔ نیند کا وہ عالم جس میں ہمارے آلاتِ ادراک واحساس اس دنیا سے بے خبر ہو کر اپنے گرد وپیش کی مادی دنیا سے یکسر بیگانہ بن جاتے ہیں۔ تاہم ہمارے نفس یا روح کا تعلق ہمارے جسم سے باقی رہتا ہے، اور وہ اس حالت میں بھی جسم کی مادی زندگی، نشوونما اور بقا کی تدبیروں اور دل ودماغ اور دیگر اعضائے رئیسہ کے غذا رسانی اور خون کے دوران

میں مصروف رہتی ہے۔ اسی کا نام روح کا جسم سے تدبیری تعلق ہے۔ اب نیند اور موت میں فرق ہے، تو یہ ہے کہ نیند کی حالت میں جسم سے نفس کا تدبیری تعلق قائم رہتا ہے، اس لیے جسم باقی اور زندہ رہتا ہے، لیکن موت کی حالت میں جسم سے روح کا تدبیری تعلق بھی اکثر منقطع ہو جاتا ہے۔ اس لیے جسم کے اجزاء کچھ دنوں میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ موت اور نیند کی یہی مشابہت ہے، جس کی بنا پر تمام انسانوں کی زبانوں میں موت کو نیند سے تشبیہ دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے:

آیت 13:۔وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (الانعام:٦٠)

ترجمہ وہی ہے جو رات کو تمہاری رُوحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے، پھر دوسرے روز وہ تمہیں اسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقرر مدت پوری ہو۔ آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے، پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

اس سے زیادہ تفصیل سورت زمر میں ہے۔

آیت 14:۔اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (الزمر:٤٢)

ترجمہ وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت رُوحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اُس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔ اس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی نے ''برزخ'' کی زندگی کو نیند کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے کہ قیامت میں جب لوگ دوسری زندگی پا کر

قبروں سے اُٹھیں گے، تو گنہگاروں کی زبان پر یہ فقرہ ہوگا:

آیت 15:۔ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ (یٰس:۵۲)

ترجمہ گھبرا کر کہیں گے: ''ارے! یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟''۔ ''یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی''۔

غزوۂ اُحد کے موقع پر ہے کہ جن کو مرنا تھا، اُن کی موت ٹل نہیں سکتی تھی۔ اگر وہ میدان جنگ کے بجائے گھروں میں بھی ہوتے، تو نکل کر اپنے مقتل میں خود آجاتے۔ اس مفہوم کو قرآن نے یوں ادا کیا ہے:

آیت 16:۔ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ (آل عمران:۱۵۴)

ترجمہ ان سے کہہ دو: ''اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے''۔

اسی لیے قرآن مجید میں دوسری زندگی کے لیے اکثر ''بعث'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی جگانے اور بیدار کرنے کے بھی ہیں، جیسا کہ اوپر کی اس آیت میں ہے:

آیت 17:۔ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (الانعام:۶۰)

ترجمہ وہی ہے جو رات کو تمہاری رُوحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے، پھر دوسرے روز وہ تمہیں اِسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تا کہ زندگی کی مقرر مدت پوری ہو۔ آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے، پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

آیت 18:۔ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ○ (الحج:۷)

ترجمہ اور یہ (اس بات کی دلیل ہے) کہ قیامت کی گھڑی آکر رہے گی، اس میں کسی شک کی

گنجائش نہیں، اور اللہ ضرور اُن لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔
احادیث میں ہے کہ قبر میں سوال و جواب کے بعد نیکوکاروں سے کہا جاتا ہے:
حدیث 11:- نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ۔ (ترمذی رقم 1071)
ترجمہ دلہن کی نیند سو جاؤ جس کو وہی جگاتا ہے جو اس کو سب سے زیادہ محبوب ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس خواب سے جگائے گا۔
ان شواہد سے ظاہر ہے کہ برزخ کی زندگی جس میں روح جسم سے الگ ہوتی ہے، روح کی ایک طویل و عمیق نیند کے مشابہ ہے۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۴(۴) ص ۳۷۸، ۳۷۹)

1.13:- احوال برزخ کا یقین

قرآن مجید نے یقین کی دو قسمیں بیان کی ہیں: علم الیقین اور عین الیقین۔ کسی شے کی دلیلوں کو سُن کر یا بعض علامتوں کو دیکھ کر اس کے وجود کا اقرار کرلو، تو یہ علم الیقین (یقین جاننا) ہے۔ اگر وہ شے خود تمہارے احساس اور مشاہدہ کے سامنے آجائے، جس میں پھر شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی، تو وہ عین الیقین (خود یقین) ہے۔ قرآن مجید نے یقین کی ان دونوں صورتوں کو سورت التکاثر میں بیان کیا ہے:
آیت 19:- أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ○ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ○

(التکاثر: ۱ تا ۸)

ترجمہ تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دُھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ (تم کو طلب مال کی مسابقت نے غفلت میں ڈالے رکھا) یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لبِ گور تک پہنچ جاتے ہو، ہرگز نہیں! عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ (تم آگے جان لو گے) پھر (سن لو کہ) ہرگز نہیں! عنقریب تم کو

معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرزِ عمل نہ ہوتا)۔ تم دوزخ دیکھ کر رہو گے، (دوزخ سے ضرور دوچار ہوں گے) پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اسے دیکھ لو گے۔ پھر ضرور اُس روز تم سے اِن نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔

یہی وجہ ہے اگر انسان اپنے اندر علم یقین حاصل کر لے جو کمالِ ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے، تو وہ اپنے باطن کی آنکھوں سے اپنی دوزخ یہیں دیکھ لے۔

آیت 20:۔ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ○ (التکاثر:۵،۶)

ترجمہ نہیں یہ بات نہیں اگر تم کو علمِ یقین ہو، تو دوزخ کو بے شبہ دیکھ لو گے۔

کفار حضور اکرم ﷺ سے عذاب کے عینی مشاہدہ کا فوری مطالبہ کرتے تھے۔ وحیِ الٰہی نے اس کے جواب میں کہا:

آیت 21:۔ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ (الحج:۵۴)

ترجمہ یہ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں، حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے۔

ایک دوسری آیت میں ہے کہ منافقین بزعمِ خود آزمائش کے ڈر سے جہاد کی شرکت سے عذر کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں ان سے فرمایا گیا کہ وہ تو ابھی آزمائش میں مبتلا ہیں، اور دوزخ ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

آیت 22:۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ (التوبۃ:۴۹)

ترجمہ ان میں سے کوئی ہے جو کہتا ہے: ''مجھے رخصت دے دیجیے اور مجھ کو فتنے میں نہ ڈالیے''۔ سن رکھو! فتنے ہی میں تو یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں اور جہنم نے ان کافروں کو گھیر رکھا ہے۔

لیکن یہ علم الیقین جس کے حصول کا ذریعہ صرف ایمان ہے۔ ہر شخص اس سے اس دنیا میں بہرہ مند نہیں ہوتا، بلکہ بہت لوگ اس کے منکر ہیں۔ اس لیے ان کو یہ اپنے پاس کی دوزخ اس وقت نظر نہیں آتی، لیکن موت جس کا آنا ایک دن یقینی ہے جب وہ آئے

گی، تو مادہ کا یہ حجاب جو آنکھوں پر پڑا ہے، اُٹھ جائے گا۔ اس وقت اس عالم غیب کے کچھ اسرار ان پر منکشف ہو جائیں گے، اور اعمال کے تمثیلی نتائج اور ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے بعض مناظر ان کے سامنے آجائیں گے، اور اسی وقت وہ اپنے یقین کی آنکھوں سے کسی قدر ان واقعات کا مشاہدہ کر لیں گے۔

آیت 23:۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ○ (التکاثر:۷)

ترجمہ پھر تم دوزخ کو عین یقین (یقین کی آنکھ) سے دیکھ لو گے۔

یہ موت کے بعد کا سماں ہوگا جس کو برزخ کا عالم کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب قیامت آئے گی، تو ہر راز فاش ہو جائے گا۔

آیت 24:۔ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ○ (الطارق:۹)

ترجمہ جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی۔

اور بہشت و دوزخ اپنی ظاہری صورتوں میں اس طرح سامنے آجائیں گی کہ پھر شک و شبہ کا شائبہ بھی باقی نہ رہے گا۔ وہ علم حقیقی اور یقین تحقیقی کا دن ہوگا۔ قرآن میں قیامت کے موقع پر ہے:

آیت 25:۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ○ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○ (ق:۲۰ تا ۲۲)

ترجمہ اور پھر صور پھونکا گیا، یہ ہے وہ دن جس کا تجھے خوف دلایا جاتا تھا۔ ہر شخص اِس حال میں آگیا کہ اُس کے ساتھ ایک ہانک کر لانے والا ہے اور ایک گواہی دینے والا۔ اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا، ہم نے وہ پردہ ہٹا دیا جو تیرے آگے پڑا ہوا تھا اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے۔

اس پردہ کے ہٹتے ہی اس دن انسان کے تمام اعمال ایک ایک کر کے اس کے سامنے آجائیں گے، اور دوزخ منظرِ عام پر آجائے گی۔ فرمایا:

آیت 26:۔ فَإِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ○ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعٰى ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ○ (النازعات:۳۴ تا ۳۶)

ترجمہ پھر جب وہ ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا، (تو یہ سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا)، جس روز انسان اپنا کیا دھرا (اعمال) یاد کرے گا، اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔

1.14:۔احوال برزخ کا عین الیقین

ایک طرف شاعر (أبو العتاهية) نے حیرت کے عالم میں کیا خوب کہا ہے:

اَلْمَوتُ بَابٌ وَكُلُّ النَّاسِ دَاخِلُهٗ يَالَيتَ شِعْرِيْ بَعْدَ الْبَابِ مَا الدَّارُ

(الديوان ص 141)

ترجمہ موت کا ایک دروازہ ہے، اور تمام انسان اس دروازہ میں داخل ہوں گے۔ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ اس دروازہ کے بعد کون سا گھر ہے؟

یہ علم جس کی حسرت اس شاعر نے ظاہر کی ہے، اس زندگی میں صرف علم الیقین کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے۔ البتہ موت کے وقت جب وہ دوسرے عالم کے دروازہ پر کھڑا ہوگا، تو اس کو پسِ پردہ کا نظارہ تھوڑا بہت ہو جائے گا، اور وہی برزخ کا عالم ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

آیت 27:۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰)

ترجمہ (یہ لوگ اپنے اعمال سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کرے گا: ''اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجیے، جسے میں چھوڑ آیا ہوں، امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا''۔ ہرگز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک۔

ظاہر ہے کہ اگر موت کے وقت اور بعد کوئی نئی غیبی کیفیت اس کے مشاہدہ میں نہیں آجاتی، تو اس کا شک وشبہ دفعۃً یقین سے کیسے بدل جاتا ہے؟ فرمایا:

آیت 28:۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ (ق:١٩)

ترجمہ پھر دیکھو، وہ موت کی جان کنی حق لے کرآ پہنچی، یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سکرات کے وقت ''حقیقت'' کا کوئی منظر ضرور سامنے آجاتا ہے۔اس کے بعد ہی قیامت کا ذکر ہے:

آیت 29:۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيدٌ ۝ لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۝ (ق:٢٠ تا ٢٢)

ترجمہ اور پھر صُور پھونکا گیا، یہ ہے وہ دن جس کا تجھے خوف دلایا جاتا تھا۔ ہر شخص اِس حال میں آ گیا کہ اُس کے ساتھ ایک ہانک کرلانے والا ہے اور ایک گواہی دینے والا۔ اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا، ہم نے وہ پردہ ہٹادیا جو تیرے آگے پڑا ہوا تھا اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت کسی قدر انکشاف ہوتا ہے، اور قیامت کے دن انکشاف تام ہوجاتا ہے، لیکن بہر حال موت کے وقت یقین کا پردہ بالکل کھل جاتا ہے۔

1.15:۔ موت کے بعد اللہ کی طرف روح کی بازگشت

موت کے لیے قرآن میں اکثر ''اللہ کی طرف بازگشت'' یعنی اللہ کی طرف لوٹ جانے کی اصطلاح اختیار کی گئی ہے:

آیت 30:۔ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (الجمعۃ:٨)

ترجمہ ان سے کہو: ''جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں آ کر رہے گی۔ پھر تم اس کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو پوشیدہ وظاہر کا جاننے والا ہے، اور وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو''۔

آیت 31:۔ قَالُوٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ (البقرۃ:١٥٦)

ترجمہ تو کہیں: "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے"۔

آیت32:۔ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ (المائدۃ:۴۸)

ترجمہ آخر کار تم سب کو اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

یہ رجوع الی اللہ کا بیان بیسیوں آیتوں میں اختیار کیا گیا ہے۔ یہ بالکل بدیہی ہے کہ ہر رجوع و بازگشت میں مفہوم میں ورود و آمد داخل ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام ارواحِ انسانی اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس جسم وقالب کی قید میں آئی ہیں، اور موت کے وقت اس عناصر کی چہار دیواری سے نکل کر پھر ان کو وہیں جانا ہے، جہاں سے آئی تھیں۔ اس بازگشت کے سفر میں ان کا زادِ راہ صرف وہی ہوگا جو اس دنیا سے دار العمل میں انھوں نے کمایا ہے، یعنی ان کے اندرونی و بیرونی اعمال، اور اس کے بعد جو زندگی ہوگی، وہ ان کے ان ہی اعمال کی نوعیت پر منحصر ہوگی۔

آیت33:۔ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (الانعام:۶۰)

ترجمہ وہی ہے جو رات کو تمہاری رُوحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے، پھر دوسرے روز وہ تمہیں اِسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقرر مدت پوری ہو۔ آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے، پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

ایک اور آیت میں ہے:

آیت34:۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ ۖ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (یونس:۲۳)

ترجمہ لوگو! تمہاری یہ بغاوت تمہارے ہی خلاف پڑ رہی ہے۔ دنیا کی زندگی کے چند روزہ مزے ہیں (لُوٹ لو)، پھر ہماری طرف تمہیں پلٹ کر آنا ہے، اس وقت ہم تمہیں بتا

دیں گے کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

اس میں دنیا کی زندگی کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف واپس جانے کی اطلاع دی ہے۔ اہل تفسیر نے بھی اس رجوع الی اللہ سے موت ہی کے معنی سمجھے ہیں (طبری)۔

اب ہم ایک ایسی آیت پیش کرتے ہیں جس میں موت کا پورا نقشہ ہے، اور اس کے بعد بیان ہے کہ اس دن مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں ہنکا کر لائے جاؤ گے۔ گویا جس طرح جانور ہنکا کر لائے جاتے ہیں، ویسے ہی گنہگاروں کی روحیں موت کے بعد نکال کر لائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

آیت 35:۔ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ○ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ○ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ الْمَسَاقُ ○ (القیامۃ: ۲۶ تا ۳۰)

ترجمہ ہرگز نہیں! جب جان حلق تک پہنچ جائے گی، اور کہا جائے گا: ”ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟“۔ اور آدمی سمجھ لے گا کہ یہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے، اور پنڈلی سے پنڈلی جُڑ جائے گی، وہ دن ہو گا تیرے رب کی طرف روانگی کا۔

لیکن سعید اور نیکوکار روحوں کو موت کے وقت یہ محبت بھری صدائے غیب سنائی دیتی ہے:

آیت 36:۔ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ○ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ (الفجر: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ اے نفسِ مطمئن! (اے وہ جس کا دل اپنے ربّ کی طرف لگا رہا!) چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجامِ نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔

یہ کیسی دلآویز صدا اور کسی واپسی ہو گی!!

1.16:۔ موت کے وقت کا سماں

وہ لمحہ جب اس روح کی مہلت کا زمانہ اور عمل کی مہلت ختم ہوتی ہے، کتنا دردناک ہے!! اس وقت سے اس کی زندگی صرف اس کے گذشتہ اعمال کے قالب میں جلوہ گر

ہوتی ہے، ہر عمل کی صورت اس کو اپنے سامنے کھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے، اور غیب کی صورتیں چلتی پھرتی دکھائی اور بولتی چالتی سنائی دیتی ہیں۔

آیت 37:۔وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ (الانعام: ۹۳، ۹۴)

ترجمہ کاش! تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں: ''لاؤ، نکالو اپنی جان، آج تمہیں اُن باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اُس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے''۔ (اور اللہ فرمائے گا:) ''لو! اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا، جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا وہ سب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو، اور اب ہم تمہارے ساتھ تمہارے اُن سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم سمجھتے تھے کہ تمہارے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ حصہ ہے، تمہارے آپس کے سب رابطے ٹوٹ گئے اور وہ سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم زعم رکھتے تھے''۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ موت کے وقت کس طرح فرشتے سامنے آتے ہیں، اور رُوح جسم سے جس وقت الگ ہوتی ہے، اس کے گناہوں کی سزا کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ یہی بات ایک اور موقع پر مذکور ہے:

آیت 38:۔وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (الانفال: ۵۰، ۵۱)

ترجمہ کاش تم اُس حالت کو دیکھ سکتے جب فرشتے مقتول کافروں کی رُوحیں قبض کر رہے

تھے۔ وہ ان کے چہروں اور ان کے کولہوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ”لو! اب جلنے کی سزا بھگتو، یہ وہ سزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیا کرر کھا تھا، ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے“۔

نیکوکاروں کا نقشہ اس سے بالکل الگ ہے۔ ان کو ہر طرف سے بشارتیں سنائی دیتی ہیں، اور ہر سمت خوشی وشادمانی کا سماں سامنے ہوتا ہے:

آیت39:۔فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ○وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ○ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ○ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ○ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ○ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ○ (الواقعہ: ۸۳ تا ۹۵)

ترجمہ تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم اُس وقت (کی حالت کو) دیکھتے ہو، اور ہم اس (مرنے والے) سے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں، لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔ پس اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو، تو اگر سچے ہو تو رُوح کو پھیر کیوں نہیں لاتے؟۔ پھر وہ مرنے والا اگر مقربین میں سے ہو۔ تو اُس کے لیے راحت اور عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت ہے۔ اور اگر وہ اصحاب الیمین میں سے ہو، تو اس کا استقبال یوں ہوتا ہے کہ سلام ہے تجھے! تو اصحاب الیمین میں سے ہے۔ اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہ لوگوں میں سے ہو۔ تو اس کی تواضع کے لیے کھولتا ہوا پانی ہے، اور جہنم میں جھونکا جانا۔ یہ سب کچھ قطعی حق ہے۔

1.17:۔موت کی تکلیف بڑی شدید ہے

حدیث12:۔حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، وَأَبُو أَحْمَدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَمَنَّوْا

الْمَوْتَ، فَإِنَّ هَوْلَ الْمَطْلَعِ شَدِيدٌ، وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ، وَيَرْزُقَهُ اللهُ الْإِنَابَةَ".

(حسن لغيرہ:مسند أحمد رقم14564؛البزار رقم3422،3240 "كشف الأستار"؛ ابن عدی فی "الكامل" 2089/6؛الحاكم 240/4: وصحح إسناده، ووافقه الذهبی؛ البیهقی فی "شعب الإيمان" رقم10589؛الشجری فی "الأمالی" 197/1، 250/2؛عبد بن حميد رقم1155؛حسن إسناد هذا الحديث الحافظ المنذری فی "الترغيب والترهيب" 257/4، والهيثمی فی "المجمع" 203/10، وجوّده فی موضع آخر منه 334/10)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''موت کی تمنا نہ کرو۔ جان کنی کی تکلیف بڑی شدید ہے۔ یہ نیک بختی کی علامت ہے کہ اللہ کسی بندے کی عمر لمبی کر دے اور اسے توبہ کی توفیق عطا فرما دے''۔

1.18:۔روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے مومن آدمی کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچاتے ہیں

آیت40:۔اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (النحل:۳۲)

ترجمہ ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ''سلام ہو تم پر! جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے''۔

آیت41:۔تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○ (الاحزاب:۴۴)

ترجمہ جس روز وہ اس سے ملیں گے اُن کا استقبال سلام سے ہوگا۔ اور ان کے لیے اللہ نے بڑا باعزت اجر فراہم کر رکھا ہے۔

1.19:۔ مؤمن کی روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے اسے اللہ کی خوشنودی اور رضامندی کی بشارت دیتے ہیں

حدیث 13:۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ".

قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ: "إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ". قَالَ: "لَيْسَ ذَاكِ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ". (بخاری رقم 6507؛ مسلم رقم 14-2683، 15-2684)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی دوسری زوجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''موت تو ہمیں بھی ناپسند ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے مراد موت نہیں، بلکہ مؤمن کو جب موت آتی ہے، تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور عزت افزائی کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ اس وقت مؤمن کو آئندہ آنے والی نعمتوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی، اور وہ (جلدی جلدی) اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے۔ جب کافر کو موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اُس کی سزا کی 'بشارت' دی جاتی ہے۔ تب اسے آئندہ پیش آنے والے حالات سے زیادہ نفرت کسی چیز سے نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ سے

ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا''۔

1.20:۔نیک آدمی کی رُوح کا اندراج علیین میں کرلیا جاتا ہے، اورروح کو واپس قبر میں بھیج دیا جاتا ہے

حدیث14:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَّا يُلْحَدْ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: "اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا"۔ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الشَّمْسُ، مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ، وَحَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ، حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ! اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ"۔ قَالَ: فَتَخْرُجُ تَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوهَا، فَيَجْعَلُوهَا فِي ذَلِكَ الْكَفَنِ، وَفِي ذَلِكَ الْحَنُوطِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ"۔ قَالَ: "فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ، يَعْنِي بِهَا، عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا قَالُوا: مَا هَذَا الرُّوحُ الطَّيِّبُ؟"۔ فَيَقُولُونَ: "فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ"، بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوا يُسَمُّونَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتَّى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْتَفْتِحُونَ لَهُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيهَا، حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ،

فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ، وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ، وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى". قَالَ: "فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". فَيَقُولَانِ لَهُ: "وَمَا عِلْمُكَ؟". فَيَقُولُ: "قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ، فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ". فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ: "أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ". قَالَ: "فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا، وَطِيبِهَا، وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ". قَالَ: وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الثِّيَابِ، طَيِّبُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: "أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ". فَيَقُولُ لَهُ: "مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ". فَيَقُولُ: "أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ". فَيَقُولُ: "رَبِّ! أَقِمِ السَّاعَةَ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي، وَمَالِي". الحديث۔ (صحیح: مسند احمد، ج ۳۰ ص ۴۹۹ تا ۵۰۳ رقم 18534)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک شخص کے جنازہ کو لے کر نکلے۔ (جنازہ پڑھنے کے بعد) ہم اس کو قبر میں دفن کرنے کے لیے لے گئے۔ قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ ہم لوگ بڑے ہی مؤدب طریقے سے بیٹھے تھے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کو کرید رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اوپر اُٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ دو یا تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن جب دنیا سے سلسلہ منقطع کر کے آخرت کی طرف رخت سفر باندھتا ہے (جب موت کا وقت آجاتا ہے)، تو آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے اترتے ہیں

، گویا کہ ان کے چہرے سورج سے زیادہ روشن ہیں، اُن کے پاس جنت کے کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ وہ سب آکر اس کے پاس حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آتے ہیں، اور اس مؤمن کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، پھر اس سے فرماتے ہیں: ''اے پاکیزہ روح! یہاں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا کی طرف چلو''۔ پھر اس کی روح جسم سے ایسے آسانی کے ساتھ نکلتی ہے، جیسے مشکیزہ سے پانی نکلتا ہے۔ پھر فرشتہ اس روح کو وصول کرتا ہے۔ پھر جب وہ فرشتہ اس روح کو وصول کر لیتا ہے، تو دوسرے سارے فرشتے اس سے روح کو وصول کرتے ہیں۔ پھر اس کو جنت کے کفن میں لپیٹ دیتے ہیں اور اس کو جنت کی خوشبو سے معطر کرتے ہیں۔ اس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے کہ اس سے عمدہ خوشبو روئے زمین پر نہیں ہوتی۔ پھر وہ فرشتے اس روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ پھر جب بھی وہ فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں: ''یہ کیسی عمدہ خوشبو ہے!!''۔ تو لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں: ''یہ فلاں بن فلاں ہے''۔ اس کو بہت ہی عمدہ اور اچھے ناموں سے پکارتے ہیں، جس سے اس کو دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ پھر اس کو آسمان دنیا میں لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے فرشتے آسمان دنیا کو کھلواتے ہیں۔ تو ان کے لیے آسمان کھول دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اس روح کو لے کر یکے بعد دیگرے سب آسمانوں پر پہنچ جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے بندے کو علیین کی کتاب میں لکھ دو (یعنی شامل کر لو)، اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو، اس لیے کہ میں نے ان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے، اور اسی میں ہی اُن کو لوٹا دوں گا، اور اسی زمین سے ہی ان کو دوبارہ پیدا کروں گا''۔ (جب اس کو دفن کر دیا جاتا ہے) تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''میرا رب اللہ ہے''۔ پھر وہ دونوں فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کیا ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''میرا دین اسلام ہے''۔ پھر پوچھتے ہیں: ''یہ آدمی جو تمھارے اندر (نبی کی حیثیت سے) کھڑا کیا

گیا تھا (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)، ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"۔ وہ کہتا ہے: "وہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔ وہ فرشتے کہتے ہیں: "تمہیں یہ بات کس نے بتلائی؟ (یعنی ان کے رسول ہونے کا علم کس ذریعہ سے ہوا؟)"۔ وہ کہتا ہے: "میں نے اللہ کی کتاب پڑھی (اس نے مجھے بتلایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں)، تو میں ایمان لایا، اور میں نے ان کی تصدیق کی"۔ (مؤمن بندہ فرشتوں کے مذکورہ بالا سوالات کے جب اس طرح ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیتا ہے) تو ایک ندا دینے والا آسمان سے ندا دیتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے اعلان کرایا جاتا ہے): "میرے بندے نے ٹھیک بات کہی، اور صحیح صحیح جوابات دیئے۔ لہٰذا اس کے لیے جنت کا فرش بچھادو، جنت کا اس کو لباس پہناؤ، اور جنت کی طرف اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو"۔ چنانچہ وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور اس سے جنت کی خوشگوار ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں، اور جنت میں اس کے لیے منتہائے نظر تک کشادگی کر دی جاتی ہے (یعنی پردے اس طرح اُٹھا دیئے جاتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جائے، وہ جنت کی بہاروں اور اس کے نظاروں سے لذت اور فرحت حاصل کرتا رہے)۔

پھر اس کے پاس خوب صورت شکل وصورت والا، عمدہ کپڑوں میں ملبوس اور عمدہ خوشبو والا ایک شخص آتا ہے، اس سے کہتا ہے: "میں تجھے ایسی بشارت دینے آیا ہوں جو تجھے خوش کردے، یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا"۔ وہ اس آنے والے شخص سے کہتا ہے: "تم کون ہو؟ تیرا چہرہ وہ ہے جو خیر کی بات لایا ہے"۔ وہ شخص کہتا ہے: "میں تیرا نیک اور صالح عمل ہوں"۔ پھر وہ کہتا ہے: "اے میرے رب! قیامت قائم کر، تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف لوٹ جاؤں"۔

1.21:۔ اہل ایمان کی روحیں علیین میں پہنچ کر پہلے سے موجود اہل ایمان کی رُوحوں سے مل کر خوش ہوتی ہیں

حدیث 15:۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ: "اخْرُجِي رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ إِلَى رَوْحِ اللهِ، وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ"، فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ، حَتَّى أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ: "مَا أَطْيَبَ هَذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ". فَيَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ، فَيَسْأَلُونَهُ: "مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟". فَيَقُولُونَ: "دَعُوهُ فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا، فَإِذَا قَالَ: أَمَا أَتَاكُمْ؟". قَالُوا: "ذُهِبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ". وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا احْتُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ فَيَقُولُونَ: "اخْرُجِي سَاخِطَةً مَسْخُوطًا عَلَيْكِ إِلَى عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ". فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ، حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ الْأَرْضِ، فَيَقُولُونَ: "مَا أَنْتَنَ هَذِهِ الرِّيحَ حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ". (صحيح: نسائی رقم 1833)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب مؤمن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم (کا کفن) لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: ''(اے روح!) اللہ کی رحمت، جنت کی خوشبو اور اپنے خوش ہونے والے رب کی طرف اس حالت میں اس جسم سے نکل کہ تُو اپنے رب سے راضی ہے اور تیرا رب تجھ سے راضی ہے''۔ مؤمن آدمی کی روح جب جسم سے نکلتی ہے تو اس سے بہترین مُشک جیسی خوشبو آرہی ہوتی ہے، یہاں تک کہ فرشتے ایک دوسرے سے لے

کراس کی خوشبو سونگھتے ہیں۔ جب آسمان کے دروازے پر پہنچتے ہیں، تو آسمان کے فرشتے آپس میں کہتے ہیں: "یہ کیسی عمدہ خوشبو (والی روح) ہے جو زمین سے تمھارے پاس آرہی ہے"۔ فرشتے جیسے ہی اگلے آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس آسمان کے فرشتے بھی اسی طرح کہتے ہیں، یہاں تک کہ (لانے والے فرشتے) اس روح کو اہلِ ایمان کی روحوں کی جگہ (علیین) میں لے آتے ہیں۔ جب وہ روح پہنچتی ہے، تو (پہلے سے موجود) روحوں کو اتنی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی ایک کو اپنے بھائی کے ملنے پر ہو سکتی ہے۔ بعض روحیں (نئی آنے والی روح سے) پوچھتی ہیں: "فلاں آدمی کس حال میں ہے؟"۔ پھر وہ آپس میں کہتی ہیں: "اسے ذرا چھوڑ دو۔ آرام کرنے دو۔ یہ دنیا کے مصائب و آلام میں مبتلا تھا"۔ (سستانے کے بعد) وہ روح جواب دیتی ہے: "کیا وہ روح تمھارے پاس نہیں آئی۔ وہ آدمی تو فوت ہو چکا ہے"۔ جس پر وہ (افسوس سے) کہتے ہیں: "وہ اپنی ماں ہاویہ (جہنم) میں لے جایا گیا ہے"۔ کافر آدمی کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: "اے غمزدہ اور مغضوب روح! نکل، اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی طرف"۔ کافر کی روح جب جسم سے نکلتی ہے تو اس سے اس قدر (غلیظ) بد بُو آتی ہے، جس قدر کسی مردار سے (غلیظ) بُو آتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر زمین کے دروازے کی طرف آتے ہیں، تو (زمین کے دروازے کے محافظ) فرشتے کہتے ہیں: "کس قدر گندی بُو ہے یہ!"۔ جیسے ہی فرشتے اگلی زمین کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو اس زمین کے فرشتے بھی ایسا ہی کہتے ہیں، یہاں تک کہ عذاب کے فرشتے اسے کفّار کی روحوں کی معین جگہ (یعنی سجین) میں لے آتے ہیں"۔

1.22:۔ ہر آسمان کے محافظ فرشتے بڑی عزت اور احترام سے مؤمن کی روح کا استقبال کرتے ہیں

حدیث 16: ۔حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، قَالُوا: "اخْرُجِي، أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ! كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، اخْرُجِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ، وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ". قَالَ: "فَلَا يَزَالُ يُقَالُ ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ، ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ: "مَنْ هٰذَا؟". فَيُقَالُ: "فُلَانٌ". فَيَقُولُونَ: "مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، ادْخُلِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ، وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ". قَالَ: فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السَّوْءُ، قَالُوا: "اخْرُجِي، أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، اخْرُجِي ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ، وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٍ". فَلَا تَزَالُ تَخْرُجُ، ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ: "مَنْ هٰذَا؟". فَيُقَالُ: "فُلَانٌ". فَيُقَالُ: "لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، ارْجِعِي ذَمِيمَةً، فَإِنَّهُ لَا يُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ". فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ، فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، فَيُقَالُ لَهُ: مِثْلُ مَا قِيلَ لَهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السَّوْءُ، فَيُقَالُ لَهُ مِثْلُ مَا قِيلَ لَهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ".

۔ (صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد، ج ۱۴ ص ۳۷۷، ۳۷۸ رقم 8769؛ ابن ماجة رقم 4262، 4268؛ النسائی فی "الکبری" رقم 11442؛ ابن خزیمة فی "التوحید" 1/276-277؛ الطبری فی "التفسیر" 77/18؛ الآجری فی "الشریعة" ص 392؛ ابن مندة فی "الإیمان" رقم 1068؛ بنحوہ النسائی فی "المجتبی" 4/8-9؛ ابن حبان رقم 3014؛ الطبرانی فی "الأوسط" رقم 746؛ الحاکم 1/352-353، 353؛ أبو نعیم فی "الحلیة" 3/104-105؛ بنحوہ مختصراً مسلم رقم 75-2872؛ ابن مندہ فی "الإیمان" رقم 1069)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''فرشتے روح قبض کرنے کے لیے جب مرنے والے کے پاس آتے ہیں، تو نیک اور صالح ہونے کی صورت میں فرشتے کہتے ہیں: ''اے پاک روح! تو پاک جسم میں تھی۔ اب تُو جسم سے نکل آ۔ تو تعریف کے لائق ہے۔ اللہ کی رحمت سے خوش ہو جا۔ تیرے لیے جنت کی نعمتیں ہیں۔ تیرا رب تجھ سے راضی ہے''۔ فرشتے مرنے والے کو مسلسل ایسے ہی کہتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ روح جسم سے نکل آتی ہے۔ پھر جب روح نکل آتی ہے، تو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ آسمان کے دروازے اس کے لیے کھولے جاتے ہیں اور پوچھا جاتا ہے: ''یہ کون ہے؟''۔ فرشتے جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں آدمی ہے''۔ جواب میں کہا جاتا ہے: ''اس پاک روح کے لیے خوش آمدید ہے۔ (دنیا میں) یہ پاک جسم میں تھی۔ (اے پاک روح! آسمان کے دروازے میں) خوشی خوشی داخل ہو جا۔ تیرے لیے اللہ کی رحمت کی بشارت ہے۔ جنت کی نعمتوں سے خوش ہو جا، اور راضی ہونے والے رب (سے ملاقات) کی تجھے مبارک ہو''۔ ہر آسمان کے دروازے سے گزرتے ہوئے اسے مسلسل یہی خوشخبریاں دی جاتی ہیں، یہاں تک کہ وہ روح عرش تک پہنچ جاتی ہے۔

مرنے والا اگر برا آدمی ہو، تو فرشتے کہتے ہیں: ''اے خبیث روح! نکل (اس جسم سے) تو خبیث جسم میں تھی۔ نکل اس جسم سے ذلیل ہو کر، اور بشارت ہو! تجھے کھولتے پانی کی، پیپ کی اور بعض دوسرے عذابوں کی''۔ فرشتے روح نکلنے تک مسلسل یہی کہتے رہتے ہیں۔ پھر اسے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ آسمان کا دروازہ اس کے لیے نہیں کھولا جاتا۔ آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں: ''یہ کون ہے؟''۔ جواب میں کہا جاتا ہے: ''یہ فلاں شخص ہے''۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: ''اس خبیث روح کے لیے جو خبیث جسم میں تھی، کوئی خوش آمدید نہیں۔ اسے ذلیل کر کے واپس بھیج دو۔ آسمان کے دروازے ایسی خبیث روح کے لیے نہیں کھولے جاتے''۔ فرشتے اسے آسمان سے ہی نیچے پھینک دیتے ہیں۔ وہ قبر میں لوٹ آتی ہے''۔

1.23:۔ مؤمن کی روح آسمان پر پہنچنے سے پہلے ہی آسمان کے فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرنے لگتے ہیں

حدیث 17:۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا" - قَالَ حَمَّادٌ: فَذَكَرَ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ - قَالَ: "وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ: "رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكِ وَعَلَى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِينَهُ، فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَقُولُ: "انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ". قَالَ: "وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُهُ" - قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا، وَذَكَرَ لَعْنًا - وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ: "خَبِيثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ". قَالَ فَيُقَالُ: "انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ". قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ، عَلَى أَنْفِهِ، هَكَذَا. (مسلم رقم 75-2872)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب مؤمن کی رُوح نکلتی ہے تو دو فرشتے اُسے لے کر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں''۔ (حدیث کے راوی) حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی خوشبو اور مُشک کا ذکر کیا اور فرمایا: آسمان والے فرشتے (اس روح کی) خوشبو پا کر کہتے ہیں: ''کوئی پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ اللہ تجھ پر رحمت کرے، اور اس جسم پر بھی جسے تُو نے آباد کر رکھا تھا!''۔ پھر فرشتے اپنے رب کے حضور اس روح کو لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اسے قیامت قائم ہونے تک اس کی معین جگہ (یعنی علیین) میں پہنچا دو''۔ حدیث کے آخری راوی نے کافر کی روح نکلنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی بدبُو اور اس پر (فرشتوں کی) لعنت کا ذکر کیا۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: ''کوئی ناپاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آ رہی

ہے"۔ پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم ہوتا ہے: "اسے قیامت قائم ہونے تک (اس کی معین جگہ یعنی سجین میں) لے جاؤ"۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی روح کی بدبو کا ذکر فرمایا، تو (نفرت سے) اپنی چادر کا دامن اس طرح اپنی ناک پر رکھ لیا۔ (اور پھر اپنی چادر ناک پر رکھ کر دکھائی)۔

1.24:۔ کافر کی روح قبض کرنے سے پہلے ہی فرشتے اسے جہنم میں داخل ہونے کا "مژدہ" سنا دیتے ہیں

آیت 41:۔ اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ○ (النحل: ۲۸،۲۹)

ترجمہ ہاں! انہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں: "ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے"۔ ملائکہ جواب دیتے ہیں: "کیسے نہیں کر رہے تھے! اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ اب جاؤ، جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے"۔ پس حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے متکبروں کے لیے۔

1.25:۔ کافر کی روح قبض کرتے وقت ان کے چہروں پر تھپڑ اور پیٹھوں پر کوڑے مارتے ہیں

آیت 42:۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ○ (الانفال: ۵۰)

ترجمہ کاش! تم اُس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی رُوحیں قبض کر رہے

تھے۔ وہ ان کے چہروں اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ''لو اب جلنے کی سزا بھگتو''۔

آیت 43:۔ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ○ (محمد:۲۷)

ترجمہ پھر اُس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے اِن کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے؟

1.26:۔ کافر کی روح قبض کرنے سے پہلے فرشتے اسے ڈانٹتے ڈپٹتے ہیں

آیت 44:۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○ (الانعام:۹۳)

ترجمہ کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں: ''لاؤ، نکالو اپنی جان، آج تمہیں اُن باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اُس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے''۔

1.27:۔ سجین میں اندراج کے بعد کافر کی رُوح آسمانِ اوّل سے بری طرح زمین پر پٹخ دی جاتی ہے

حدیث 18:۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَّا يُلْحَدْ،

فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ. فَقَالَ: "اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا". ..... قَالَ: "وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: "أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللهِ وَغَضَبٍ". قَالَ: "فَتُفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا قَالُوا: "مَا هٰذَا الرُّوحُ الْخَبِيثُ؟". فَيَقُولُونَ: "فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمَّى بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا يُفْتَحُ لَهُ". ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ" (الأعراف:٤٠). فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى، فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا". ثُمَّ قَرَأَ: "وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ" (الحج:٣١). فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: "مَنْ رَبُّكَ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ لَهُ: "مَا دِينُكَ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ! لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي". فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ، فَافْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا، وَسَمُومِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ، وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ،

مُنْتِنُ الرِّيحِ فَيَقُولُ: "أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوءُكَ. هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ". فَيَقُولُ: "مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّ". فَيَقُولُ: "أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ". فَيَقُولُ: "رَبِّ! لَا تُقِمِ السَّاعَةَ".

(صحيح: مسند أحمد ج ۳۰ ص ۴۹۹ تا ۵۰۳ رقم 18534)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک شخص کے جنازہ کو لے کر نکلے۔ (جنازہ پڑھنے کے بعد) ہم اس کو قبر میں دفن کرنے کے لیے لے گئے۔ قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے، ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ ہم لوگ بڑے ہی مؤدب طریقے سے بیٹھے تھے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کو کرید رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اوپر اُٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ دو یا تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اور کافر بندہ جب اس کو اس دنیا سے نکال کر آخرت میں لے جایا جاتا ہے، تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اترتے ہیں جن کے پاس سیاہ رنگ کا موٹا، کھردرا، اُون سے بنا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کے سامنے حدِّ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آ کر اس کے سر کے اوپر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: ''اے خبیث روح! تو اللہ کے غصے اور ناراضگی کی طرف نکل جا''۔ یہ سن کر روح اس کے پورے جسم میں منتشر ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو اس کے جسم سے ایسے نکالا جاتا ہے جیسا کہ لوہے کی گرم سلاخ کو گیلی روئی سے نکالا جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ اس روح کو قبض کر لیتا ہے۔ پھر جب وہ روح کو قبض کر لیتا ہے، تو دوسرے فرشتے اس کو آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی وصول کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو سیاہ رنگ کے لباس میں بند کر دیتے ہیں۔ اس سے ایسی مردار کی بدبو نکلتی ہے کہ ایسی روئے زمین پر نہیں ہے۔ پھر اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے۔ تو راستے میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی اُن کا گزر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں: ''یہ کیسی

خبیث اور بری روح ہے"۔ وہ لے جانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں: "یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے"۔ اس کو ایسے برے ناموں سے پکارتے ہیں جس کو اس کو دنیا میں پکارا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس کو آسمان دنیا کے پاس لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے دروازہ کھولنے کے لیے کہتے ہیں، مگر اس کے لیے آسمان دنیا کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

آیت 45:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ○ (الاعراف: ۴۰)

ترجمہ یقین جانو، جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔ اُن کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اُونٹ کا گزرنا۔ مجرموں کو ہمارے ہاں ایسا ہی بدلہ ملا کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اس کو سب زمینوں سے نیچے سجین میں پھینک دو"۔ پھر اس کی روح کو وہاں پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت تلاوت فرمائی:

آیت 46:۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○ (الحج: ۳۱)

ترجمہ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اُس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اُس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

پھر اس کی رُوح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس کے پاس بھی دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھاتے ہیں، پھر وہ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: "تیرا رب کون ہے؟"۔ وہ (خدا ناشناس) کہتا ہے: "ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا"۔ پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: "تیرا دین کیا تھا؟"۔ وہ (خدا ناشناس) کہتا ہے: "ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا"۔ پھر فرشتے اس سے کہتے ہیں: "یہ آدمی جو تمہارے اندر (بحیثیت

نبی کے) مبعوث ہوا تھا، تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال تھا؟"۔ وہ (خدا ناشناس) پھر بھی کہتا ہے: "ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا"۔ (اس سوال وجواب کے بعد) آسمان سے ایک ندا دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارتا ہے: "اس نے جھوٹ کہا"۔ (یعنی اس نے فرشتوں کے سوالوں کے جواب میں اپنا بالکل انجان اور بے جُرم ہونا ظاہر کیا۔ یہ اس نے جھوٹ بولا، کیونکہ حقیقت میں وہ اللہ کی توحید کا، اس کے دین اسلام کا، اور اس کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر تھا)۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی ندا کرے گا: "اس کے لیے دوزخ کا فرش کرو، دوزخ کا لباس اس کو پہناؤ، اور اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو۔ (چنانچہ یہ سب کچھ کر دیا جائے گا)۔ (دوزخ کے اس دروازے سے) اس کو برابر دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹیں اور جلانے جھلسانے والی ہوائیں اس کے پاس آتی رہیں گی۔ اس کی قبر اس پر نہایت سخت کر دی جائے گی، جس کی وجہ سے (اتنا دباؤ پڑے گا کہ) اس کے سینے کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جائیں گی۔ پھر اس کے پاس نہایت بدصورت بہت خراب اور برے کپڑوں میں ملبوس، اور بہت بُری بدبو والا شخص آئے گا اور اس سے کہے گا: "میں تیرے پاس ایسی خبر لایا ہوں جو تجھے غمگین کر دے گی۔ یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا"۔ وہ اس سے پوچھے گا: "تو کون ہے؟ جو تو ایسی بری خبر لایا ہے"۔ وہ کہے گا: "میں تیرا برا عمل ہوں"۔ اس پر وہ دعا کرے گا: "اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا"۔

1.28:۔ میت کا اپنا انجام دیکھ کر پسماندگان سے ہم کلام ہونا، جسے وہ نہیں سنتے

حدیث19:۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:"إِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ، فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى

أَعْنَاقِهِمْ. فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا. يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ"۔ (بخاری رقم 1316)

ترجمہ: حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب جنازہ تیار ہوتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اُٹھا لیتے ہیں۔ نیک آدمی کہتا ہے: ''مجھے جلدی لے چلو، مجھے جلدی لے چلو''۔ اگر نیک نہ ہو، تو کہتا ہے: ''ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟''۔ میت کی آواز انسانوں (اور جنوں) کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے۔ اگر انسان سُن لے، تو بے ہوش ہو جائے''۔

1.29:۔ قبر کا عذاب اور راحت

عالمِ برزخ میں جزاء وسزا کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ نیک شخص کو عالمِ برزخ میں راحت وآرام ملتا ہے اور اسے انعامات سے نوازا جاتا ہے، اور برے شخص کو سزا ملتی ہے اور اسے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منافقین کی نسبت قرآن میں ہے:

آیت 47:۔ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ (التوبۃ:۱۰۱)

ترجمہ: تمہارے گرد وپیش جو بدوی رہتے ہیں، ان میں بہت سے منافق ہیں، اور اسی طرح خود مدینہ کے باشندوں میں بھی منافق موجود ہیں، جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں۔ تم انہیں نہیں جانتے، ہم اُن کو جانتے ہیں۔ قریب ہے وہ وقت جب ہم ان کو دوہری سزا دیں گے۔ پھر وہ زیادہ بڑی سزا کے لیے واپس لائے جائیں گے۔

عَذَابٍ عَظِيْمٍ سے ظاہر ہے کہ دوزخ کا عذاب مراد ہے۔ اب اس عذابِ دوزخ سے پہلے عذاب کے دو (۲) دوران پر اور گذر چکے ہوں گے۔ ایک تو یہ دنیاوی عذاب ہے، اور دوسرا موت کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ قرآن میں آلِ فرعون کے ذکر میں ہے۔

آیت48:۔ وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝
(المومن:۴۵،۴۶)

ترجمہ اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے۔ دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں، اور جب قیامت کی گھڑی آ جائے گی تو حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

اس سے ظاہر ہوا کہ گنہگاروں کو قیامت سے پہلے برزخ کے عالم میں بھی عذاب کا کچھ نہ کچھ مزا چکھایا جاتا ہے۔ ایسا ہی نیکوکاروں کو بہشت کے عیش و آرام کا منظر دکھایا جاتا ہے۔ اسی آیت پاک کی تشریح میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

حدیث20:۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ إِلَيْهِ".

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 4658، 5119، 5234، 5926، 6059؛ ابن أبي شيبة 237/13، هناد فی "الزهد" رقم 364، ابن ماجه رقم 4270، ترمذی رقم 1072، النسائی فی "الکبری" رقم 2198، "سنن المجتبی" 107/4، ابن عبد البر فی "التمهید" 104/14؛ هناد فی "الزهد" رقم 365، الطیالسی رقم 1832، أبو یعلی رقم 5830، الطبرانی فی "الصغیر" رقم 930، الخطیب فی "تاریخ بغداد" 8/48-49؛ عبد الرزاق رقم 6745، عبد بن حمید رقم 730، مسلم رقم 66 - 2866، البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 49)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی مرتا ہے، تو صبح و شام اس کا اصلی مقام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے، تو جنت، اور اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے، تو دوزخ۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا مقام۔ اس وقت تک کے لیے کہ جب تو قیامت کے دن اٹھایا جائے''۔

مشرکوں اور قیامت کے منکروں کا سوال تھا کہ اگر یہ پیغامِ الٰہی سچ ہے تو ہم کو فرشتے یا خدا نظر کیوں نہیں آتے؟ جواب میں کہا گیا: ''فرشتے جس دن نظر آئیں گے، اس دن ایمان بالغیب کہاں؟''

اوپر آیتوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ فرشتے موت کے وقت نظر آتے ہیں، یا پھر قیامت میں نظر آئیں گے۔ اس لیے ارشاد ہے:

آیت 49:۔ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ○ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ○ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ○ (الفرقان: ۲۲ تا ۲۶)

ترجمہ: جس روز یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ مجرموں کے لیے کسی بشارت کا دن نہ ہوگا۔ چیخ اٹھیں گے کہ پناہ بخدا، اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے۔ اُسے لے کر ہم غبار کی طرح اُڑا دیں گے۔ بس وہی لوگ جو جنت کے مستحق ہیں اُس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گزارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔ آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل اُس روز نمودار ہوگا اور فرشتوں کے پرے کے پرے اتار دیے جائیں گے۔ اُس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان (اللہ) کی ہوگی۔ اور وہ منکرین کے لیے بڑا سخت دن ہوگا۔

کھلی بات ہے کہ آسمان کا بادل سے پھٹنا اور فرشتوں کا اترنا قیامت کا نقشہ ہے۔ اب اس سے پہلے فرشتوں کے دکھائی دینے کا وہ دن جس میں گنہگاروں کے لیے خوش خبری نہیں، اور وہ کہیں گے کہ کاش! یہ ڈراؤنا منظر ہماری نگاہوں کے سامنے نہ ہوتا، اور جنت کے مستحقین کو ایک اچھا مستقر (ٹھکانہ) اور دوپہر کی دھوپ سے بچانے والی خواب گاہ بنی ہوگی۔ قیامت سے پہلے اور موت کے بعد ہی کی کیفیت ہے۔

سورت محمد میں موت کے وقت کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب فرشتے ان گنہگاروں کی روحوں کو قبض کرتے ہیں، تو ان کے چہروں پر اور پیٹھوں پر ضرب لگاتے ہیں۔ فرمایا:

آیت 50:۔ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝

(محمد: ۲۷،۲۸)

ترجمہ پھر اُس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے اِن کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے؟ یہ اسی لیے تو ہوگا کہ انہوں نے اِس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اُس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا۔ اِسی بنا پر اس نے اِن کے سب اعمال ضائع کر دیئے۔

اس غیبی ضرب کے پڑنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گنہگار مردہ پر موت کے وقت ہی سے عذاب کی جھلک شروع ہو جاتی ہے۔

سورت الانعام میں اس سے زیادہ وضاحت ہے:

آیت 51:۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ ۗ وَلَوْ تَرٰى إِذِ الظّٰلِمُونَ فِي غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا أَيْدِيهِمْ ۚ أَخْرِجُوٓا أَنْفُسَكُمْ ۖ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ (الانعام: ۹۳)

ترجمہ اور اُس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑے، یا کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہو درآں حالیکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو، یا جو اللہ کی نازل کردہ چیز کے مقابلے میں کہے کہ میں بھی ایسی چیز نازل کر کے دکھا دوں گا؟ کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں: ''لاؤ، نکالو اپنی جان، آج تمہیں اُن باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر ناحق بکا کرتے تھے اور اُس کی آیات کے مقابلہ میں سرکشی دکھاتے تھے''۔

قومِ نوح کے غرق ہونے کے بعد ہی دوزخ میں جانے کا حکم ہے:

آیت 52:۔ مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ○ (نوح:۲۵)

ترجمہ اپنی خطاؤں کی بنا پر ہی وہ (قومِ نوح) غرق کیے گئے اور آگ میں جھونک دیے گئے، پھر انہوں نے اپنے لیے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا۔

حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی کافر بیویوں کی موت کے بعد ہی عذاب کا ذکر ہے:

آیت 53:۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○ (التحریم:۱۰)

ترجمہ اللہ کافروں کے معاملہ میں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کو بطورِ مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں، مگر انہوں نے اپنے اُن شوہروں سے خیانت کی اور وہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے کچھ بھی نہ کام آسکے، دونوں سے کہہ دیا گیا: "جاؤ، آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ"۔

یہ قیامت سے پہلے اور دنیا کے عذابِ ہلاکت کے بعد کے واقعات ہیں۔ اسی وقفہ کا نام برزخ ہے۔

سورت یٰسین میں ایک خیر خواہِ قوم کا ذکر ہے جو عمر بھر اپنی قوم کو حق کی تبلیغ کرتا رہا تھا، اور پھر وہ غالباً اسی حق کی راہ میں شہید ہوا۔ مرنے کے بعد جب اس کو بہشت ملی، تو اس نے بڑی حسرت سے کہا: "کاش! میری قوم کو معلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس طرح مجھے معاف فرمایا، اور عزت بخشی تا کہ وہ بھی ایمان سے میری طرح بہرہ ور ہو کر اس مغفرت اور عزت سے سرفراز ہوتی"۔

آیت 54:۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ○ (یٰس:۲۶ تا ۲۸)

ترجمہ اور اُس شخص سے کہہ دیا گیا: "داخل ہو جا جنت میں"۔ اس نے کہا: "کاش میری قوم کو یہ معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا"۔ اِس کے بعد اُس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی لشکر نہیں اُتارا۔ اور نہ ہمیں لشکر بھیجنے کی کوئی حاجت تھی۔

شہیدوں کی نسبت تو خاص طور پر ہے:

آیت 55:۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(آل عمران:۱۶۹،۱۷۰)

ترجمہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُنہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے اُنہیں دیا ہے اُس پر خوش و خرم ہیں، اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کو برزخ ہی میں کامل زندگی کے ساتھ جنت کی روزی ملتی ہے، اور عام نیکوکاروں کا یہ حال ہے کہ ان کو فرشتے اس وقت سلامتی اور جنت کی خوش خبری سناتے ہیں:

آیت 56:۔ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (النحل:۳۲)

ترجمہ ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں: "سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے"۔

آیت 57:۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ (الانفال:۵۰)

ترجمہ کاش تم اُس حالت کو دیکھ سکتے جبکہ فرشتے مقتول کافروں کی رُوحیں قبض کر رہے

تھے۔ وہ ان کے چہروں اور ان کے کولہوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ''لو، اب جلنے کی سزا بھگتو''۔

حدیث 21:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ وَهُوَ ابْنُ مَدُّوَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلَّاهُ فَرَأَى نَاسًا كَأَنَّهُمْ يَكْتَشِرُونَ. قَالَ: "أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى، فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ، فَيَقُولُ: أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ، وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ، وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ، فَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا، أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِيَ بِكَ". قَالَ: "فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ. وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلًا، أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِيَ بِكَ". قَالَ: "فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتَّى تَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ". قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصَابِعِهِ، فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ: "وَيُقَيِّضُ اللهُ لَهُ سَبْعِينَ تِنِّينًا، لَوْ أَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، فَيَنْهَشْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتَّى يُفْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ". قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ". هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. (ترمذی رقم 2460)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی جگہ (جنازگاہ) میں داخل ہوئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو گویا کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنو! اگر تم مزے توڑنے والی چیز (موت) کو کثرت

سے یاد کرو، تو تمھاری توجہ اس حالت سے ہٹا دے گی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لہٰذا مزے توڑنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرو۔ اس لیے کہ قبر پر کوئی دن نہیں گزرتا، مگر وہ بولتی ہے، وہ کہتی ہے: ''میں مسافرت کا گھر ہوں! جو میرے اندر آتا ہے، وہ پردیسی ہو جاتا ہے۔ میں تنہائی کا گھر ہوں! میں مٹی کا گھر ہوں! میں کیڑوں کا گھر ہوں!''۔

پس جب مؤمن دفن کیا جاتا ہے، تو قبر اس سے کہتی ہے: ''آپ کشادہ جگہ آئے! آپ اپنے گھر والوں میں آئے! سنو! بیشک آپ مجھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے جو میری پیٹھ پر چلتے ہیں۔ پس آج جب میں آپ کی ذمہ دار بنائی گئی اور آپ میری طرف آگئے، تو عنقریب آپ دیکھیں گے کہ میرا برتاؤ آپ کے ساتھ کیسا ہوتا ہے؟ پس وہ اس کے لیے حدِ نظر تک کشادہ ہو جاتی ہے، اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

جب بدکار آدمی یا کافر آدمی دفن کیا جاتا ہے، تو قبر اس سے کہتی ہے: ''تیرے لیے یہاں نہ کشادگی ہے، اور نہ تو اپنے گھر والوں میں آیا! سن! بیشک تُو مجھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض (ناپسندیدہ) تھا جو میری پیٹھ پر چلتے ہیں۔ پس آج جب میں تیری ذمہ دار بنائی گئی، اور تُو میری طرف آگیا، تو عنقریب تُو اپنے ساتھ میرا برتاؤ دیکھے گا''۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پس قبر اس پر مل جائے گی، یہاں تک کہ اس کے اوپر ہو جائے گی، اور اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جائیں گی''۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ پس بعض کو بعض میں داخل کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اور اس پر ستر (۷۰) اژدھے مسلط کیے جائیں گے، جن میں سے اگر ایک بھی زمین پر پھنکار دے، تو زمین رہتی دنیا تک کوئی چیز نہ اُگائے۔ پس وہ اس کو ڈسیں گے، اور کاٹیں گے، یہاں تک کہ اس کو حساب کے لیے میدانِ محشر میں لے جایا جائے گا''۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قبر یا تو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے!''۔

1.30:۔اہل ایمان کو قبر میں جنت کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں

آیت 58:۔الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○(النحل:۳۲)

ترجمہ ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ''سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے''۔

1.31:۔قبر مؤمن کے لیے سرسبز وشاداب ہے

حدیث 22:۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا بن وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أبا السمح حدثه عن بن حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ فِي قَبْرِهِ لَفِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ وَيُرْحَبُ لَهُ قَبْرُهُ سَبْعُونَ ذِرَاعًا وَيُنَوَّرُ لَهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ" الحديث

(حسن: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ج۵ ص۱۰۷ رقم 1860؛ مسند أبي يعلى، ج۱۱ ص۵۲۱ رقم 6644؛ الطبري في "تفسيره" 228/16؛ الآجري ص 358؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 68؛ البزار رقم 233)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک مؤمن اپنی قبر میں سرسبز باغ میں ہوتا ہے، جو اس کے لیے ستر ہاتھ (تقریباً 105 فٹ یا 35 میٹر) فراخ کر دیا جاتا ہے اور اس میں چودھویں رات کے چاند جیسی روشنی کر دی جاتی ہے''۔

1.32:۔اہل ایمان کو قبر میں ان کی جنت والی رہائش گاہ صبح وشام دکھائی جاتی ہے

حدیث 23:۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ،

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ، حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔ (مسلم رقم 65-2866)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی مرتا ہے، تو صبح وشام اس کا اصلی مقام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے، تو جنت، اور اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے، تو دوزخ۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا مقام۔ اس وقت تک کے لیے کہ جب تو قیامت کے دن اُٹھایا جائے''۔

1.33:۔عذابِ قبر حق ہے

حدیث 24:۔حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، سَمِعْتُ الأَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا، فَذَكَرَتْ عَذَابَ القَبْرِ، فَقَالَتْ لَهَا: "أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ"۔ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ القَبْرِ، فَقَالَ: "نَعَمْ، عَذَابُ القَبْرِ"۔ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: "فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلَّى صَلاَةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ"۔ زَادَ غُنْدَرٌ: "عَذَابُ القَبْرِ حَقٌّ"۔ (بخاری رقم 1372)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی، اور عذابِ قبر کا ذکر کیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگی: ''اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے!''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ قبر کے بارے میں سوال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، عذابِ قبر حق ہے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اس کے بعد میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز پڑھتے نہیں دیکھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو''۔

1.34:۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی عذابِ قبر کے بارے میں آگاہ فرمایا

حدیث 25:۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ، وَهِيَ تَقُولُ: "أَشَعَرْتُ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟". فَارْتَاعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: "إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ". قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَشَعَرْتُ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟". وَقَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ".

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد رقم 26105؛ مسلم رقم 584؛ النسائي في "المجتبى" رقم 2064؛ سنن الكبرى نسائي رقم 2191؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 101)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے (یعنی عذابِ قبر دیئے جاؤ گے)''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نے یہ بات سنی اور) گھبرا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک یہودی عذاب دیئے جائیں گے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد ہم نے کئی راتیں (وحی کا) انتظار کیا۔ پھر (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ عذابِ قبر سے پناہ مانگتے سنا ہے''۔

1.35:۔کافروں کے چیخنے چلّانے کی آواز جانور سنتے ہیں

حدیث 26:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا يَعْلَى بْنُ الْمِنْهَالِ السَّكُونِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْمَوْتَى لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، حَتَّى إِنَّ الْبَهَائِمَ لَتَسْمَعُ أَصْوَاتَهُمْ"۔

(حسن: المعجم الکبیر، ج١٠ص٢٠٠ رقم 10459 "رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج٣ص٥٦ رقم 4291)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مردے (کافر یا مشرک) اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں اور ان (کے چیخنے چلّانے) کی آوازیں سارے چوپائے سنتے ہیں''۔

حدیث 27:۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ- وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا، فَقَالَ: "يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا"۔ (مسلم رقم 69-2869)

ترجمہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد (گھر سے) نکلے، تو (قبرستان میں) ایک آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہودیوں کو اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے''۔

حدیث 28:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيْهَا يَهُودِيَّةٌ اسْتَوْهَبَتْهَا طِيبًا،

فَوَهَبَتْ لَهَا عَائِشَةُ، فَقَالَتْ: "أَجَارَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ". قَالَتْ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ، حَتّٰى جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، قُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِلْقَبْرِ عَذَابًا؟". قَالَ: "نَعَمْ، إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ".

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد، ج ٤٠ ص ٢٠٩ رقم 24178؛ ابن أبي شيبة 373/3؛ ابن راهوية رقم 1415، 1418؛ هناد في "الزهد" رقم 348؛ النسائي في "المجتبى" 105/4؛ "سنن الكبرى" نسائي رقم 2193، 2194؛ البخاري رقم 6366؛ مسلم رقم 125 -586؛ الآجري في "الشريعة" ص 359-360؛ اللالكائي في "شرح أصول اعتقاد أهل السنة" رقم 2135؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 174).

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اُن کے پاس ایک یہودی عورت آئی، اس نے خوشبو کا مطالبہ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خوشبو کا تحفہ دیا۔ اس یہودی عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دعا دی: ''اللہ آپ رضی اللہ عنہا کو عذابِ قبر سے پناہ میں رکھے!''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر میرے دل میں یہ بات کھٹکنے لگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! قبر میں عذاب ہوتا ہے؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، ان کو قبر میں عذاب ہوتا ہے جس کو جانور تک سنتے ہیں''۔

حدیث 29: ۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا فِي حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ، فِيهِ قُبُورٌ مِنْهُمْ، قَدْ مُوِّتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يُعَذَّبُونَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: "اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ". قَالَتْ: قُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ؟". قَالَ: "نَعَمْ، عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ".

(صحيح: مسند أحمد ج ٤٤ ص ٥٩٢ رقم 27044؛ ابن أبي شيبة 374/3.

194-193/10، هنّاد فی "الزهد" رقم349؛ابن أبی عاصم فی "السنة" رقم875؛ابن حِبّان رقم3125؛الطبرانی فِی "الکبیر" 25/ (رقم268)؛الآجری فی "الشریعة" ص363، البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم95؛ الهیثمی فی "مجمع الزوائد" 56/3 وقال: رواه أحمد ورجاله رجال الصحیح)

ترجمہ حضرت اُمّ مبشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں بنو نجار کے ایک باغ میں تھی۔ اس میں ان لوگوں کی کچھ قبریں تھیں جو زمانۂ جاہلیت میں فوت ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (کی چیخنے کی) آوازیں سنیں۔ ان کو عذاب دیا جارہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے تو فرمارہے تھے: ''عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا ان لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، اس عذاب کو جانور سنتے ہیں''۔

1.36:۔ عہدِ نبوی میں عذابِ قبر کا واقعہ

حدیث30:۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ البَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: "مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ". فَأَمَاتَهُ اللهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: "هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ۔ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ". فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: "هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَعَلِمُوا: أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ".

(بخاری رقم3617)

حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "كَانَ مِنَّا رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَدْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ، وَآلَ عِمْرَانَ، وَكَانَ يَكْتُبُ

لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتَّى لَحِقَ بِأَهْلِ الْكِتَابِ". قَالَ: فَرَفَعُوهُ، وَقَالُوا: "هٰذَا كَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ". وَأُعْجِبُوا بِهِ، فَمَا لَبِثَ أَنْ قَصَمَ اللهُ عُنُقَهُ فِيهِمْ، فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ، فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا، ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ، فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا، ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ، فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا، فَتَرَكُوهُ مَنْبُوذًا".

(صحيح على شرط مسلم: مسند أحمد رقم 13324؛ عبد بن حميد رقم 1280.1278؛ مسلم رقم 14-2781؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 53)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوگیا۔ اس نے سورت بقرہ اور سورت آل عمران پڑھ لی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرنے لگا، لیکن بعد میں مرتد ہوگیا۔ وہ کہنے لگا: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کسی چیز کا پتہ ہی نہیں ہے، جو کچھ میں لکھ دیتا ہوں، بس وہی کہہ دیتے ہیں''۔ اللہ تعالیٰ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے (قبر میں) دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے کہا: ''یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھیوں کا کام ہے، چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے۔ لہٰذا انھوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر پھینکی ہے''۔ عیسائیوں نے اس کے لیے دوبارہ (نئی جگہ) قبر کھودی، اور اسے (پہلے کی نسبت) بہت گہرا بنایا۔ اور (لاش کو دوبارہ دفن کر دیا) جب صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے پھر الزام لگایا: ''یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھیوں کا کام ہے، چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے۔ لہٰذا انھوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے''۔ عیسائیوں نے (تیسری مرتبہ) اس کے لیے قبر کھودی اور اتنی گہری بنائی جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر نکال پھینکا ہے۔ تب انھیں یقین ہوگیا کہ یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے (بلکہ اللہ کا عذاب ہے)۔ پھر عیسائیوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی''۔

1.37:۔قبر کے کنارے بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر روئے کہ مٹی تر ہوگئی

حدیث 31:۔حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، وَحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَعْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَاقِدٍ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ بَصُرَ بِجَمَاعَةٍ، فَقَالَ: "عَلَامَ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ هٰؤُلَاءِ؟". قِيلَ: "عَلَى قَبْرٍ يَحْفِرُونَهُ". قَالَ: فَفَزِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَدَرَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ مُسْرِعًا حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْقَبْرِ، فَجَثَا عَلَيْهِ. قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ لِأَنْظُرَ مَا يَصْنَعُ، فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى مِنْ دُمُوعِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا قَالَ: "أَيْ إِخْوَانِي! لِمِثْلِ الْيَوْمِ فَأَعِدُّوا؟"۔

(مسند أحمد، ج ۳۰ ص ۵۶۳ رقم 18601؛ ابن أبي شيبة 13/226-227؛ البيهقي في "السنن" 3/369؛ "الشعب" رقم 10547، 10548؛ المزي في "تهذيب الكمال" (في ترجمة عبد الله بن واقد)؛ ابنُ ماجه رقم 4195؛ البخاريُّ في "التاريخ الكبير" 1/229؛ الطبراني في "الأوسط" رقم 2609؛ الخطيب في "تاريخ بغداد" 1/340-341)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر لوگوں کی ایک جماعت پر پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''یہ لوگ کیوں یہاں جمع ہوئے ہیں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: ''یہ لوگ ایک قبر کو کھود رہے ہیں''۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گھبراہٹ کے آثار طاری ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی تیزی سے اس قبر کی طرف چل پڑے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قبر پر جا پہنچے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جا کھڑا ہوا تاکہ میں دیکھوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے ہیں؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں سے

مٹی تر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائیو! اس جیسی جگہ (یعنی قبر) کے لیے تیاری کر لو''۔

1.38:۔قبروں میں لوگ فتنۂ دجّال کی طرح آزمائے جائیں گے

حدیث32:۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّهَا قَالَتْ: .....رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:.... وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ-أَوْ قَرِيبًا مِنْ-فِتْنَةِ الدَّجَّالِ-لاَ أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ-(بخاری رقم1053)

ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح یا اس کے قریب قریب آزمائے جاؤ گے''۔

حدیث33:۔أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَقَالَ: "إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ".

(صحیح: نسائی رقم5504،2065)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ عذابِ قبر اور فتنۂ دجال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور آپ ﷺ فرماتے: ''تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے''۔

1.39:۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذابِ قبر سے پناہ مانگی ہے

حدیث34:۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ جَسْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ، وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"۔

(صحیح: نسائی رقم 5519)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی: ''اے اللہ! حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے رب! میں (جہنم کی) آگ کی گرمی اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں''۔

حدیث35:۔حَدَّثَنَا يَعْلَى، حَدَّثَنَا قُدَامَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ الْعَامِرِيَّ، عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَتْ: "إِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ"۔ فَقُلْتُ: "كَذَبْتِ"۔ فَقَالَتْ: "بَلَى، إِنَّا لَنَقْرِضُ مِنْهُ الثَّوْبَ وَالْجِلْدَ"۔ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَقَدْ ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ: "مَا هٰذِهِ؟"۔ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَتْ۔ فَقَالَ: "صَدَقَتْ"۔ قَالَتْ: فَمَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِئِذٍ إِلَّا قَالَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: "أَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ، أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ"۔

(مسند أحمد، ج۴۰ ص۳۸۰ رقم 24324؛ ابن أبي شيبة 122/1؛ النسائي في "المجتبى" 72/3، 278/8؛ "سنن الكبرى" نسائي رقم 1268، 9966،7960؛ "عمل اليوم والليلة" رقم 138؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 181، 182؛ "الدعوات الكبير" رقم 109، 306؛ الطبراني في "الأوسط" رقم 3870؛ "مجمع البحرين" رقم 4667؛ الهيثمي في "مجمع الزوائد" 110/10، وقال: رواه النسائي غير قولها: في دبر كل صلاة، رواه الطبراني في "الأوسط" عن شيخه علي بن سعيد الرازي، وفيه كلام لا يضر، وبقية رجاله ثقات)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس ایک یہودی عورت آئی۔ وہ کہنے لگی: ''پیشاب کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے''۔ میں نے کہا: ''تو جھوٹ بولتی ہے''۔ وہ عورت کہنے لگی: ''ہاں، عذاب ہوتا ہے۔ ہم تو پیشاب کی وجہ سے کپڑے اور جلد کو کاٹ دیتے ہیں''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے گھر سے نکلے۔ اس وقت ہماری آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟''۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس یہودی عورت کی بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سچ کہتی ہے''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز سے ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنی شروع کر دی: ''اے اللہ! حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے رب! میں (جہنم کی) آگ کی گرمی اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں''۔

1.40:۔اگر لوگ عذاب قبر دیکھ لیں تو قبروں میں مردے دفن کرنا چھوڑ دیں

حدیث 36:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"۔

(مسلم رقم 68-2868)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر (مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا) تم (اپنے مردے) دفن کرنا چھوڑ دو گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر (کی آوازیں) سنوا دے''۔

1.41:۔اگر لوگ عذابِ قبر دیکھ لیں تو ہنسیں کم روئیں زیادہ

حدیث37:۔حَدَّثَنَا أَسْوَدُ هُوَ ابْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ: "إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ، مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، لَوْ عَلِمْتُمْ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَلَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ، وَلَخَرَجْتُمْ عَلَى، أَوْ إِلَى، الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ". قَالَ: فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: "وَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي شَجَرَةٌ تُعْضَدُ".

(حسن لغیرہ:مسند أحمد،ج ۳۵ص ۴۰۵، ۴۰۶،رقم21516؛ابن ماجہ رقم4190، البزار رقم3524، 3525؛الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" رقم 1135، الحاکم 2/510-4،511/4،544/579؛البغوی رقم4172؛الترمذی رقم2312)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان (اللہ کے خوف سے) چر چرا رہا ہے اور اُسے چر چرانا ہی چاہیے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آسمان میں چار انگل جگہ (تقریباً تین انچ) ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے حضور رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔ اگر تم وہ باتیں جان لو، جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ بستروں پر بیویوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتے اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے میدانوں کی طرف نکل جاتے"۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "کاش! میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا"۔

حدیث38:۔حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا".

(صحیح:مسند أحمد،ج ۱۲ص ۴۶۷،رقم7499؛ابن حبان رقم6706؛الحاکم 4/579)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے! اگر تم وہ باتیں جان لو، جو میں جانتا ہوں، تو تم روتے زیادہ اور ہنستے کم''۔

1.42 :۔ قبر سے زیادہ گھبراہٹ اور سختی والی اور کوئی جگہ نہیں

حدیث 39 :۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بَحِيرٍ الْقَاصُّ، عَنْ هَانِئٍ مَوْلَى عُثْمَانَ، قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى، حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ: "تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِي، وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟". فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ". قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ".

(صحیح: مسند أحمد ج ۱ ص ۵۰۳ رقم 454؛ ابن ماجه رقم 4267؛ الترمذی رقم 2308: و حسنه الترمذی؛ الحاکم 4/ 330-331: صححه الحاکم، ووافقه الذهبی؛ البزار رقم 444؛ البیهقی فی "شعب الإیمان" رقم 397)

ترجمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: (اُن کا حال یہ تھا کہ) جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے، تو بہت روتے، یہاں تک کہ آنسوؤں سے اُن کی داڑھی تر ہو جاتی۔ اُن سے پوچھا گیا: ''(یہ کیا بات ہے؟!! کہ) آپ رضی اللہ عنہ جنت اور دوزخ کو یاد کرتے ہیں، تو نہیں روتے، اور قبر کی وجہ سے اس قدر روتے ہیں؟''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ پس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا، تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں، اور اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پا سکا، تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے اور زیادہ سخت اور کٹھن ہیں''۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے: ''نہیں دیکھا میں نے کوئی منظر مگر یہ کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ خوف ناک اور شدید ہے''۔

1.43:۔پیشاب سے احتیاط نہ کرنے اور غیبت سے عذاب قبر ہوتا ہے

حدیث 40:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعُ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ وَكِيعٌ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: "إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا: فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ- قَالَ وَكِيعٌ: مِنْ بَوْلِهِ - وَأَمَّا الْآخَرُ: فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ". ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً، فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً. فَقَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟". قَالَ: "لَعَلَّهُمَا أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا - قَالَ وَكِيعٌ: تَيْبَسَا".

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 1980؛ ابن أبي شيبة 122/1، 3/375، 377-376/2؛ بخاری رقم 218، 1361، 1378، 6052؛ ابن ماجه رقم 347؛ الأجری فی "الشریعة" ص 362؛ النسائی 104/6؛ الخرائطی فی "مساوئ الأخلاق" رقم 236؛ الآجری ص 362؛ البیهقی فی "السنن" 104/1، 412/2؛ "إثبات عذاب القبر" رقم 117، 118، 119؛ البغوی رقم 183؛ هناد فی "الزهد" رقم 360، 1213؛ مسلم رقم 111 - 292؛ أبو داود رقم 20؛ الترمذی رقم 70؛ النسائی 28/1-29، وابن الجارود رقم 130؛ ابن خزیمة رقم 56؛ عبد بن حمید رقم 620؛ الدارمی رقم 739؛ ابن حبان رقم 3128)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو (قبروں میں) عذاب ہو رہا ہے۔ کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ دوسرا چغلی کرتا تھا''۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ٹہنی پکڑی۔ پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک قبر پر گاڑھ دیا۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''امید ہے کہ ان دونوں سے عذاب میں تخفیف کی جائے جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوجائیں''۔

1.44:۔ برزخ میں ارواح کا مسکن

موت اور قیامت کے درمیان کی منزل (برزخ) میں ارواحِ انسانی کا مسکن کہاں ہو گا؟ قرآن مجید میں اس کا جواب متعدد آیتوں میں ملتا ہے۔ سب سے پہلے سورت اعراف کی آیت میں غور فرمائیں، جس میں ذکر ہے کہ فرشتے جب منکرین سے سوال و جواب کر چکیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو حکم دے گا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عذاب کی آگ میں داخل ہوجائیں:

آیت 59:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ○ (الاعراف: ۴۰)

ترجمہ یقین جانو، جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے، ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔ اُن کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اُونٹ کا گزرنا۔ مجرموں کو ہمارے ہاں ایسا ہی بدلہ مِلا کرتا ہے۔

اس کے برخلاف ہمہ تن پاک باز مؤمن روح کا یہ حال ہوتا ہے کہ موت ہی کے وقت رحمتِ الٰہی کا فرشتہ بلکہ خود زبانِ رحمت اس کے کانوں میں صدا دیتی ہے۔

آیت 60:۔ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ○ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ اے نفسِ مطمئن! (اے وہ جس کا دل اپنے ربّ پر جمارہا) چل، اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجامِ نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ شامل ہوجا! میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہوجا! میری جنت میں۔

ان سے بڑھ کر وہ پاک باز روحیں ہیں جنھوں نے اپنے خاکی جسموں، فانی زندگیوں، مادی خوشیوں اور زوال پذیر عشرتوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا۔ تو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر فانی زندگی اور روحانی عیش و مسرت کی لازوال دولت اس وقت عنایت کردی جاتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

آیت 61:۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ: ۱۵۴)

ترجمہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، اُنہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں، مگر تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں۔

یہ پُرمسرت زندگی کیسی ہوگی؟ اس کی تفصیل دوسری سورت میں ہے:

آیت 62:۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

(آل عمران: ۱۶۹ تا ۱۷۱)

ترجمہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں، اُنہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے اُنہیں دیا ہے اُس پر خوش و خرم ہیں، اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں، ان کے لیے بھی کسی قسم کا خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام اور اُس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور اُن کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

یہ پُرمسرت زندگی شہداء کو ملے گی۔ اس زندگی کا مقام ''اللہ تعالیٰ کے پاس'' بتایا گیا ہے۔ احادیثِ صحیحہ میں ہے کہ ان زندہ شہیدوں کی روحیں قفسِ عنصری سے پرواز کر کے جب اڑتی ہیں، تو وہ سبز پرندوں کی صورت میں جنت کی سیر کرتی ہیں، اور عرشِ الٰہی کی قندیلیں ان کا نشیمن بنتی ہیں۔ اس کے بعد ہر ذی عقل تسلیم کرے گا کہ انبیاء

کرام علیہم السلام کے روحانی مدارج و مراتب شہداء سے بہر حال اعلیٰ اور برتر ہیں۔ اس لیے ان کا مقام بھی اسی احاطۂ قدس کے اندر ہوگا۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیرِ معراج اور اپنے رویائے صادقہ میں بعض پیغمبروں علیہم السلام کو آسمان اور بہشت کے مختلف مقامات میں دیکھا۔

بعض وہ سعید روحیں ہوں گی جو یہاں سے نکل کر فرشتوں کی صف میں داخل ہو جائیں گی، جیسا کہ حضرت جعفرِ طیار رضی اللہ عنہ کے متعلق احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے کہ وہ شہادت کے بعد اپنے دونوں بازوؤں سے فرشتوں کے ساتھ عالمِ ملکوت میں اُڑ رہے تھے۔

عالمِ برزخ کے یہ دو (۲) اڑنے والے بازو درحقیقت ان کے دونوں جسمانی بازوؤں کی مثال ہیں، جو اس جنگ میں ان کے جسم سے کٹ کر گر گئے تھے، اور وہ اس پر بھی اسلام کے علَم (جھنڈے) کو اپنے بقیہ کٹے ہوئے بازو اور گردن کے سہارے سے پکڑے تھے۔ عجب نہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت ایسے ہی لوگوں کی شان میں ہو:

آیت 63:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ (حمٓ السجدۃ: ۳۰ تا ۳۲)

ترجمہ جن لوگوں نے کہا: ''اللہ ہمارا رب ہے''، اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں: ''نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اُس جنّت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اِس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے، وہ تمہاری ہوگی۔ یہ ہے سامانِ ضیافت، اُس ہستی کی طرف سے جو غفور و رحیم ہے''۔

یہ آوازۂ بشارت اور فرشتوں کی رفاقت اسی برزخ کا دلکش سماں ہو سکتا ہے۔

1.45:۔ برزخ میں ثواب وعذاب روح اور جسم دونوں کو ہے

عالمِ برزخ میں رُونما ہونے والے ثواب وعذاب کے یہ احوال روح اور جسم دونوں پر واقع ہوتے ہیں۔ یہ عنصری جسم روح سمیت برزخ کے ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے۔

حدیث 41:۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "العَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ، فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ". قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الكَافِرُ - أَوِ المُنَافِقُ - فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ".

(بخاری رقم 1338؛ مسلم 70-2870)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(مرنے کے بعد) بندہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ (یعنی اس کے جنازے کے ساتھ آنے والے) واپس چل دیتے ہیں، (اور ابھی وہ اتنے قریب ہوتے ہیں کہ) ان کی جوتیوں کی چاپ وہ سُن رہا ہوتا ہے، تو اسی وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان کا یہ سوال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوتا ہے۔ پس وہ سچا مؤمن ہوتا ہے، وہ کہتا ہے: ''(میں گواہی دیتا رہا ہوں اور اب بھی) میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسولِ برحق ہیں''۔ (یہ جواب سن کے) فرشتے اس سے کہتے ہیں: ''(ایمان نہ لانے کی صورت میں) دوزخ میں جو تمھاری

جگہ ہونے والی تھی، ذرا اس کو دیکھ لو، اب اللہ تعالیٰ نے بجائے اس کے، تمہارے لیے جنت میں ایک جگہ عطا فرمائی ہے (اور وہ یہ ہے) اس کو بھی دیکھ لو (یعنی دوزخ اور جنت کے دونوں مقام اس کے سامنے کردیئے جائیں گے)''۔ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھے گا۔ اور جو منافق اور کافر ہوتا ہے، تو اسی طرح (مرنے کے بعد) اس سے بھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟ (اور اس کو کیا اور کیسا سمجھتے تھے؟)۔ پس وہ منافق اور کافر کہتا ہے: ''میں ان کے بارے میں خود تو کچھ جانتا نہیں، دوسرے لوگ جو کہا کرتے تھے، وہی میں بھی کہتا تھا''۔ (اس کے اس جواب پر) اس کو کہا جائے گا: ''تو نے نہ تو خود جانا اور نہ (جان کر ایمان لانے والوں کی) تُو نے پیروی کی''۔ اور لوہے کی گرزوں سے اس کو مارا جائے گا، جس سے وہ اس طرح چیخے گا کہ جن وانس کے علاوہ اس کے آس پاس کی ہر چیز اس کا چیخنا سنے گی''۔

اتفق أهل الحق على أن الله تعالىٰ يعيد الى الميت فى القبر نوع حياة قدر ما يتألم ويتلذذ ويشهد بذلك الكتاب والأخبار والآثار.....و قد اتفقوا على أن الله تعالىٰ لم يخلق فى الميّت القدرة والأفعال الإختيارية. فلهذا لا يعرف حياته كمن أصابته سكتة.

(شرح المقاصد ج ۳ ص ۳۶۶)

ألا ترىٰ أن النائم يخرج روحه ويكون روحه متصلًا بجسده حتى يتألم فى المنام ويتنعّم؟ (شرح ملّا علی القاری علی الفقه الأكبر ص ۱۷۲)

ترجمہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ سونے والے سے اس کی روح نکل جاتی ہے، اور اس کی روح کا اس کے جسم کے ساتھ اتصال قائم رہتا ہے جس سے وہ راحت وآرام محسوس کرتا ہے۔

1.46:۔قبر (برزخ) میں روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے

موت کے وقت روح جسم سے نکال لی جاتی ہے۔ رُوح کبھی فنا نہیں ہوتی۔ اس کو مناسب ٹھکانے اور مستقر کی ضرورت ہوتی ہے۔ میت کو جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے،

تو اس کی رُوح سوال وجواب کے لیے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ پھر رُوح کا جسم کے ساتھ اتنا تعلق ضرور باقی رکھا جاتا ہے، جس سے وہ ثواب وعذاب کو محسوس کر سکے۔

حدیث42:۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ - أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ - أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ، وَلِلْآخَرِ: النَّكِيرُ، فَيَقُولَانِ: "مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟". فَيَقُولُ: مَا كَانَ يَقُولُ: "هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ". فَيَقُولَانِ: "قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هٰذَا". ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ، ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: "نَمْ". فَيَقُولُ: "أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ". فَيَقُولَانِ: "نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: "سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ: "قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذٰلِكَ". فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ: "الْتَئِمِي عَلَيْهِ". فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ فِيهَا أَضْلَاعُهُ، فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ".

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ كُلُّهُمْ رَوَوْا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ. حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔ (ترمذی رقم 1071)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب میت کو قبر میں دفناتے ہیں تو اس کے پاس سیاہ رنگ، نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں، ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ مردے سے پوچھتے ہیں: ''تو ان کو (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) کیا کہا کرتا تھا؟''۔ وہ کہتا ہے: ''وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ گواہی دیتا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"۔

تب وہ کہتے ہیں: ''ہمیں پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ تو یوں کہے گا''۔ پھر اس کی قبر ستر در ستر گز کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کو منور کیا جاتا ہے۔ پھر اس کو کہتے ہیں: ''اب تو سو جا، آرام کر''۔ تب وہ کہتا ہے: ''مجھے گھر جانے دو کہ وہاں اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے اس حال کی خبر کر آؤں''۔ وہ کہتے ہیں: ''سو جا، جس طرح سے دولہا سوتا ہے کہ سوائے دلہن کے اسے کوئی اور نہیں جگاتا، یہاں تک کہ تجھے خدا تیری قبر سے اٹھا دے یعنی حشر تک یہاں آرام کر''۔ اور اگر مردہ منافق ہے تو جواب میں کہتا ہے: ''جو کچھ ان کو اور لوگ کہتے تھے میں نے بھی سن کر وہی کہہ دیا۔ اب میں کچھ نہیں جانتا''۔ تب وہ کہتے ہیں: ''ہم کو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ تو یوں کہے گا''۔ پھر زمین کو حکم ہوتا ہے: ''تو اس کو بھینچ لے''۔ تب زمین اس طرح بھینچتی ہے کہ اس کی اِدھر کی پسلیاں اُدھر نکل جاتی ہیں۔ پھر ہمیشہ اس کو قبر میں عذاب رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو (قیامت کے دن) اس کی قبر سے اٹھا دے گا۔

حدیث 43:۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ۔ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ - قَالَ: وَأَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَلَمْ أَشْهَدْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ حَدَّثَنِيهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ، عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ، إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ، وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ۔ قَالَ: كَذَا كَانَ يَقُولُ الْجُرَيْرِيُّ - فَقَالَ: "مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ؟"۔ فَقَالَ رَجُلٌ: "أَنَا"۔ قَالَ: "فَمَتَى مَاتَ هٰؤُلَاءِ؟"۔ قَالَ: "مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ"۔ فَقَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا، لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ"۔ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: "تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ"۔ قَالُوا: "نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ"۔ فَقَالَ: "تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"۔ قَالُوا: "نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ

عَذَابِ الْقَبْرِ". قَالَ: "تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ".
قَالُوا: "نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ". قَالَ: "تَعَوَّذُوا بِاللهِ
مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ". قَالُوا: "نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ".

(مسلم رقم 67-2867)

ترجمہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار خچر پر سوار بنی نجار کے باغ میں سے گزرے، اور ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر ایسا بدکا کہ قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گر پڑتے۔ پھر دیکھا تو وہاں پانچ چھ قبریں تھیں آپ نے پوچھا: ''کوئی ان قبر والوں کو جانتا ہے؟''۔ ایک شخص نے عرض کیا: ''ہاں، میں جانتا ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کس زمانے کی قبریں ہیں؟''۔ اس نے عرض کیا: ''یہ لوگ شرک کے زمانے میں مرے ہیں''۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ قبر والے عذاب میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم آئندہ مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے، تو میں اللہ سے دعا کرکے جو عذاب میں سنتا ہوں تمہیں بھی سنوا دیتا''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف منہ پھیر کر فرمایا: ''دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ سب کی زبان سے نکلا: ''ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ سب نے کہا: ''ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو، ظاہری فتنوں سے بھی، اور باطنی فتنوں سے بھی''۔ سب نے کہا: ''ہم سب ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال کے (عظیم ترین) فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ سب نے کہا: ''ہم دجالی فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں''۔

حدیث 44: ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، تَقُولُ: "قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا الْمَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ

ضَجَّةً". (بخاری رقم 1373)

ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور اس میں اس آزمائش کا ذکر فرمایا، جس میں مرنے والا آدمی مبتلا ہوتا ہے۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر فرمایا، تو خوف ودہشت سے سب مسلمان چیخ اُٹھے، اور ایک کہرام مچ گیا''۔

حدیث 45:۔حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ يَهُودِيَّةٌ فَاسْتَطْعَمَتْ عَلَى بَابِي، فَقَالَتْ: "أَطْعِمُونِي، أَعَاذَكُمُ اللهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ". قَالَتْ: فَلَمْ أَزَلْ أَحْبِسُهَا حَتّٰى جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ هٰذِهِ الْيَهُودِيَّةُ؟". قَالَ: "وَمَا تَقُولُ؟". قُلْتُ: تَقُولُ: "أَعَاذَكُمُ اللهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ". قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا يَسْتَعِيذُ بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا فِتْنَةُ الدَّجَّالِ: فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ حَذَّرَ أُمَّتَهُ، وَسَأُحَذِّرُكُمُوهُ تَحْذِيرًا لَمْ يُحَذِّرْهُ نَبِيٌّ أُمَّتَهُ، إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ. فَأَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ: فَبِي تُفْتَنُونَ، وَعَنِّي تُسْأَلُونَ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ غَيْرَ فَزِعٍ، وَلَا مَشْعُوفٍ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: "فِيمَ كُنْتَ؟". فَيَقُولُ: "فِي الْإِسْلَامِ". فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؟". فَيَقُولُ: "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَصَدَّقْنَاهُ". فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: "انْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ". ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا". وَيُقَالُ: "عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ

إِنْ شَاءَ اللهُ". وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السَّوْءُ، أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْعُوفًا، فَيُقَالُ لَهُ: "فِيمَ كُنْتَ؟". فَيَقُولُ: "لَا أَدْرِي". فَيُقَالُ: "مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؟". فَيَقُولُ: "سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا، فَقُلْتُ كَمَا قَالُوا". فَتُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: "انْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْكَ". ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ". ثُمَّ يُعَذَّبُ.

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 25089؛ ابن راھویه رقم 1170؛ ابن منده فی "الإیمان" رقم 1067؛ البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 29؛ المنذری فی "الترغیب والترهیب" 4/267-269. وقال: رواه أحمد بإسناد صحیح، نسبه الهیثمی فی "المجمع" 3/48 لأحمد كذلك)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک یہودی عورت نے میرے دروازے پر کھڑے ہو کر کھانے کا سوال کیا۔ وہ کہنے لگی: ''مجھے کھانا کھلا دو۔ اللہ تمہیں دجّال کے فتنہ سے اور عذابِ قبر کے فتنہ سے اپنی حفاظت میں رکھے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک روکے رکھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! یہ یہودی عورت کیا کہتی ہے؟''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ عورت کیا کہتی ہے؟''۔ میں نے عرض کیا: یہ کہتی ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں دجّال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب کے فتنہ سے اپنی حفاظت میں رکھے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دجّال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رہا دجال کا فتنہ! (تو وہ بہت بڑا ہے)۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی اُمت کو اس فتنہ سے نہ ڈرایا ہو۔ میں تمہیں اس فتنہ سے ایسا آگاہ کردوں گا کہ اس سے پہلے کسی نبی نے اس سے نہیں ڈرایا ہوگا۔ وہ کانا ہے، جب کہ

اللہ تعالیٰ تو کانے نہیں ہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا، جس کو ہر مؤمن پڑھ لے گا۔

رہا قبر کا فتنہ! تو تم لوگوں کا قبر میں امتحان اور آزمائش میری وجہ سے ہوگی۔ میرے ہی بارے میں تم سے سوال ہوگا۔ پھر جب نیک صالح آدمی کو قبر میں (دفن کرنے کے بعد) بغیر کسی گھبراہٹ اور پریشانی کے بٹھایا جاتا ہے، تو اس سے کہا جاتا ہے: "تُو کس حال میں تھا؟"۔ تو وہ کہتا ہے: "میں اسلام پر قائم تھا"۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: "یہ شخص جو تمہارے اندر (مبعوث ہوا) تھا، تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"۔ وہ مؤمن کہتا ہے: "وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن دلائل لے کر آئے تھے۔ تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی"۔ تو (پہلے) اس کے لیے دوزخ کی آگ کی طرف سے ایک سوراخ کر کے اس کو دکھایا جاتا ہے۔ تو وہ دیکھتا ہے کہ دوزخ کی آگ شدت کی وجہ سے کاٹ رہی ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: "دیکھ! کس عذاب سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچایا ہے!"۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تو وہ جنت اور اس کی نعمتوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو اس سے کہا جاتا ہے: "یہ ہے تیرا جنت میں ٹھکانا"۔ اس سے کہا جائے گا: "تو (زندگی میں) یقین پر ہی تھا، اسی یقین پر تجھے موت آئی، اسی یقین پر ہی اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تو اُٹھایا جائے گا۔

جب کوئی برا شخص مرتا ہے، تو اس کو قبر میں گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں بٹھایا جاتا ہے، تو اس سے سوال کیا جاتا ہے: "تو کس حالت میں تھا؟"۔ تو وہ کہتا ہے: "میں نہیں جانتا"۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: "یہ شخص جو تمہارے اندر مبعوث ہوا تھا، کون ہے؟"۔ تو وہ کہتا ہے: "میں نے لوگوں سے ایک بات سنی، تو میں بھی وہی کہتا رہا، جو وہ کہتے رہے"۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول کر اس کو جنت اور اس کی نعمتیں دکھائی جاتی ہیں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے: "دیکھ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس نعمت سے دُور کر دیا ہے"۔ پھر اس کے لیے دوزخ کی آگ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تو وہ دیکھتا ہے کہ دوزخ آگ شدت کی وجہ سے ایک

دوسرے سے کھا رہی ہے۔ اس سے کہا جائے گا: ''یہ ہے تیرا دوزخ میں ٹھکانا۔ تو دنیا میں شک میں ہی مبتلا رہا، اسی پر ہی تجھے موت آئی، اور اسی پر تجھے قیامت میں إنْ شَاءَ اللهُ اُٹھایا جائے گا''۔ پھر اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔

واعلم! أنّ أهل الحق اتفقوا على أن الله تعالىٰ يخلق في الميت نوع حياة في القبر قدر ما يتألم، أو يتلذّذ.

(شرح ملّا علی القاری علی الفقہ الأکبر، ص ۱۷۲)

ترجمہ اس بات کو جان لے! اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قبر میں میت میں ایک قسم کی حیات پیدا کریں گے، جس کے ذریعے وہ دکھ، تکلیف یا نعمتوں کی راحت محسوس کریں گے۔

لا يخفى عليك أنّ ليس المراد بالحي هٰهنا ما يعاد فيه الروح، ويصدر عنه الأفعال الإختيارية، بل ما يدرك الألم واللذّة. فإذا خلق الله فيها إدراكاً يكون سبباً لإدراك الألم واللذة يكون حيّاً، لا جماداً.

(خیالی حاشیہ شرح عقائد، ص۱۱۸۔ المؤلف: عبد الحكيم بن شمس الدين سيالكوٹی ﷫ (المتوفی ۱۰۶۷ھ)۔ الناشر: مکتبہ علوم اسلامیہ، محلہ جنگی، پشاور)

ترجمہ یہ بات تجھ پر مخفی نہ رہے کہ زندہ سے مُراد اس مقام پر وہ زندہ نہیں جس میں (بکمالہٖ) رُوح داخل ہو، اور اس سے اختیاری طور پر افعال سرزد ہوں، بلکہ ایسا زندہ مراد ہے جو دکھ اور لذّت کا ادراک کر سکے، جب اللہ تعالیٰ اس میں ایسا ادراک پیدا کر دے جو دکھ اور لذّت کے احساس کرنے کا سبب بن جائے، تو وہ زندہ ہوگا، نہ کہ جماد۔

1.47:۔ عالم برزخ کا عذاب غیب میں سے ہے

انسان اور جنات سے برزخ کے تمام احوال پردے میں رکھے گئے ہیں، تا کہ ایمان بالغیب باقی رہے۔ برزخ کے احوال اس واسطے بھی پردے میں ہیں کہ دنیا کا جہان اور ہے اور برزخ کا جہان اور۔ اس جہان کے تمام احوال انسان کو محسوس نہیں ہوتے اور نظر نہیں آتے۔ اگر دوسرے جہان کے احوال محسوس نہ ہوں اور نظر نہ آئیں، تو اس

میں کیا استبعاد ہے۔۔۔

1 وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثُبُوتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِيمِهِ لِمَنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا، وَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ. فَيَجِبُ اعْتِقَادُ ثُبُوتِ ذٰلِكَ وَالْإِيمَانُ بِهِ، وَلَا تتكلم فِي كَيْفِيَّتِهِ، إِذْ لَيْسَ لِلْعَقْلِ وُقُوفٌ عَلَى كَيْفِيَّتِهِ، لِكَوْنِهِ لَا عَهْدَ لَهُ بِهِ فِي هذا الدَّارِ، وَالشَّرْعُ لَا يَأْتِي بِمَا تُحِيلُهُ الْعُقُولُ، وَلٰكِنَّهُ قَدْ يَأْتِي بِمَا تَحَارُ فِيهِ الْعُقُولُ. فَإِنَّ عَوْدَ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ لَيْسَ عَلَى الْوَجْهِ الْمَعْهُودِ فِي الدُّنْيَا، بَلْ تُعَادُ الرُّوحُ إِلَيْهِ إِعَادَةً غَيْرَ الْإِعَادَةِ الْمَأْلُوفَةِ فِي الدُّنْيَا.

2 فَالْحَاصِلُ أَنَّ الدور ثلاث: دَارُ الدُّنْيَا، وَدَارُ الْبَرْزَخِ، وَدَارُ الْقَرَارِ، وَقَدْ جَعَلَ اللهُ لِكُلِّ دَارٍ أَحْكَامًا تَخُصُّهَا، وَرَكَّبَ هٰذَا الْإِنْسَانَ مِنْ بَدَنٍ وَنَفْسٍ، وَجَعَلَ أَحْكَامَ الدُّنْيَا عَلَى الْأَبْدَانِ، وَالْأَرْوَاحُ تَبَعٌ لَهَا، وَجَعَلَ أَحْكَامَ الْبَرْزَخِ عَلَى الْأَرْوَاحِ، وَالْأَبْدَانُ تَبَعٌ لَهَا، فَإِذَا جَاءَ يَوْمُ حَشْرِ الْأَجْسَادِ وَقِيَامِ النَّاسِ مِنْ قُبُورِهِمْ، صَارَ الْحُكْمُ وَالنَّعِيمُ وَالْعَذَابُ عَلَى الْأَرْوَاحِ وَالْأَجْسَادِ جَمِيعًا. فَإِذَا تَأَمَّلْتَ هٰذَا الْمَعْنٰى حَقَّ التَّأَمُّلِ، ظَهَرَ لَكَ أَنَّ كَوْنَ الْقَبْرِ روضة من رياض الجنة أو حفرة من حُفَرِ النَّارِ مُطَابِقٌ لِلْعَقْلِ، وَأَنَّهُ حَقٌّ لَا مِرْيَةَ فِيهِ، وَبِذٰلِكَ يَتَمَيَّزُ الْمُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ غَيْرِهِمْ.

3 وَلَوْ أَطْلَعَ اللهُ عَلَى ذٰلِكَ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ لَزَالَتْ حِكْمَةُ التَّكْلِيفِ وَالْإِيمَانِ بِالْغَيْبِ، وَلَمَا تَدَافَنَ النَّاسُ، كَمَا فِي الصَّحِيحِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَا أَسْمَعُ". وَلَمَّا كَانَتْ هٰذِهِ الْحِكْمَةُ مُنْتَفِيَةً فى حق البهائم سمعته وَأَدْرَكَتْهُ. (شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز، ص ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱)

1.48:۔قبر میں فرشتوں کا سوال وجواب حق ہے

احادیث صحیحہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے کے بعد قبر میں دو فرشتے آتے ہیں اور وہ مُردوں سے توحید ورسالت کی نسبت سوال وجواب کرتے ہیں۔

اس کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

آیت 64:۔ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (النحل:۳۲)

ترجمہ ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ”سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے“۔

آیت 65:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ○ (النساء:۹۷)

ترجمہ جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے اُن کی رُوحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا: ”یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟“۔ انہوں نے جواب دیا: ”ہم زمین میں کمزور اور مجبور تھے“۔ فرشتوں نے کہا: ”کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟“۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

آیت 66:۔ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (النحل:۲۸)

ترجمہ ہاں، انہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں ”ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے“۔ ملائکہ جواب دیتے ہیں ”کر کیسے نہیں رہے تھے! اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے“۔

ایک اور آیت میں ہے:

آیت 67:۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ

نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى إِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۞ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتّٰٓى إِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ أُخْرٰىهُمْ لِأُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۞ (الاعراف: ۷، ۳۷، ۳۸)

ترجمہ آخر اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو بالکل جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی سچی آیات کو جھٹلائے؟ ایسے لوگ اپنے نوشتۂ تقدیر کے مطابق اپنا حصہ پاتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ گھڑی آجائے گی جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اُن کی روحیں قبض کرنے کے لیے پہنچیں گے۔ اُس وقت وہ اُن سے پوچھیں گے: ''بتاؤ، اب کہاں ہیں تمہارے معبود جن کو تم خدا کے بجائے پکارتے تھے؟''۔ وہ کہیں گے: ''سب ہم سے گم ہو گئے''۔ اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم واقعی منکرِ حق تھے۔ اللہ فرمائے گا جاؤ، تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے گروہِ جن وانس جا چکے ہیں۔ ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا، حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا: ''اے ربّ! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے''۔ جواب میں ارشاد ہوگا: ''ہر ایک کے لیے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو''۔

پہلی آیت میں عدمِ ہجرت کے گناہ کے مرتکب مسلمانوں کا، اور دوسری میں کافروں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ ان سے موت کے بعد ہی یہ سوال کیا جائے گا۔ بہر حال یہ تو خاص خاص گناہوں کے مجرموں کا حال تھا۔ اب عام لوگوں سے جو سوال ہو سکتا ہے، وہ وہی ہے جس کا ذکر احادیث میں ہے، یعنی توحید ورسالت کی معرفت کا اُن سے سوال ہوگا۔

قرآن پاک میں ایک جگہ کلمہ طیبہ (اچھی بات یعنی کلمۂ توحید) اور کلمۂ خبیثہ (بری بات یعنی کلمۂ کفر) کی ایک ایک مثال ہے:

آیت68:۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ○ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ○ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ○ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ○ (ابرٰہیم: ۲۴ تا ۲۷)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کو کس چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں، ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے یہ مثالیں اللہ اس لیے دیتا ہے کہ لوگ ان سے سبق لیں۔ اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایک بدذات درخت کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے، اس کے لیے کوئی استحکام نہیں ہے۔ ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قولِ ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے، اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔ اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔

اس کی تفسیر صحیح حدیثوں میں یہ ہے کہ یہ برزخ کے اسی سوال و جواب سے متعلق ہے کہ صاحبِ ایمان جس طرح اپنی زندگی میں ایمان کی بات پر قائم تھا، اسی طرح برزخ میں بھی اس پر قائم رہے گا، اور جو کافر و مشرک یہاں اس پر قائم نہ تھا، وہ وہاں بھی قائم نہ رہے گا اور بہک جائے گا۔

حدیث46:۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ".

وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ". نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ: "مَنْ رَبُّكَ؟". فَيَقُوْلُ: "رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (مشکوۃ رقم 125)

حدیث 47:۔حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، أَخْبَرَنِي عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِي الْقَبْرِ: "إِذَا سُئِلَ فَعَرَفَ رَبَّهُ". قَالَ: وَقَالَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: "يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ". [ابراهيم: 27].

(صحيح على شرط الشيخين:مسند أحمد ،ج٣٠ص٤٣٥رقم18482؛ الطيالسي رقم745؛البخاري رقم1369،4699؛أبو داود رقم4750؛الترمذي رقم3120؛الطبري في "التفسير" رقم20758،20760،20761؛ابن حبان رقم206؛ابن منده في "الإيمان" رقم1062،1063؛البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم9.3.2.1؛ "الاعتقاد والهداية" ص146،146-147؛ابن عبد البر في "التمهيد" 249/22؛ابن أبي شيبة 377/3، 13/367-368؛ هناد بن السّري رقم340؛المروزي في زوائده على "الزهد" لابن المبارك رقم1356؛الآجري في "الشريعة" ص371؛عبد الله بن أحمد في "السنة" رقم1358؛النسائي في "المجتبى" 101/4؛"سنن الكبرى" نسائي رقم2183)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس وقت قبر میں مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے، تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں''۔ اس ارشادِ ربانی کا یہی مطلب ہے:

آیت 69:۔يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابرہیم:۲۷)

ترجمہ ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قولِ ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (چنانچہ قبر میں مُردہ سے) سوال کیا جاتا ہے: ''تیرا رب کون ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں''۔

ہر چند کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح تفسیر کے ہوتے ہوئے کسی اور استدلال کی حاجت نہیں، تاہم تائیداً یہ عرض ہے کہ اس آیت میں اہل ایمان کے آخرت میں بھی ''قول ثابت'' پر قائم رکھے جانے کی بشارت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آخرت سے قیامت اور بہشت ودوزخ کا دن تو مراد نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ اہل ایمان کے لیے کوئی خاص بشارت نہ ہوگی، اور نہ ہی اس اظہارِ احسان کا مناسب وقت ہوسکتا ہے۔ البتہ اس بشارت اور احسان کا اعلان واظہار آخرت کے اس حصہ میں موزوں ہوسکتا تھا، جہاں ہنوز اسرار پسِ پردہ کی پوری نقاب کشائی نہیں ہوتی، اور وہ برزخ کا عالم ہے۔

اس آیت پاک کی اس تفسیر سے جو احادیث صحیحہ پر مبنی ہے، یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آخرت کی وسعت مفہوم میں برزخ کا میدان بھی داخل ہے۔

حقیقت میں اس عالمِ برزخ کا سوال وجواب کوئی نیا واقعہ نہ ہوگا، بلکہ ہر روح کی دنیاوی زندگی کی ایمانی کیفیت اقرار وانکار کی مثال ہوگی، یا یوں کہو کہ آج کے آئینہ میں کل کا عکس نمایاں ہوگا، یعنی اقرار وانکار کی جس کیفیت پر زندگی کا خاتمہ ہوا ہوگا، وہی بعد کو سوال وجواب میں نمایاں ہوگی۔

حدیث 48:۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "العَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ، فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ". قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الكَافِرُ - أَوِ المُنَافِقُ - فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ".

(بخاری رقم 1338؛ مسلم رقم 70-2870)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(مرنے کے بعد) بندہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ (یعنی اس کے جنازے کے ساتھ آنے والے) واپس چل دیتے ہیں، (اور ابھی وہ اتنے قریب ہوتے ہیں کہ) ان کی جوتیوں کی چاپ وہ سُن رہا ہوتا ہے، تو اسی وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان کا یہ سوال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوتا ہے۔ پس وہ سچا مؤمن ہوتا ہے، وہ کہتا ہے: (میں گواہی دیتا رہا ہوں اور اب بھی) میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسولِ برحق ہیں۔ (یہ جواب سن کے) فرشتے اس سے کہتے ہیں: ''(ایمان نہ لانے کی صورت میں) دوزخ میں جو تمھاری جگہ ہونے والی تھی، ذرا اس کو دیکھ لو، اب اللہ تعالیٰ نے بجائے اس کے، تمہارے لیے جنت میں ایک جگہ عطا فرمائی ہے (اور وہ یہ ہے) اس کو بھی دیکھ لو''۔ (یعنی دوزخ اور جنت کے دونوں مقام اس کے سامنے کردیئے جائیں گے)۔ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھے گا۔ اور جو منافق اور کافر ہوتا ہے، تو اسی طرح (مرنے کے بعد) اس سے بھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟ (اور اس کو کیا اور کیسا سمجھتے تھے؟)۔ پس وہ منافق اور کافر کہتا ہے: ''میں ان کے بارے میں خود تو کچھ جانتا نہیں، دوسرے لوگ جو کہا کرتے تھے، وہی میں بھی کہتا تھا''۔ (اس کے اس جواب پر) اس کو کہا جائے گا: ''تو نے نہ تو خود جانا اور نہ (جان کر ایمان لانے والوں کی) تُو نے پیروی کی''۔ اور لوہے کی گرزوں سے اس کو مارا جائے گا، جس سے وہ اس طرح چیخے گا کہ جن وانس کے علاوہ اس کے آس پاس کی ہر چیز اس کا چیخنا سنے گی''۔

حدیث 49: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَحِيرٍ، عَنْ هَانِئٍ مَوْلَى عُثْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ".

(حسن: سنن أبي داود، ج ۵ ص ۱۲۷ رقم 3221؛ عبد الله بن أحمد بن حنبل في "السنة" رقم 1425؛ "فضائل الصحابة" لأحمد رقم 773؛ البزار رقم 445؛ ابن المنذر في "الأوسط" 458/5؛ الحاكم 370/1؛ البيهقي 56/4؛ الضياء المقدسي في "المختارة" رقم 388؛ المزي في ترجمة هانيء مولى عثمان من "تهذيب الكمال" 30/147-148)

ترجمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جب میت کے دفن سے فارغ ہو جاتے، تو قبر کے پاس کھڑے ہوتے اور فرماتے: ''اپنے اس بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرو، اور یہ بھی استدعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو سوالوں کے جواب میں ثابت قدم رکھے، کیونکہ اس وقت اس سے سوال و جواب ہوگا''۔

1.49:۔ منکر اور نکیر کا رنگ کالا سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں

حدیث 50:۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ - أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ - أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ، وَلِلْآخَرِ: النَّكِيرُ. فَيَقُولَانِ: "مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟". فَيَقُولُ: مَا كَانَ يَقُولُ: هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ". فَيَقُولَانِ: "قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هٰذَا". ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ، ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: "نَمْ". فَيَقُولُ: "أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ". فَيَقُولَانِ: "نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ". وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: "سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ: "قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذٰلِكَ". فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ: "الْتَئِمِي عَلَيْهِ". فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ فِيهَا أَضْلَاعُهُ، فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ".

وَفِي البَاب عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، كُلُّهُمْ رَوَوْا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَذَابِ القَبْرِ. حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. (ترمذی رقم 1071 :إسناده جيد رجاله كلهم ثقات رجال مسلم. وفي ابن إسحاق وهو العامري القرشي مولاهم كلام لا يضر :سلسلة الأحاديث الصحيحة. ج ۳ ص ۳۷۹، ۳۸۰ رقم 1391)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب میت دفنائی جاتی ہے (یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کی میت دفنائی جاتی ہے)، تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے، نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو ''منکر'' اور دوسرے کو ''نکیر'' کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں میت سے پوچھتے ہیں: ''تم اس شخص (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے تھے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ اس پر دونوں فرشتے کہتے ہیں: ''ہم جانتے تھے کہ تم ایسا ہی کہو گے''۔ پھر اس کے لیے اس کی قبر ستر در ستر ہاتھ (یعنی 35x35 میٹر) فراخ کر دی جاتی ہے۔ پھر اس قبر کو روشن کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: ''(آرام سے) سو جا''۔ وہ کہتا ہے: ''میں اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتا ہوں پھر ان کو اس کی خبر دینا چاہتا ہوں''۔ اس پر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: ''تم سو جاؤ جیسے دلہن سوتی ہے۔ تمہیں کوئی نہیں اُٹھائے گا مگر وہی جو تیرے اہل میں سے سب سے زیادہ محبوب ہوگا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی''۔

اور اگر وہ منافق ہوگا تو وہ کہے گا: ''میں نے لوگوں کو جو بات کہتے سنا ہے، وہی میں نے بھی کہی ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا''۔ وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: ''ہم جانتے تھے کہ تو ایسا ہی کہے گا''۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے: ''تو اس مردے پر مل جا، تو اس پر سکڑ جا''۔ پھر زمین اس پر مل جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اس کو قبر سے اُٹھا کھڑا کریں گے''۔

1.50:۔ منکر اور نکیر کی آنکھیں خوفناک، دانت بڑے اور آواز گرج دار ہوتی ہے

حدیث 51:۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ قَالَ: نَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ: نَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ الْحَذَّاءِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَمُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ يُحَدِّثَانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا جَنَازَةً مَعَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهَا وَانْصَرَفَ النَّاسُ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهُ يَسْمَعُ الْآنَ خَفْقَ نِعَالِكُمْ. أَتَاهُ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ. أَعْيُنُهُمَا مِثْلُ قُدُورِ النُّحَاسِ، وَأَنْيَابُهُمَا مِثْلُ صَيَاصِي الْبَقَرِ، وَأَصْوَاتُهُمَا مِثْلُ الرَّعْدِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَسْأَلَانِهِ: مَا كَانَ يَعْبُدُ؟، وَمَنْ كَانَ نَبِيُّهُ؟"۔ الحديث

(المعجم الأوسط، ج ۵ ص ۴۴ رقم 4629؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ: تَفَرَّدَ بِهِ ابْنُ لَهِيعَةَ. قُلْتُ: وَفِيهِ كَلَامٌ: مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۳، ۵۴ رقم 4276)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ پھر جب اس جنازہ سے فارغ ہوئے اور لوگ واپس آنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اب یہ (تمہارے واپس لوٹنے پر) تمہارے جوتوں کی آواز سنے گا۔ اس کے پاس منکر اور نکیر آئیں گے، جن کی آنکھیں تانبے کے دیگچے کے برابر ہیں، دانت گائے کے سینگ کی طرح ہیں اور ان کی آواز بجلی کی طرح گرج دار ہے۔ وہ دونوں اس کو بٹھائیں گے اور پوچھیں گے: ''تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تمہارا نبی کون تھا؟''۔

1.51:۔منکر اور نکیر کی آنکھوں میں چندھیا دینے والی چمک، اور آواز میں بجلی جیسی کڑک ہوتی ہے

حدیث52:۔وَرَوَاهُ عِيسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيهِ اسْمَ الْمَلَكَيْنِ فَقَالَ فِي ذِكْرِ الْمُؤْمِنِ: "فَيُرَدُّ إِلَى مَضْجَعِهِ فَيَأْتِيهِ مُنْكَرٌ، وَنَكِيرٌ يُثِيرَانِ الْأَرْضَ بِأَنْيَابِهِمَا، وَيُلْحِقَانِ الْأَرْضَ بِأَشْفَاهِهِمَا أَصْوَاتُهُمَا كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ وَأَبْصَارُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ فَيُجْلِسَانِهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: "يَا هَذَا! مَنْ رَبُّكَ؟"، فَذَكَرَهُ. وَقَالَ فِي ذِكْرِ الْكَافِرِ: "فَيَأْتِيهِ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ يُثِيرَانِ الْأَرْضَ بِأَنْيَابِهِمَا وَيُلْحِقَانِ الْأَرْضَ بِأَشْفَاهِهِمَا، أَصْوَاتُهُمَا كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ، وَأَبْصَارِهِمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ فَيُجْلِسَانِهِ، ثُمَّ يَقُولَانِ لَهُ: "يَا هَذَا! مَنْ رَبُّكَ؟". فَيَقُولُ: "لَا أَدْرِي". فَيُنَادَى مِنْ جَانِبِ الْقَبْرِ: "لَا دَرَيْتَ". وَيَضْرِبَانِهِ بِمِرْزَبَّةٍ مِنْ حَدِيدٍ لَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا مَنْ بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ لَمْ يُقِلُّوهَا يَشْتَعِلُ مِنْهَا قَبْرُهُ نَارًا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ". (شعب الایمان،ج۱ص ۶۱۴رقم390)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن آدمی (کی موت) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''پھر اسے اس کی جگہ (یعنی قبر) میں لوٹا دیا جاتا ہے۔تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، اپنے دانتوں سے زمین اکھیڑتے ہوئے، اپنے بڑے بڑے ہونٹوں سے زمین رگیدتے ہوئے، اُن کی آواز گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح ہوتی ہے، ان کی آنکھوں میں چندھیا دینے والی چمک ہوتی ہے۔پھر وہ مؤمن کو بٹھا دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: ''اے فلاں! تیرا رب کون ہے؟''۔پھر انھوں نے پوری حدیث بیان کی۔

اور کافر کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر منکر اور نکیر اس کے پاس

آتے ہیں، اپنے دانتوں سے زمین اکھیڑتے ہوئے، اپنے بڑے بڑے ہونٹوں سے زمین رگیدتے ہوئے، اُن کی آواز گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح ہوتی ہے، ان کی آنکھوں میں چندھیا دینے والی چمک ہوتی ہے۔ پھر وہ کافر کو بٹھا دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: ''اے فلاں! تیرا رب کون ہے؟''۔ وہ کافر کہتا ہے: ''میں نہیں جانتا''۔ پھر قبر کی طرف سے اس کو آواز آتی ہے: ''تو نے (دین) سمجھا ہی نہیں ہے''۔ پھر وہ دونوں اس کو لوہے کے ہتھوڑے سے مارنا شروع کرتے ہیں۔ اگر مشرق ومغرب کے سارے انسان مل کر اسے اُٹھانا بھی چاہیں، نہیں اُٹھا سکتے۔ پھر اس کی قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے۔ اس پر قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں''۔

1.52:۔سوالوں کا جواب دینے کے لیے ہر انسان کو عقل وشعور دیا جاتا ہے

حدیث 53:۔حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَكَرَ فَتَّانَ الْقُبُورِ، فَقَالَ عُمَرُ: "أَتُرَدُّ عَلَيْنَا عُقُولُنَا، يَا رَسُولَ اللهِ!؟"۔ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، كَهَيْئَتِكُمُ الْيَوْمَ"۔ فَقَالَ عُمَرُ: "بِفِيهِ الْحَجَرُ"۔

(حسن لغيره: مسند أحمد ج١١ص١٧٦رقم6603؛ ابن حبان رقم3115؛ الآجري في "الشريعة" ص 367؛ ابن عدي في "الكامل" 855/2؛ الهيثمي في "المجمع" 47/3. وقال: رواه أحمد والطبراني في "الكبير"، ورجال أحمد رجال الصحيح)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی سختی اور اس میں دونوں فرشتوں یعنی منکر اور نکیر کے سوال وجواب کا ذکر فرمایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا ہمیں ہماری یہ (آج والی) سمجھ بوجھ لوٹا دی جائے

گی؟"۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بالکل! آج جیسی ہی سمجھ بوجھ (قبر میں) دی جائے گی"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "فرشتے کے منہ میں پتھر" (یعنی میں اس کو خاموش کرادوں گا)۔

حدیث 54:۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْفُضَيْلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ أَنْتَ يَا عُمَرُ! إِذَا انْتُهِيَ بِكَ إِلَى الْأَرْضِ فَحُفِرَ لَكَ ثَلَاثَةُ أَذْرُعٍ وَشِبْرٌ، ثُمَّ أَتَاكَ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ أَسْوَدَانِ يَجُرَّانِ أَشْعَارَهُمَا كَأَنَّ أَصْوَاتَهُمَا الرَّعْدُ الْقَاصِفُ وَكَأَنَّ أَعْيُنَهُمَا الْبَرْقُ الْخَاطِفُ يَحْفِرَانِ الْأَرْضَ بِأَنْيَابِهِمَا، فَأَجْلَسَاكَ فَزِعًا فَتَلْتَلَاكَ وَتَوَهَّلَاكَ"۔ قَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَأَنَا يَوْمَئِذٍ عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ"۔ قَالَ: "نَعَمْ"۔ قَالَ: "أَكْفِيكَهُمَا بِإِذْنِ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ"۔

(إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبيهقي، ج ١ ص ٨١، ٨٢، رقم 104)

حدیث 55:۔وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، فِي التَّارِيخِ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَاجِيَةَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَدِينِيُّ، ثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عُمَرُ! كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كُنْتَ فِي أَرْبَعٍ مِنَ الْأَرْضِ فِي ذِرَاعَيْنِ، فَرَأَيْتَ مُنْكَرًا وَنَكِيرًا؟"۔ قَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ؟"۔ قَالَ: "فَتَّانَا الْقَبْرِ أَبْصَارُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ وَأَصْوَاتُهُمَا كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ، مَعَهُمَا مِرْزَبَّةٌ لَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا أَهْلُ مِنًى مَا اسْتَطَاعُوا رَفْعَهَا، هِيَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمَا مِنْ عَصَايَ هٰذِهِ، فَامْتَحَنَاكَ، فَإِنْ تَعَايَيْتَ أَوْ تَلَوَّيْتَ ضَرَبَاكَ بِهَا ضَرْبَةً تَصِيرُ بِهَا رَمَادًا"۔ قَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنِّي عَلَى حَالَتِي هٰذِهِ؟"۔ قَالَ: "نَعَمْ"۔ قَالَ: "أَرْجُو أَكْفِيكَهُمَا"۔

(إثبات عذاب القبر وسؤال الملکین، ج۱ ص۸۲ رقم105؛ الاعتقاد والھدایة إلی سبیل الرشاد علی مذھب السلف وأصحاب الحدیث، ص۲۲۲)

ترجمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عمر! تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب تو زمین کے (گڑھے کے) چار کونوں کے درمیان دو ہاتھ نیچے زمین میں ہوگا، پھر تو منکر اور نکیر کو دیکھے گا؟"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یہ منکر اور نکیر کیا ہے؟"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ قبر کے دو فرشتے ہیں۔ ان کی آنکھیں میں چندھیا دینے والی چمک ہے۔ ان کی آواز گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح ہے۔ ان دونوں کے پاس ایسا گرز ہے جس کو سارے منیٰ والے اُٹھانا چاہیں، تو نہیں اُٹھا سکتے۔ یہ گرز ان کے لیے ایسا ہی ہلکا ہے جیسا میرا یہ عصا۔ پھر وہ (سوالات پوچھ کر) تیرا امتحان لیں گے۔ پھر اگر تو ان کے جواب دینے سے عاجز آجائے گا، تو تجھے ایک ایسی ضرب لگائیں گے۔ تو اس ضرب سے مٹی ہو جائے گا"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! کیا میں اس وقت اسی ہوش وحواس کے ساتھ ہوں گا؟"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "میں امید کرتا ہوں کہ پھر میں دونوں فرشتوں (منکر اور نکیر) کے لیے کافی ہوں گا"۔

1.53:۔ضغطۂ قبر (قبر کا میّت کو دبانا) حق ہے

ضغطۂ قبر کبھی نیک بندوں کو بھی ہوتا ہے۔ ضغطہ گھبراہٹ اور تنگی کو کہتے ہیں۔ سو تھوڑی دیر کسی گناہ کے سبب یا کسی نعمت کے شکر نہ ادا کرنے کے سبب یہ ذرا سی دیر کے لئے کبھی اچھے بندوں کو بھی تنگی ہو جاتی ہے۔ پھر اسی وقت دور ہو جاتی ہے۔

حدیث 56:۔حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ رِفَاعَةَ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ الزُّرَقِيُّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تُوُفِّيَ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ، سَبَّحَ

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيلَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ سَبَّحْتَ؟ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟". قَالَ: "لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللهُ عَنْهُ".

(حسن: مسند أحمد ج ۲۳ ص ۱۵۸ رقم 14873؛ الطبرانی رقم 5346؛ البیہقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 113؛ "سیرۃ ابن ہشام" عن ابن إسحاق 263/3)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب (مشہور انصاری صحابی) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کے جنازے پر گئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اور اُن کو قبر میں اُتار کر جب قبر برابر کر دی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں) ہم بھی دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کیا، تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''یا رسول اللہ! اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تسبیح اور تکبیر کا کیا خاص سبب تھا؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے اس نیک بندے پر اُس کی قبر تنگ ہوئی تھی (جس سے اس کو تکلیف تھی)، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تنگی کی اس کیفیت کو دور فرما کر کشادگی پیدا فرما دی، اور اس کی تکلیف دور کر دی''۔

حدیث 57: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ اللَّيْثِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِهٰذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، شُدِّدَ عَلَيْهِ فَفَرَّجَ اللهُ عَنْهُ"، وَقَالَ مَرَّةً: "فُتِحَتْ". وَقَالَ مَرَّةً: "ثُمَّ فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ". وَقَالَ مَرَّةً: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَعْدٍ يَوْمَ مَاتَ وَهُوَ يُدْفَنُ.

(صحیح لغیرہ: مسند أحمد ج ۲۲ ص ۳۸۵ رقم 14505؛ أحمد فی "الفضائل" رقم 1496،

1497؛ الطبرانی رقم5340؛النسائی فی "الکبری" رقم8224؛الحاکم 206/3؛ ابن حبان رقم7033؛الحاکم 206/3)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن ان کی تدفین کے موقع پر ارشاد فرمایا: ''اس نیک بندے کی موت پر (فرحت وسرور سے) عرشِ الٰہی جھوم اُٹھا، اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ قبر میں پہلے اس پر سختی کی گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر سختی دور کر کے کشادگی پیدا کر دی''۔

حدیث58:۔حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ"۔

(صحيح على شرط مسلم: مسند أحمد، ج١٧ص٢٧٨رقم11184؛ النسائی فی "الکبری" رقم8225؛البزار رقم2701 "زوائد"؛الحاکم 206/3؛ابن سعد فی "الطبقات" 434/3؛ابن أبي شيبة 142/12، 416/14؛عبد بن حميد فی "المنتخب" رقم871؛أبو يعلى رقم1260؛الطبرانی فی "الکبیر" رقم5334؛أبو نعيم فی "تاريخ أصبهان" 274/2)

ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر اللہ کا عرش (فرحت ومسرت سے) جھوم اٹھا''۔

حدیث59:۔قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَيْضًا أَنَّهُ: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ: "اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ"۔

(صحيح على شرط مسلم: مسند أحمد، ج٢٢ص٥٨رقم14153؛ "مصنف" عبد الرزاق رقم6747؛أخرجه مسلم رقم123-2466، 124-2466؛ الترمذی رقم3848؛ ابن حبان رقم7029، 7031؛ الطبرانی رقم5336، 5338، 5339؛البخاری رقم3803؛ ابن أبي عاصم فی "السنة" رقم563؛الحاکم 207/3؛ "الأسماء والصفات" ص397)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، جب حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ (میت) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے موجود تھا: ''حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر اللہ کا عرش (فرحت ومسرت سے) جھوم اٹھا''۔

حدیث 60:۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اهْتَزَّ عَرْشُ اللهِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ".

(صحيح: مسند أحمد ج ۲۲ ص ۲۹۳ رقم 14400؛ سعيد بن منصور فى "سننه" رقم 2963؛ ابن سعد 3/433-434؛ ابن ماجه رقم 158؛ البيهقى فى "الأسماء والصفات" ص 397؛ البغوى رقم 3980؛ ابن أبى شيبة 12/142، 14/414؛ البخارى رقم 3803، ومسلم رقم: (2466) (124)، أبو يعلى رقم 1931؛ الطحاوى فى "شرح المشكل" رقم 4167؛ ابن حبان رقم 7031؛ الطبرانى فى "الكبير" رقم 5335)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر اللہ کا عرش (فرحت ومسرت سے) جھوم اٹھا''۔

حدیث 61:۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: عَنْ إِنْسَانٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ نَاجِيًا مِنْهَا نَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ".

(صحيح: مسند أحمد رقم 24283، 24663؛ إسحاق بن راهويه رقم 1114، الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار" رقم 273، 274، 275، 276؛ الطبرى فى "تهذيب الآثار" رقم 897 (مسند عمر بن الخطاب)، البيهقى فى "إثبات عذاب القبر" رقم 106، 107، 108، 110؛ "الجعديات" رقم 1566؛ ابن حبان رقم 3112؛ الطبرانى فى "الأوسط" رقم 4624؛ الهيثمى فى "مجمع الزوائد" 46/3، وقال: رواه أحمد عن نافع عن عائشة. وعن نافع، عن إنسان، عن عائشة. وكلا الطريقين رجالهما رجال الصحيح)

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، يُحَدِّثُ عَنِ امْرَأَةِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، وَلَوْ نَجَا أَوْ سَلِمَ أَحَدٌ مِنْهَا لَنَجَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ".

(مسند ابن الجعد ص ۲۳۳ رقم 1548)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''بے شک قبر میں سختی اور تنگی ہے، اگر ہم میں سے کسی کو اس سے نجات مل سکتی، تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ضرور مل جاتی''۔

حدیث 62:- أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "هٰذَا الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً، ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ". (صحیح: نسائی رقم 2055)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جس کے لیے (ان کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا) عرش حرکت میں آ گیا، جس کے لیے آسمانوں کے (سارے) دروازے کھول دیئے گئے، جس (کے جنازے میں شرکت کے لیے) ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے شریک ہوئے۔ اس کو بھی قبر نے ایک مرتبہ دبایا، پھر فراخ ہو گئی''۔

حدیث 63:- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسٰى، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: "اهْتَزَّ لِحُبِّ لِقَاءِ اللهِ الْعَرْشُ. يَعْنِي السَّرِيرَ. قَالَ: وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ تَفَسَّخَتْ أَعْوَادُهُ، قَالَ: وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبْرِهِ فَاحْتُبِسَ، فَلَمَّا خَرَجَ قِيلَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! مَا حَبَسَكَ؟". قَالَ: "ضُمَّ سَعْدٌ فِي الْقَبْرِ ضَمَّةً فَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُ".

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. [التعليق - من تلخيص الذهبي] - صحيح

(المستدرك على الصحيحين، ج ۳ ص ۲۲۸ رقم 4924)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جس کے لیے (ان کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا) عرش حرکت میں آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں داخل ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کچھ دیر رُکے رہے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اتنی دیر قبر میں رُکے رہے؟''۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے دبایا تھا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سے یہ تکلیف دور فرمادے (اور اللہ نے دور فرمادی)''۔

حدیث 64:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ نَزَلَ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ مَا وَطِئُوا الْأَرْضَ قَبْلَهَا". وَقَالَ حِينَ دُفِنَ: "سُبْحَانَ اللهِ! لَوِ انْفَلَتَ أَحَدٌ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ لَانْفَلَتَ مِنْهَا سَعْدٌ".

رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِإِسْنَادَيْنِ، وَرِجَالُ أَحَدِهِمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ. (مجمع الزوائد، رقم 15691)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے آسمان سے اترے، وہ اس سے پہلے آسمان سے نازل نہیں ہوئے تھے''۔ ان کے دفن کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سُبْحَانَ اللهِ! اگر کسی کو قبر کی سختی اور دبانے سے چھوٹ ملتی، تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے چھوٹ مل جاتی''۔

تنبیہ یہ حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ غزوۂ بدر کی شرکت کی فضیلت اور سعادت بھی انھیں حاصل تھی۔ ۵ھ میں ان کا وصال ہوا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: ''ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتوں نے ان کے جنازے میں شرکت کی، اور آسمان کے دروازے ان کے لیے کھولے گئے''۔ باوجود اس کے قبر کی تنگی کی تکلیف سے ان کو واسطہ پڑا۔ اگرچہ فوراً ہی وہ اُٹھالی گئی تھی۔ اس میں ہم جیسوں کے لیے بڑا انتباہ اور بڑا سبق ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا. آمین۔

حدیث65:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ أَبِي الرُّطَيْلِ، ثنا حَبِيبُ بْنُ خَالِدٍ الْأَسَدِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجْنَا مَعَهُ، فَرَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهْتَمًّا شَدِيدَ الْحُزْنِ، فَجَعَلْنَا لَا نُكَلِّمُهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، فَإِذَا هُوَ لَمْ يَفْرُغْ مِنْ لَحْدِهِ، فَقَعَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ هُنَيْهَةً وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ فَرَغَ مِنَ الْقَبْرِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، فَرَأَيْتُهُ يَزْدَادُ حُزْنًا، ثُمَّ إِنَّهُ فَرَغَ فَخَرَجَ فَرَأَيْتُهُ سُرِّيَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: "يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْنَاكَ مُهْتَمًّا حَزِينًا لَمْ نَسْتَطِعْ أَنْ نُكَلِّمَكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ سُرِّيَ عَنْكَ فَلِمَ ذَاكَ؟"۔ قَالَ: "كُنْتُ أَذْكُرُ ضِيقَ الْقَبْرِ وَغَمَّهُ وَضَعْفَ زَيْنَبَ، فَكَانَ ذَلِكَ يَشُقُّ عَلَيَّ، فَدَعَوْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهَا فَفَعَلَ، وَلَقَدْ ضَغَطَهَا ضَغْطَةً سَمِعَهَا مَنْ بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ"۔

(المعجم الكبير، ج۱ص۲۵۷رقم745؛ ج۲۲ص۴۳۳رقم 1054؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ، وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ: مجمع الزوائد، ج۳ص۴۷رقم4258)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دفنانے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے۔ ہم قبر پر پہنچے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مغموم تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کلام کرنے کی ہمت نہیں کرسکتا تھا۔ قبر کی لحد بنانے میں ابھی کچھ معمولی دیر تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور ہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھ گئے۔ ہم سب پر ایک قسم کی حیرانی کا عالم طاری تھا۔ اسی اثنا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی گئی کہ قبر تیار ہوگئی ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر کے اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے باہر تشریف لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

چہرۂ انور کھلا ہوا تھا اور غمگینی کے آثار کم ہو چکے تھے۔ طبیعت ہشاش بشاش تھی۔ ہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! ہم پہلی حالت کے متعلق کلام کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ اب جناب کی طبیعت میں بشاشت ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟“۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قبر کی تنگی اور خوفنا کی میرے سامنے تھی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ضعف اور کمزوری بھی مجھے معلوم تھی۔ یہ بات مجھے ناگوار گزر رہی تھی۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لیے اس حالت کو آسان فرما دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے منظور فرما لیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے اس مشکل کو دور کر دیا گیا۔ البتہ تحقیق قبر ایسا دباتی ہے کہ اس کو زمین و آسمان کے درمیان کی ہر مخلوق سوائے جنوں اور انسانوں کے سنتی ہے“۔

حدیث66: ـحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْبُسْتَنْبَانِ بِسُرَّ مَنْ رَأَى: نَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ الْبَجَلِيُّ، ثَنَا سَعْدَانُ بْنُ الْوَلِيدِ بَيَّاعُ السَّابِرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ ...عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ أُمُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ خَلَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ وَأَلْبَسَهَا إِيَّاهُ، وَاضْطَجَعَ مَعَهَا فِي قَبْرِهَا، فَلَمَّا سَوَّى عَلَيْهَا التُّرَابَ، قَالَ بَعْضُهُمْ: "يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ شَيْئًا لَمْ تَصْنَعْهُ بِأَحَدٍ". فَقَالَ: "إِنِّي أَلْبَسْتُهَا قَمِيصِي لِتَلْبَسَ مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ، وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا فِي قَبْرِهَا لِيُخَفَّفَ عَنْهَا مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ، إِنَّهَا كَانَتْ أَحْسَنَ خَلْقِ اللهِ إِلَيَّ صَنِيعًا بَعْدَ أَبِي طَالِبٍ"۔

(المعجم الأوسط، ج۷ ص۸۷ رقم 6935؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ سَعْدَانُ بْنُ الْوَلِيدِ وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ؛ مجمع الزوائد، ج۹ ص۲۵۷ رقم 15400)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے اپنی قمیص مبارک اُتار کر (کفن کے لیے) عطا فرمائی۔ اسی قمیص کا حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے لیے کفن بنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں لیٹ بھی گئے۔ پھر جب دفنا کر ان کی قبر پر مٹی کو برابر کر دیا گیا، تو بعض لوگوں نے عرض کیا: ”یا

رسول اللہ! ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا معاملہ کیا جو کسی اور کے ساتھ نہیں کیا ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو اپنی قمیص اس لیے پہنائی ہے تاکہ وہ جنت کا لباس پہن لیں۔ میں اُن کے ساتھ ان کی قبر میں اس لیے لیٹ گیا تاکہ ان سے قبر کے ضغطہ (دبانے) میں تخفیف (کمی) ہو جائے۔ یہ خاتون جناب ابوطالب کے بعد اللہ کی تمام مخلوق میں میرے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والی تھیں"۔

حدیث 67: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ، نا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، نا عَمْرُو بْنُ سُفْيَانَ، نا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ مُنْذُ يَوْمِ حَدَّثْتَنِي بِصَوْتِ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ، وَضَغْطَةِ الْقَبْرِ، لَيْسَ يَنْفَعُنِي شَيْءٌ"۔ قَالَ: "يَا عَائِشَةُ! إِنَّ صَوْتَ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ، فِي أَسْمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ كَالْإِثْمِدِ فِي الْعَيْنِ، وَإِنَّ ضَغْطَةَ فِي الْقَبْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كَأُمِّهِ الشَّفِيقَةِ يَشْكُو إِلَيْهَا ابْنُهَا الصُّدَاعَ، فَتَقُومُ إِلَيْهِ فَتَغْمِزُ رَأْسَهُ غَمْزًا رَفِيقًا، وَلَكِنْ يَا عَائِشَةُ! وَيْلٌ لِلشَّاكِّينَ فِي اللهِ كَيْفَ يُضْغَطُونَ فِي قُبُورِهِمْ، كَضَغْطَةِ الْبَيْضَةِ عَلَى الصَّخْرِ"۔

(معجم ابن الأعرابی ج ۳ ص ۸۹۵ رقم 1870؛ إثبات عذاب القبر وسؤال الملكين للبیهقی، ص ۸۵ رقم 116)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: "جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر نکیر وضغطہ قبر کا ذکر کیا ہے، میرے دل کو چین نہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہ! منکر نکیر کی آواز مسلمان کے کان میں ایسی نرم معلوم ہوگی، جیسا آنکھ میں سرمہ، اور ضغطہ قبر ایسا ہوگا کہ جیسا کوئی درد سر کی شکایت کرے، تب اس کی ماں نہایت مہربانی سے اس کے سر کو نرم نرم دبائے۔ لیکن، اے عائشہ! اللہ کی ذات میں بارے شک وشبہ کرنے والوں کے لیے تباہی وبربادی ہو! ان کو قبروں میں کیسے دبوچا جائے گا، ان کو قبر ایسا دباتی ہے جیسا چٹان پر انڈے کو دبایا جاتا ہے"۔

حدیث68:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ: نا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْقُرَشِيُّ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْحَارِثِ الْوَرَّاقُ نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: نا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: نا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَرَأَ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي يَمُوتُ فِيهِ لَمْ يُفْتَنْ فِي قَبْرِهِ، وَأَمِنَ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ، وَحَمَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَكُفِّهَا حَتَّى تُجِيزَهُ الصِّرَاطَ إِلَى الْجَنَّةِ".

(المعجم الأوسط، ج٦ ص٥٧، ٥٨، رقم5785؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ: لَا يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَفِيهِ نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ الْوَرَّاقُ وَهُوَ مَتْرُوكٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج٧ ص١٤٥، ١٤٦، رقم11538)

ترجمہ: حضرت عَبْدُ اللهِ بْنُ الشِّخِّيرِ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مرض موت میں سورت ”قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ“ پڑھے گا، وہ قبر کے فتنہ اور ضغطہ قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے روز ملائکہ ہاتھوں ہاتھ اسے پل صراط سے اتار کر جنت میں لے جائیں گے“۔

1.54:۔قبر میں مؤمن کو جنت کی نعمتوں اور اس کے محل کا نظارہ کرایا جاتا ہے

حدیث69:۔حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ يَهُودِيَّةٌ، فَاسْتَطْعَمَتْ عَلَى بَابِي، فَقَالَتْ: "أَطْعِمُونِي، أَعَاذَكُمُ اللهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ". قَالَتْ: فَلَمْ أَزَلْ أَحْبِسُهَا حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ هٰذِهِ الْيَهُودِيَّةُ؟". قَالَ: "وَمَا تَقُولُ؟". قُلْتُ: تَقُولُ: "أَعَاذَكُمُ اللهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ". قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا يَسْتَعِيذُ بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا فِتْنَةُ الدَّجَّالِ: فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ حَذَّرَ أُمَّتَهُ، وَسَأُحَذِّرُكُمُوهُ تَحْذِيرًا لَمْ يُحَذِّرْهُ نَبِيٌّ أُمَّتَهُ، إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ. فَأَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ: فَبِي تُفْتَنُونَ، وَعَنِّي تُسْأَلُونَ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ غَيْرَ فَزِعٍ، وَلَا مَشْعُوفٍ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: "فِيمَ كُنْتَ؟". فَيَقُولُ: "فِي الْإِسْلَامِ؟". فَيُقَالُ: "مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؟". فَيَقُولُ: "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَصَدَّقْنَاهُ، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: "انْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ". ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، وَيُقَالُ: عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ". وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السَّوْءُ، أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْعُوفًا، فَيُقَالُ لَهُ: "فِيمَ كُنْتَ؟". فَيَقُولُ: "لَا أَدْرِي". فَيُقَالُ: "مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؟". فَيَقُولُ: "سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا، فَقُلْتُ كَمَا قَالُوا". فَتُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: "انْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْكَ". ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ". ثُمَّ يُعَذَّبُ".

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد، ج ۴۲ ص ۱۲ رقم 25089؛ ابن راھویه رقم 1170؛ ابن منده فی "الإیمان" رقم 1067؛ البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 29؛ المنذری فی "الترغیب والترهیب" 4/267-269، وقال: رواه أحمد بإسناد صحیح، نسبه الهیثمی فی "المجمع" 3/48 لأحمد كذلك)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے گھر مانگنے آئی اور

کہنے لگی: ’’اللہ تجھے فتنۂ دجال اور فتنۂ قبر سے پناہ دے، مجھے کھانا کھلاؤ‘‘۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اسے روک لیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: ’’یا رسول اللہ! یہ یہودی عورت کیا کہہ رہی ہے؟‘‘۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ’’کیا کہتی ہے؟‘‘۔ میں نے عرض کیا: ’’یہ کہتی ہے: اللہ تجھے فتنۂ دجال اور فتنۂ قبر سے پناہ دے‘‘۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لیے اور فتنۂ دجال اور فتنۂ قبر سے پناہ مانگنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی اُمت کو فتنۂ دجال سے نہ ڈرایا ہو، لیکن میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی خبر دیتا ہوں، جو اس سے پہلے کسی نبی نے اپنی اُمت کو نہیں بتائی۔ وہ یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا (یعنی اس کی ایک آنکھ ہوگی)۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ’’کافر‘‘ لکھا ہوا ہوگا جسے ہر مؤمن پڑھ لے گا۔ جہاں تک فتنۂ قبر کا تعلق ہے۔ تم لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے اور قبروں میں سوال کیے جاؤ گے۔ اگر آدمی نیک ہو، تو اسے اپنی قبر میں بغیر کسی گھبراہٹ اور پریشانی کے بٹھایا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے: ’’تو اسلام کے بارے میں کیا کہتا تھا؟‘‘۔ نیک آدمی کہتا ہے: ’’میرا رب اللہ ہے‘‘۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: ’’جو صاحب تمہارے درمیان آئے تھے، وہ کون تھے؟‘‘۔ نیک آدمی کہتا ہے: ’’حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں لے کر آئے، اور ہم نے ان کی تصدیق کی‘‘۔ پھر جہنم کی طرف ایک سوراخ کیا جاتا ہے۔ مؤمن آدمی مشاہدہ کرتا ہے کہ جہنم کی آگ (اس قدر شدید ہے کہ) اس کا ایک حصہ دوسرے کو تباہ کر رہا ہے۔ فرشتے اسے بتاتے ہیں: ’’دیکھ۔ یہ ہے وہ آگ جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا لیا ہے‘‘۔ پھر جنت کی ایک طرف اس کے لیے ایک سوراخ کیا جاتا ہے۔ مؤمن آدمی جنت کی رونقیں اور بہاریں دیکھتا ہے۔ اسے بتایا جاتا ہے: ’’جنت میں یہ ہے تمہاری قیام گاہ‘‘۔ پھر فرشتے کہتے ہیں: ’’تُو نے ایمان پر زندگی گزاری۔ ایمان پر مرا، اور (قیامت کے روز) إِنْ شَاءَ اللّٰہُ اسی ایمان پر اٹھے گا‘‘۔

گنہگار آدمی جب اپنی قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے، تو بہت زیادہ گھبرایا ہوا اور خوف

زدہ ہوتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے: ''تم (دنیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں) کیا کہتے تھے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا، وہی کچھ میں بھی کہتا رہا''۔ پھر جنت کی طرف سے اس کے لیے ایک سوراخ کیا جاتا ہے۔ وہ جنت کی رونقیں اور اس کی دوسری نعمتیں دیکھتا ہے۔ تو اسے بتایا جاتا ہے: ''دیکھ۔ یہ ہے وہ جنت، جس سے اللہ نے تجھے محروم کر دیا ہے''۔ پھر اس کے لیے جہنم کی طرف ایک سوراخ کیا جاتا ہے اور وہ اس کا نظارہ کرتا ہے۔ جہنم کی آگ ایک دوسرے کو کھا رہی ہوتی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: ''یہ ہے تمہاری قیام گاہ۔ تو نے شک کی زندگی گزاری، شک پر ہی مرا اور إِنْ شَاءَ اللهُ شک پر ہی اٹھے گا۔ پھر اسے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے''۔

1.55:۔ مؤمن اپنے نیک انجام کی خبر گھر والوں کو دینا چاہتا ہے، مگر اجازت نہیں ملتی

حدیث 70:۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ. فَقَالَ: "مَنْ أَصْحَابُ هٰذِهِ الْقُبُورِ؟". قَالُوا: "يَا نَبِيَّ اللهِ! نَاسٌ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ". قَالَ: "تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ". قَالُوا: "وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ!؟". قَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا، فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ، فَسَأَلَهُ: مَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟". فَإِنِ اللهُ هَدَاهُ، قَالَ: "كُنْتُ أَعْبُدُ اللهَ". فَيُقَالُ لَهُ: "مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟". قَالَ: فَيَقُولُ: "هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ". قَالَ: فَمَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهَا. فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ كَانَ لَهُ فِي النَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا بَيْتُكَ كَانَ فِي النَّارِ، وَلٰكِنَّ اللهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ، فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ". فَيَقُولُ: "دَعُونِي حَتّٰى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي". فَيُقَالُ لَهُ:

"اسْكُنْ". وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ، فَيَقُولُ لَهُ: "مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟". فَيَقُولُ: "كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ". فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً فَيَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ".

(صحيح: مسند أحمد ج ۲۱ ص ۱۱۹، ۱۲۰ رقم 13447؛ عبد الله بن أحمد في "السنة" رقم 1427؛ أبو داود رقم 4751، 4752؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 14)

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب مؤمن آدمی کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے، تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس سے پوچھتا ہے: ''تو کس کی عبادت کرتا تھا؟''۔ اگر اللہ اسے ہدایت دے، تو وہ کہتا ہے: ''میں اللہ کی عبادت کرتا تھا''۔ پھر فرشتہ اس سے پوچھتا ہے: ''اس آدمی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟''۔ مؤمن آدمی جواب دیتا ہے: ''وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں''۔ اس کے بعد اس سے کوئی اور بات پوچھی نہیں جاتی۔ پھر اسے جہنم میں ایک گھر دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ تمہارے لیے تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے بچالیا ہے، اور اس کے بدلے میں تجھے جنت میں ایک گھر عطا فرمایا ہے، جسے مؤمن دیکھتا ہے اور کہتا ہے: ''ذرا مجھے چھوڑو، میں اپنے گھر والوں کو خوشخبری دے دوں (کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں گھر عطا فرمایا ہے)۔ لیکن اسے کہا جاتا ہے: ''اب یہیں ٹھہرو''۔

دفن ہونے والی میت اگر کافر (اور منافق) ہو، تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اسے پوچھتا ہے: ''اس آدمی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟''۔ کافر (منافق) کہتا ہے: ''میں وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہتے تھے''۔ (یہ جواب سن کر) فرشتہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان (یعنی دماغ پر) لوہے کے گرزوں سے مارنا شروع کر دیتا ہے اور وہ بُری طرح چیخنے چلّانے لگتا ہے۔ اس کی آواز جن وانس کے علاوہ ہر جاندار مخلوق سنتی ہے''۔

1.56:۔ بعض مومنوں کی روحیں پرندوں کی شکل میں جنت کے درختوں پر چہچہاتی پھرتی ہیں

حدیث 71:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ قَالَ: نا أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ قَالَ: نا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَالزَّكَاةُ عَنْ يَمِينِهِ، وَالصَّوْمُ عَنْ شِمَالِهِ، وَفِعْلُ الْخَيْرَاتِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانُ إِلَى النَّاسِ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ. فَيُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، فَتَقُولُ الصَّلَاةُ: "لَيْسَ قِبَلِي مَدْخَلٌ، فَيُؤْتَى عَنْ يَمِينِهِ، فَتَقُولُ الزَّكَاةُ:" لَيْسَ مِنْ قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ شِمَالِهِ". فَيَقُولُ الصَّوْمُ: "لَيْسَ مِنْ قِبَلِي مَدْخَلٌ". ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فَيَقُولُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانُ إِلَى النَّاسِ: "لَيْسَ مِنْ قِبَلِي مَدْخَلٌ". فَيُقَالُ لَهُ: "اجْلِسْ". فَيَجْلِسُ وَقَدْ مَثُلَتْ لَهُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ، فَيُقَالُ لَهُ: "مَا تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؟"، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَيَقُولُ: "أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا، فَصَدَّقْنَا وَاتَّبَعْنَا". فَيُقَالُ لَهُ: "صَدَقْتَ، وَعَلَى هٰذَا حَيِيتَ، وَعَلَى هٰذَا مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ". فَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ. فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: "يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ" [إبراهيم: 27]. فَيُقَالُ: "افْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ". فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى النَّارِ، فَيُقَالُ: "هٰذَا كَانَ مَنْزِلَكَ لَوْ عَصَيْتَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ". فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُورًا، وَيُقَالُ لَهُ: "افْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ". فَيُفْتَحُ لَهُ، فَيُقَالُ: "هٰذَا مَنْزِلُكَ، وَمَا أَعَدَّ اللهُ لَكَ". فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُورًا، فَيُعَادُ

الْجِلْدُ إِلَى مَا بَدَأَ مِنْهُ، وتُجْعَلُ رُوحُهُ فِي نَسَمِ طَيْرٍ تَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ. وَأَمَّا الْكَافِرُ، فَيُؤْتَى فِي قَبْرِهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ. فَيُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ. فَيَجْلِسُ خَائِفًا مَرْعُوبًا. فَيُقَالُ لَهُ: "مَا تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؛ وَمَا تَشْهَدُ بِهِ؟". فَلَا يَهْتَدِي لِاسْمِهِ. فَيُقَالُ: "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". فَيَقُولُ: "سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا، فَقُلْتُ كَمَا قَالُوا". فَيُقَالُ لَهُ: "صَدَقْتَ، عَلَى هٰذَا حَيِيتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ". فَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَ: "وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا" [طه: 124]. فَيُقَالُ: "افْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ". فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا كَانَ مَنْزِلَكَ وَمَا أَعَدَّ اللهُ لَكَ لَوْ أَنْتَ أَطَعْتَهُ". فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وثُبُورًا. ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: "افْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ". فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا مَنْزِلُكَ وَمَا أَعَدَّ اللهُ لَكَ". فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وثُبُورًا".

قَالَ أَبُو عُمَرَ: قُلْتُ لِحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ: "كَانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ؟". قَالَ: "نَعَمْ". قَالَ أَبُو عُمَرَ: "كَأَنَّهُ يَشْهَدُ بِهٰذِهِ الشَّهَادَةِ عَلَى غَيْرِ يَقِينٍ يَرْجِعُ إِلَى قَلْبِهِ، كَانَ يَسْمَعُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَيَقُولُهُ".

(المعجم الأوسط، ج ٣ ص ١٠٥، ١٠٦، ١٠٧، رقم 2630: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج ٣ ص ٥١، ٥٢، رقم 4269)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (دفن کے بعد میت) واپس پلٹنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔ پھر اگر میت مؤمن ہو، تو نماز اس کے سر کے پاس، زکوٰۃ اس کے دائیں طرف، روزہ اس کے بائیں طرف، اور دوسرے نیک اعمال، بھلائیاں اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک پاؤں کی طرف سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ فرشتہ عذاب کے لیے سر کی طرف سے آتا ہے، تو نماز کہتی ہے: ''میری طرف سے راستہ

نہیں"(کسی دوسری طرف سے آؤ)۔ پھر فرشتہ دائیں طرف سے آتا ہے تو زکوۃ کہتی ہے:"میری طرف سے راستہ نہیں ہے(کسی دوسری طرف سے آؤ)۔ پھر فرشتہ بائیں طرف سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے:"میری طرف سے راستہ نہیں ہے(کسی دوسری طرف سے آؤ)۔ پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے، تو نیکی کے کام، لوگوں کے ساتھ بھلائیاں اور احسان کہتے ہیں:"میری طرف سے راستہ نہیں ہے(کسی دوسری طرف سے آؤ)"۔ پھر اُس کو کہا جاتا ہے:"بیٹھ جاؤ"۔ تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔ اسے سورج غروب ہوتا دکھایا جاتا ہے، اسے پوچھا جاتا ہے:"وہ شخص جو تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا ہے(یعنی نبی اکرم ﷺ)، ان کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟"۔ وہ کہتا ہے:"میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ ہمارے رب کی طرف سے روشن نشانیاں لے کر آئے ہیں۔ ہم نے اُن کی تصدیق کی اور ان کی اتباع کی"۔ تب اسے کہا جاتا ہے:"تو نے سچ کہا، اسی عقیدے پر تو زندہ رہا، اسی پر مرا اور اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اسی عقیدے پر اُٹھایا جائے گا"۔ پھر اس کے لیے قبر حدِ نگاہ تک وسیع کر دی جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے:

آیت 70:۔ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ
(ابراہیم: ۲۷)

ترجمہ ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قولِ ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔

پھر کہا جاتا ہے:"اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دو"۔ تو اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے:"اگر تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا، تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا۔(یہ سب کچھ دیکھ کر) اس کے شوق اور سرور میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے:"اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو"۔ تو وہ کھول دیا جاتا ہے۔ تب اسے کہا جاتا ہے:"جنت میں یہ تمہارا ٹھکانا ہے، اور جو کچھ اللہ نے جنت میں تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے(وہ بھی دیکھ لو۔ یہ سب کچھ دیکھ کر) اس کے شوق اور لذت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی جلد جیسے وہ چاہتا ہے، ویسی بنا دی جاتی ہے۔

اس کی روح کو پرندے کے بدن میں (بطور سواری) بٹھا دیا جاتا ہے، وہ جنت کے درختوں میں اڑتی اور کھاتی پھرتی ہے۔
اگر مرنے والا کافر ہو، تو عذاب کا فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے، تو (ایمان اور نیک عمل کی) کوئی رُکاوٹ نہیں پاتا۔ پھر وہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو کوئی رُکاوٹ نہیں پاتا ہے۔ پھر وہ کافر خوف زدہ اور سہا ہوا اُٹھ کے بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: ''جو شخص تمہارے درمیان بھیجا گیا تھا، اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اور اس کے بارے میں تمہاری گواہی کیا تھی؟''۔ اسے آپ ﷺ کے نام کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوتا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: ''حضرت محمد ﷺ''۔ اس پر وہ کافر کہتا ہے: ''میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں جو کچھ کہتے سنا تھا، بس وہی میں بھی کہتا ہوں''۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: ''تو نے سچ کہا ہے۔ اسی پر تو نے زندگی بسر کی، اسی پر تو مرا، اور اسی (عبرت ناک انجام) پر تو اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اُٹھے گا''۔ پھر اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں دھنس جاتی ہیں۔ یہ ہے وہ تکلیف دہ زندگی جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

آیت 71:۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ (طٰہٰ:۱۲۴)

ترجمہ: اور جو میرے ''ذکر'' (درس ونصیحت) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے''۔

پھر کہا جاتا ہے: ''اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دو''۔ پھر اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اسے بتایا جاتا ہے: ''اگر تو نے (اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی) اطاعت کی ہوتی، تو تیرا ٹھکانا یہاں ہوتا، اور یہ جنت کی نعمتیں بھی تیرے لیے ہوتیں''۔ (جنت کا یہ نظارہ) اس کی ندامت اور ہلاکت میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔ پھر اس کے لیے کہا جاتا ہے: ''اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دو''۔ تو اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: ''یہ ہے آگ

میں تیری جائے قیام اور دوسرے عذاب جو اللہ نے تیرے لیے تیار کر رکھے ہیں"۔
(اس نظارے کے بعد) اس کی حسرت، ندامت اور ہلاکت میں اضافہ ہو جاتا ہے"۔

حدیث 72:۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ مُبَشِّرٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَهُوَ شَاكٍ: "اقْرَأْ عَلَى ابْنِي السَّلَامَ، تَعْنِي مُبَشِّرًا". فَقَالَ: "يَغْفِرُ اللهُ لَكِ يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ! أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُسْلِمِ طَيْرٌ تَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يُرْجِعَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". قَالَتْ: "صَدَقْتَ، فَأَسْتَغْفِرُ اللهَ".

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد، رقم 15776، 15777، 15778، 15780، 15787، 15792، 27236؛ عبد الرزاق في "تفسيره" 1/139-140؛ عبد ابن حميد في "المنتخب" رقم 376؛ الطبراني في "الكبير" 19/ (119، 122، 123)؛ ابن ماجه رقم 1449؛ أبو إسحاق الحربي في "غريب الحديث" 3/1218؛ البيهقي في "البعث والنشور" رقم 226)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ حضرت اُمّ مبشر رضی اللہ عنہا نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: "میرے بیٹے (حضرت مُبَشِّر رضی اللہ عنہ) کو سلام پہنچا دینا"۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اُمّ مبشر! اللہ تعالیٰ تیری بخشش فرمائے! کیا آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا ہے: "مسلم کی روح جنت کے درختوں میں اڑتی پھرتی اور چرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو واپس قیامت کے دن اس کے جسد میں لوٹائے گا"۔ حضرت اُمّ مبشر رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: "آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب گار ہوں"۔

1.57:۔مومن کے لیے قبر میں جنت سے بستر لاکر بچھایا جاتا ہے اور جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے

حدیث73:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَّا يُلْحَدْ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: "اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا"۔ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الشَّمْسُ، مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ، وَحَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ، حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ! اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ"۔ قَالَ: "فَتَخْرُجُ تَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوهَا، فَيَجْعَلُوهَا فِي ذَلِكَ الْكَفَنِ، وَفِي ذَلِكَ الْحَنُوطِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ"۔ قَالَ: "فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ، يَعْنِي بِهَا، عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا قَالُوا: مَا هَذَا الرُّوحُ الطَّيِّبُ؟"۔ فَيَقُولُونَ: "فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ"، بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوا يُسَمُّونَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتَّى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْتَفْتِحُونَ لَهُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيهَا، حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ، وَأَعِيدُوهُ إِلَى

الْأَرْضِ. فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ، وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى". قَالَ: "فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". فَيَقُولَانِ لَهُ: "وَمَا عِلْمُكَ؟". فَيَقُولُ: "قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ، فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ". فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ: "أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ". قَالَ: "فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا، وَطِيبِهَا، وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ". قَالَ: وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الثِّيَابِ، طَيِّبُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: "أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ". فَيَقُولُ لَهُ: "مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ". فَيَقُولُ: "أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ". فَيَقُولُ: "رَبِّ! أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى أَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِي، وَمَالِي". قَالَ: "وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: "أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! اخْرُجِي إِلٰى سَخَطٍ مِنَ اللهِ وَغَضَبٍ". قَالَ: "فَتُفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلٰى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا قَالُوا: "مَا هٰذَا الرُّوحُ الْخَبِيثُ؟". فَيَقُولُونَ: "فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ فَلَا يُفْتَحُ لَهُ". ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ

الْخِيَاطِ" (الأعراف:٤٠). فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "اُكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى. فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا". ثُمَّ قَرَأَ: "وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ" (الحج:٣١). فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ. وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ. فَيُجْلِسَانِهِ. فَيَقُولَانِ لَهُ: "مَنْ رَبُّكَ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ لَهُ: "مَا دِينُكَ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ! لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي". فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ. فَافْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ. وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ. فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا. وَسَمُومِهَا. وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ. وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ. قَبِيحُ الثِّيَابِ. مُنْتِنُ الرِّيحِ. فَيَقُولُ: "أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوءُكَ. هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ". فَيَقُولُ: "مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّ". فَيَقُولُ: "أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ". فَيَقُولُ: "رَبِّ! لَا تُقِمِ السَّاعَةَ".

(صحيح: مسند أحمد، رقم 18534، 18535، 18536، 18614، 18615، 18625؛ ابن أبي شيبة 3/310، 374، 380-382، 10/194؛ هناد في "الزهد" رقم 339؛ المروزي في زوائده على "الزهد" لابن المبارك رقم 1219؛ الدارمي في "الرد على الجهمية" ص 29؛ أبو داود رقم 3212، 4753؛ الطبري في "التفسير" رقم 20764، 20763، 20765، 20780، 20787؛ "تهذيب الآثار" رقم 718، 720، 721؛ ابن خزيمة في "التوحيد" ص 119؛ الآجري في "الشريعة" ص 367-370، 370؛ ابن منده في "الإيمان" رقم 1064؛ الحاكم في "المستدرك" 1/37-38، 39؛ اللالكائي في "أصول الاعتقاد" رقم 2140؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 20، 21، 44؛ "شعب الإيمان" رقم 395؛ الطيالسي رقم 753؛ النسائي في "المجتبى" 4/78؛ ابن ماجه رقم 1549؛ الهيثمي في "المجمع" 3/49-50 وقال: هو في الصحيح باختصار، رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار

کے ایک شخص کے جنازہ کو لے کر نکلے۔ (جنازہ پڑھنے کے بعد) ہم اس کو قبر میں دفن کرنے کے لیے لے گئے۔ قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے، ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ ہم لوگ بڑے ہی مؤدب طریقے سے بیٹھے تھے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ ﷺ زمین کو کرید رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اوپر اُٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن جب دنیا سے سلسلہ منقطع کر کے آخرت کی طرف رخت سفر باندھتا ہے (جب موت کا وقت آجاتا ہے)، تو آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے اترتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے سورج سے زیادہ روشن ہیں، اُن کے پاس جنت کے کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ وہ سب آکر اس کے پاس حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آتے ہیں، اور اس مؤمن کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، پھر اس سے فرماتے ہیں: ''اے پاکیزہ روح! یہاں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا کی طرف چلو''۔ پھر اس کی روح جسم سے ایسے آسانی کے ساتھ نکلتی ہے، جیسے مشکیزہ سے پانی نکلتا ہے۔ پھر فرشتہ اس روح کو وصول کرتا ہے۔ پھر جب وہ فرشتہ اس روح کو وصول کر لیتا ہے، تو دوسرے سارے فرشتے اس سے روح کو وصول کرتے ہیں۔ پھر اس کو جنت کے کفن میں لپیٹ دیتے ہیں اور اس کو جنت کی خوشبو سے معطر کرتے ہیں۔ اس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے کہ اس سے عمدہ خوشبو روئے زمین پر نہیں ہوتی۔ پھر وہ فرشتے اس روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ پھر جب بھی وہ فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں: ''یہ کیسی عمدہ خوشبو ہے!!''۔ تو لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں: ''یہ فلاں بن فلاں ہے''۔ اس کو بہت ہی عمدہ اور اچھے ناموں سے پکارتے ہیں، جس سے اس کو دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ پھر اس کو آسمان دنیا میں لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے فرشتے آسمان دنیا کو کھلواتے ہیں۔ تو ان کے لیے آسمان کھول دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اس روح کو لے کر

یکے بعد دیگرے سب آسمانوں پر پہنچ جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے بندے کو علیین کی کتاب میں لکھ دو (یعنی شامل کرلو)، اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو، اس لیے کہ میں نے ان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے، اور اسی میں ہی اُن کو لوٹا دوں گا، اور اسی زمین سے ہی ان کو دوبارہ پیدا کروں گا''۔ (جب اس کو دفن کر دیا جاتا ہے) تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''میرا رب اللہ ہے''۔ پھر وہ دونوں فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کیا ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''میرا دین اسلام ہے''۔ پھر پوچھتے ہیں: ''یہ آدمی جو تمھارے اندر (نبی کی حیثیت سے) کھڑا کیا گیا تھا (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ)، ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''وہ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں''۔ وہ فرشتے کہتے ہیں: ''تمھیں یہ بات کس نے بتلائی؟ (یعنی ان کے رسول ہونے کا علم کس ذریعہ سے ہوا؟)''۔ وہ کہتا ہے: ''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی (اس نے مجھے بتلایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں)، تو میں ایمان لایا، اور میں نے ان کی تصدیق کی''۔ (مؤمن بندہ فرشتوں کے مذکورہ بالا سوالات کے جب اس طرح ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیتا ہے) تو ایک ندا دینے والا آسمان سے ندا دیتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے اعلان کرایا جاتا ہے): ''میرے بندے نے ٹھیک بات کہی، اور صحیح صحیح جوابات دیئے۔ لہٰذا اس کے لیے جنت کا فرش بچھا دو، جنت کا اس کو لباس پہناؤ، اور جنت کی طرف اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو''۔ چنانچہ وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور اس سے جنت کی خوشگوار ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں، اور جنت میں اس کے لیے منتہائے نظر تک کشادگی کر دی جاتی ہے (یعنی پردے اس طرح اُٹھا دیئے جاتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جائے، وہ جنت کی بہاروں اور اس کے نظاروں سے لذت اور فرحت حاصل کرتا رہے)۔

پھر اس کے پاس خوب صورت شکل وصورت والا، عمدہ کپڑوں میں ملبوس اور عمدہ خوشبو

والا ایک شخص آتا ہے، اس سے کہتا ہے: ''میں تجھے ایسی بشارت دینے آیا ہوں جو تجھے خوش کردے، یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا''۔ وہ اس آنے والے شخص سے کہتا ہے: ''تم کون ہو؟ تیرا چہرہ وہ ہے جو خیر کی بات لایا ہے''۔ وہ شخص کہتا ہے: ''میں تیرا نیک اور صالح عمل ہوں''۔ پھر وہ کہتا ہے: ''اے میرے رب! قیامت قائم کر، تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف لوٹ جاؤں''۔

اور کافر بندہ جب اس کو اس دنیا سے نکال کر آخرت میں لے جایا جاتا ہے، تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اترتے ہیں جن کے پاس سیاہ رنگ کا موٹا، کھردرا، اُون سے بنا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کے سامنے حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آکر اس کے سر کے اوپر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: ''اے خبیث روح! تو اللہ کے غصے اور ناراضگی کی طرف نکل کے جا''۔ یہ سن کر روح اس کے پورے جسم میں منتشر ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو اس کے جسم سے ایسے نکالا جاتا ہے جیسا کہ لوہے کی گرم سلاخ کو گیلی روئی سے نکالا جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ اس روح کو قبض کر لیتا ہے۔ پھر جب وہ روح کو قبض کر لیتا ہے، تو دوسرے فرشتے اس کو آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی وصول کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو سیاہ رنگ کے لباس میں بند کر دیتے ہیں۔ اس سے ایسی مردار کی بدبُو نکلتی ہے کہ ایسی روئے زمین پر نہیں ہے۔ پھر اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے۔ تو راستے میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی اُن کا گزر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں: ''یہ کیسی خبیث اور بری روح ہے''۔ وہ لے جانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے''۔ اس کو ایسے برے ناموں سے پکارتے ہیں جس کو اس کو دنیا میں پکارا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس کو آسمان دنیا کے پاس لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے دروازہ کھولنے کے لیے کہتے ہیں، مگر اس کے لیے آسمان دنیا کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

آیت 72:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

الْمُجْرِمِيْنَ ○ (الاعراف:۴۰)

ترجمہ یقین جانو، جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔ اُن کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اُونٹ کا گزرنا۔ مجرموں کو ہمارے ہاں ایسا ہی بدلہ ملا کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس کو سب زمینوں سے نیچے سجین میں پھینک دو''۔ پھر اس کی روح کو وہاں پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت تلاوت فرمائی:

آیت 73:۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○ (الحج:۳۱)

ترجمہ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اُس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اُس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

پھر اس کی رُوح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس کے پاس بھی دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھاتے ہیں، پھر وہ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟''۔ وہ (خدا ناشناس) کہتا ہے: ''ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا''۔ پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کیا تھا؟''۔ وہ (خدا ناشناس) کہتا ہے: ''ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا''۔ پھر فرشتے اس سے کہتے ہیں: ''یہ آدمی جو تمہارے اندر (بحیثیت نبی کے) مبعوث ہوا تھا، تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال تھا؟''۔ وہ (خدا ناشناس) پھر بھی کہتا ہے: ''ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا''۔ (اس سوال و جواب کے بعد) آسمان سے ایک ندا دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارتا ہے: ''اس نے جھوٹ کہا''۔ (یعنی اس نے فرشتوں کے سوالوں کے جواب میں اپنا بالکل انجان اور بے جُرم ہونا ظاہر کیا۔ یہ اس نے جھوٹ بولا، کیونکہ حقیقت میں وہ اللہ کی توحید کا، اس کے دین اسلام کا، اور اس کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر تھا)۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی ندا کرے گا: ''اس کے لیے دوزخ کا فرش کرو، دوزخ کا لباس اس کو

پہناؤ، اور اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو۔(چنانچہ یہ سب کچھ کردیا جائے گا)۔(دوزخ کے اس دروازے سے) اس کو برابر دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹیں اور جلانے جھلسانے والی ہوائیں اس کے پاس آتی رہیں گی۔اس کی قبر اس پر نہایت سخت کردی جائے گی، جس کی وجہ سے (اتنا دباؤ پڑے گا کہ) اس کے سینے کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جائیں گی۔پھر اس کے پاس نہایت بدصورت بہت خراب اور برے کپڑوں میں ملبوس، اور بہت بُری بدبو والا شخص آئے گا اور اس سے کہے گا: ''میں تیرے پاس ایسی خبر لایا ہوں جو تجھے غمگین کردے گی۔یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔وہ اس سے پوچھے گا: ''تو کون ہے؟ جو تو ایسی بری خبر لایا ہے''۔وہ کہے گا: ''میں تیرا برا عمل ہوں''۔اس پر وہ دعا کرے گا: ''اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا''۔

1.58:۔مومن آدمی کو قبر میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں ہوتی

حدیث74:۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ، فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِي قَبْرِهِ، غَيْرَ فَزِعٍ، وَلَا مَشْعُوفٍ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: "فِيمَ كُنْتَ؟". فَيَقُولُ: "كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ". فَيُقَالُ لَهُ: "مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟". فَيَقُولُ: "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَصَدَّقْنَاهُ". فَيُقَالُ لَهُ: "هَلْ رَأَيْتَ اللهَ؟". فَيَقُولُ: "مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَرَى اللهَ". فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: "انْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللهُ". ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا، وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا مَقْعَدُكَ". وَيُقَالُ لَهُ: "عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ، إِنْ شَاءَ اللهُ". وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوءُ فِي قَبْرِهِ، فَزِعًا مَشْعُوفًا، فَيُقَالُ لَهُ: "فِيمَ كُنْتَ؟".

فَيَقُولُ: "لَا أَدْرِي". فَيُقَالُ لَهُ: "مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟". فَيَقُولُ: "سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا، فَقُلْتُهُ". فَيُفْرَجُ لَهُ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: "انْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللهُ عَنْكَ". ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا، يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: "هٰذَا مَقْعَدُكَ، عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى".

(صحیح: سنن ابن ماجه، رقم 4268؛ البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 30؛ ترمذی رقم 1094؛ مسند أحمد رقم 25089؛ عبد الله بن أحمد فی "السنة" رقم 1448؛ إسحاق بن راهویه رقم 1170؛ البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 29؛ ابن منده فی "الإیمان" رقم 1067؛ عن عائشة)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب میت قبر میں دفن کی جاتی ہے، تو نیک آدمی اپنی قبر میں بغیر کسی گھبراہٹ اور پریشانی کے اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے: ''تو کون سے دین پر تھا؟''۔ نیک آدمی کہتا ہے: ''میں اسلام پر تھا''۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: ''جو صاحب تمہارے درمیان آئے تھے، وہ کون تھے؟''۔ نیک آدمی کہتا ہے: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں لے کر آئے، اور ہم نے ان کی تصدیق کی''۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: ''کیا تُو نے اللہ کو دیکھا ہے؟''۔ وہ کہتا ہے: ''اللہ تعالیٰ کو (دنیا میں) دیکھنا کسی کے لیے ممکن نہیں''۔ پھر جہنم کی طرف ایک سوراخ کیا جاتا ہے۔ مؤمن آدمی مشاہدہ کرتا ہے کہ جہنم کی آگ (اس قدر شدید ہے کہ) اس کا ایک حصہ دوسرے کو تباہ کر رہا ہے۔ فرشتے اسے بتاتے ہیں: ''دیکھ۔ یہ ہے وہ آگ جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا لیا ہے''۔ پھر جنت کی ایک طرف اس کے لیے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ مؤمن آدمی جنت کی رونقیں اور اس میں موجود نعمتیں دیکھتا ہے۔ اسے بتایا جاتا ہے: ''جنت میں یہ ہے تمہاری قیام گاہ۔ تُو نے ایمان پر زندگی گزاری۔ ایمان پر مرا، اور (قیامت کے روز) إِنْ شَاءَ اللهُ اسی ایمان پر اٹھے گا''۔

گنہگار آدمی جب اپنی قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے، تو بہت زیادہ گھبرایا ہوا اور خوف

زدہ ہوتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے: "تُو کس مذہب پر تھا؟"۔ وہ کہتا ہے: "میں نہیں جانتا"۔ پھر پوچھا جاتا ہے: "وہ آدمی کون ہے؟ (جو تمہارے درمیان بھیجا گیا تھا)"۔ وہ کہتا ہے: "میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا، وہی کچھ میں بھی کہتا رہا"۔ پھر جنت کی طرف سے اس کے لیے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ وہ جنت کی رونقیں اور اس کی دوسری نعمتیں دیکھتا ہے۔ تو اسے بتایا جاتا ہے: "دیکھ۔ یہ ہے وہ جنت، جس سے اللہ نے تجھے محروم کر دیا ہے"۔ پھر اس کے لیے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ اس کا نظارہ کرتا ہے کہ جہنم کی آگ ایک دوسرے کو کھا رہی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: "یہ ہے تمہاری قیام گاہ۔ تو نے شک کی زندگی گزاری، شک پر ہی مرا اور إِنْ شَاءَ اللهُ شک پر ہی اٹھے گا۔ پھر اسے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے"۔

1.59:۔ قبر میں کافر پر 99 اژدھے مسلط کیے جاتے ہیں

حدیث 75:۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا السَّمْحِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الْهَيْثَمِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ تِنِّينًا تَلْدَغُهُ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ، فَلَوْ أَنَّ تِنِّينًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ خَضِرًا"۔

(مسند أحمد، ج ۱۷ ص ۴۳۳، ۴۳۴ رقم 11334؛ ابن أبي شيبة 175/13؛ عبد بن حميد في "المنتخب" رقم 929؛ الدارمي 331/2؛ ابن حبان رقم 3121؛ الآجري في "الشريعة" ص 359؛ أبو يعلى رقم 1329 موقوفاً؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" رقم 61 موقوفاً؛ الهيثمي في "مجمع الزوائد" 55/3، وقال: رواه أحمد، وأبو يعلى موقوفاً، وفيه دراج وفيه كلام، وقد وثق)۔

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قبر میں کافر پر ننانوے (99) اژدھے مسلط کیے جاتے ہیں، جو اس کو قیامت کے دن تک کاٹتے رہیں گے۔ اگر اُن میں سے ایک اژدھا زمین پر پھنکار مار دے تو اس

(کے زہر کے اثر سے) زمین پر سبزہ نہ اُگے"۔

حدیث 76:۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا السَّمْحِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ فِي رَوْضَةٍ، وَيُرَحَّبُ لَهُ قَبْرُهُ سَبْعِينَ ذِرَاعًا، وَيُنَوَّرُ لَهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، أَتَرَوْنَ فِيمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: "فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا، وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى" [طه: 124]، قَالَ: "أَتَدْرُونَ مَا الْمَعِيشَةُ الضَّنْكُ؟"۔ قَالُوا: "اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ"۔ قَالَ: "عَذَابُ الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيُسَلَّطُ عَلَيْهِمْ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ تِنِّينًا، أَتَدْرُونَ مَا التِّنِّينُ؟"۔ قَالَ: "تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ حَيَّةً لِكُلِّ حَيَّةٍ سَبْعَةُ رُءُوسٍ يَنْفُخُونَ فِي جِسْمِهِ وَيَلْسَعُونَهُ، وَيَخْدِشُونَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"۔ (حسن: مسند أبي يعلى، ج۱۱ص۵۲۱، ۵۲۲رقم 6644)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مؤمن اپنی قبر میں ایک سرسبز وشاداب باغ میں ہوتا ہے۔ اس کی قبر ستر (70) ہاتھ (35 میٹر) تک فراخ کر دی جاتی ہے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن کر دی جاتی ہے۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا:) کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کیا بات ارشاد فرمائی ہے:

آیت 74:۔وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى○ (طٰہٰ: ۱۲۴)

ترجمہ اور جو میرے "ذکر" (ایمان وعبادات) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جانتے ہو تکلیف دہ زندگی کیا ہے؟"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس سے مراد قبر میں کافر کو دیا گیا عذاب ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک کافر پر قبر میں ننانوے (99) اژدھے مسلط کیے

جاتے ہیں، ہر اژدھا کے ستر منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ کے سات سر ہوتے ہیں۔ یہ اژدھے کافر کو قیامت کے دن تک ڈستے اور زخمی کرتے رہتے ہیں"۔

1.60:۔عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کی دعائیں

حدیث 77:۔حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو وَيَقُولُ: "اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ"۔

(بخاری رقم 1377)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ"۔

ترجمہ "اے اللہ! میں عذابِ قبر سے، عذابِ جہنم سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں"۔

حدیث 78:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهَؤُلَاءِ الْخَمْسِ، وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"۔

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد رقم 1585، 1621؛ البخاري رقم 6365، 6370، 6374، 6390، 2822؛ البزار رقم 1141، 1142، 1143، 1144؛ الدورقي رقم 53؛ النسائي في "المجتبى" 256/8، 266، 271-272؛ "عمل اليوم والليلة" رقم 131، 132؛ أبو يعلى رقم 716، 771؛ أبو القاسم البغوي في "الجعديات" رقم 532؛ الشاشي رقم 79؛ الخرائطي في "مكارم الأخلاق" ص 93؛ البيهقي في "إثبات عذاب

القبر" رقم183؛ ابن أبي شيبة 188/10،376/3؛ابن حبان رقم1004؛ الترمذی رقم3567؛ ابن خزیمة رقم746؛الطبرانی فی "الدعاء" رقم662،661)

ترجمہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان پانچ چیزوں کی دعا کے بارے میں حکم فرماتے تھے،اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے تھے:

أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ ''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں نکمی عمر کی طرف لوٹائے جانے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں عذابِ قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں''۔

حدیث79:۔قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُعَلِّمُهُمِ الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُهُمِ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: قُولُوا: "أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ"۔

(صحیح علی شرط مسلم:مسند أحمد رقم2168، 2838،2709،2343؛"الموطأ" للإمام مالك 215/1؛مسلم رقم590؛أبو داود رقم1542،984؛الترمذی رقم3494؛ النسائی 104/4؛277-276/8؛ابن حبان رقم999؛البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم200؛البغوی رقم1364؛الطبرانی رقم10939، 12159؛البیهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم201؛البخاری فی "الأدب المفرد" رقم694؛ابن ماجه رقم3840)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا ویسے ہی سکھاتے تھے، جیسا کہ لوگوں کو قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''اے لوگو! یوں دعا مانگا کرو:

"أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ،

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ"۔

ترجمہ "اے اللہ! میں عذابِ جہنم سے، عذابِ قبر سے، مسیح دجال کے فتنے سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں"۔

حدیث 80:۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سِنَانٍ الْمُزَنِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ: "أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ"۔ (صحیح: نسائی رقم 5520)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے سنا ہے:

"أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ"۔

ترجمہ اے اللہ! میں قبر کے فتنہ سے، دجال کے فتنہ سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور جہنم کی گرمی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

حدیث 81:۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ، قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ"۔

(مسلم رقم 128-588)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے

کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ".

ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں: (۱) جہنم کے عذاب سے، (۲) قبر کے عذاب سے، (۳) زندگی اور موت کی آزمائش سے اور (۴) مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے۔

حدیث 82:- حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: "أَللّٰهُمَّ! فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، أَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ، وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. أَللّٰهُمَّ! فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، وَالْمَغْرَمِ".

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد بن حنبل، رقم 24301، 24578، 24579، 25648، 25727، 26075، 26327؛ ابن أبي شيبة 10/188، 189-190؛ مسلم رقم 589 كتاب الذكر والدعاء ص2078؛ ابن ماجه رقم 3838؛ عبد الرزاق رقم 19631؛ ابن راهويه رقم 789، 791، 792؛ عبد بن حميد رقم 1492؛ البخاري رقم 6368، 6376، 6377؛ أبو داود رقم 1543؛ الترمذي رقم 3495؛ النسائي في "المجتبى" 1/51، 176، 8/262، 266؛ "سنن الكبرى" نسائي رقم 59، 7902، 7912؛ أبو يعلى رقم 4474؛ الطبراني في "الدعاء" رقم 1345، 1346؛ الحاكم في "المستدرك" 1/541؛ البيهقي في "الدعوات الكبير" رقم 219، 305؛ "إثبات عذاب القبر" رقم 180)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے:

"أَللّٰهُمَّ! فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ

وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. أَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ، وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. أَللّٰهُمَّ! فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، وَالْمَغْرَمِ".

ترجمہ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی، کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے (جو آدمی کو بالکل ہی از کار رفتہ کر دے یعنی کسی کام کا نہ چھوڑے) اور قرضہ کے بوجھ سے، اور ہر گناہ سے۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور فتنہ قبر سے، اور عذابِ قبر سے، اور دولت وثروت کے فتنہ کے شر سے، اور مفلسی ومحتاجی کے فتنہ کے شر سے اور فتنہ دجال کے شر سے۔ اے میرے اللہ! میرے گناہوں کے اثرات دھودے اولے اور برف کے پانی سے، اور میرے دل کو (گندے اعمال واخلاق کی گندگیوں سے) اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اور میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا کر دے جتنی دوری تو نے مشرق و۔ مغرب کے درمیان کر دی ہے۔

حدیث 83:۔حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: "أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ. أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ". (بخاری رقم 832؛ مسلم رقم 129-589)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا بھی کرتے تھے:

"أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ. أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ

بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ".

ترجمہ اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور دجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے سارے فتنوں سے، اور گناہ کے ہر کام سے، اور قرضہ کے بارے سے۔

حدیث 84:۔حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ، مَوْلَى أَفْلَحَ، مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ السَّبْعِ يَقُولُ: "أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَمِّ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا".

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج ۲۴ ص ۲۸۱ رقم 15523؛ أبو داود رقم 1553؛ الطبرانی فی "الدعاء" رقم 1363؛ النسائی فی "المجتبیٰ" 8/282-283؛ الطبرانی فی "الکبیر" 19/(رقم 381)؛ المزی فی "تہذیب الکمال" 252/13)

ترجمہ حضرت أَبُو الْيَسَرِ الْأَنْصَارِيُّ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سات کلمات سے دعا کیا کرتے تھے:

"أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَمِّ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا".

ترجمہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں (اپنے اوپر کسی عمارت وغیرہ کے) ڈھے جانے سے اور (کسی بلندی کے اوپر سے) گر پڑنے سے اور (دریا وغیرہ میں) ڈوب جانے سے، اور آگ میں جل جانے سے، اور انتہائی بڑھاپے سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے وسوسوں میں مبتلا کر دے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں میدانِ جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مروں، اور پناہ مانگتا

ہوں اس بات سے کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے مجھے موت آجائے۔

1.61 :۔ اہل قبور کے لیے استغفار مانگنا

حدیث 85:۔حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو أَحْمَدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، إِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ". قَالَ مُعَاوِيَةُ فِي حَدِيثِهِ: "أَنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ". "وَنَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ".

(صحيح على شرط مسلم: مسند أحمد رقم 22985، 23039؛ ابن أبي شيبة 340/3؛ ابن حبان رقم 3173؛ ابن السني في "عمل اليوم والليلة" رقم 589؛ مسلم رقم 975؛ ابن ماجه رقم 1547؛ البيهقي في "السنن" 79/4؛ "الأسماء والصفات" ص 166؛ البغوي رقم 1555؛ النسائي في "المجتبى" 94/4؛ "عمل اليوم والليلة" رقم 1091)

ترجمہ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ دعا سکھلایا کرتے تھے: جب وہ قبرستان کی طرف جائیں، تو یوں کہیں: ''اے اس گھر کے مسلمان اور مؤمن باسیو! السَّلَامُ عَلَيْكُمْ! ہم إِنْ شَاءَ اللهُ تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے خیر و عافیت کا طلب گار ہوں''۔

حدیث 86:۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ- قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَرِيكٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا، مُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ، بِكُمْ لَاحِقُونَ، اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ".

(مسلم رقم102-974)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس رات میرے ہاں تشریف لاتے، اس رات کے آخری حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع (مدینہ کے قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے: ''اے اس گھر کے مسلمان اور مؤمن باسیو! السَّلَامُ عَلَيْكُمْ! تم کو وہ کچھ مل گیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور (اس کا باقی حصہ) کل (یعنی قیامت کے بعد) کے لیے مؤخر کر دیا گیا ہے۔ ہم بھی إِنْ شَاءَ اللهُ تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد والوں کے گناہ معاف فرما''۔

حدیث 87:۔حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمَقَابِرِ، فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ"۔

(صحيح على شرط مسلم: مسند أحمد ج١٤ ص٦٣ رقم8878؛ موطأ مالك 28/1-29؛ عبد الرزاق رقم6719؛ مسلم رقم249؛ أبو داود رقم3237؛ النسائي 93/1-95؛ ابن خزيمة رقم6؛ أبو عوانة 138/1؛ ابن حبان رقم1046، 3171، 7240؛ ابن السني رقم588؛ البيهقي 82/1-83؛ البغوي رقم151)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کی طرف جاتے، تو آپ یوں کہتے: ''اے اس گھر کے مسلمان اور مؤمن باسیو! السَّلَامُ عَلَيْكُمْ! ہم إِنْ شَاءَ اللهُ تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں''۔

1.62:۔جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہونے والا فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے

حدیث 88:۔حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ".

(حسن: مسند أحمد رقم6582؛ الترمذي رقم1074؛ الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" رقم277؛المزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة ربيعة بن سيف 116/9؛المنتخب من مسند عبد بن حميد رقم323،صَحِيح التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيب:3562؛أحكام الجنائز رقم35؛مشکوۃ رقم1367؛صحیح الجامع الصغیر رقم5773)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو، اللہ اسے قبر کے فتنہ سے بچالے گا''۔

1.63:۔سورت مُلک کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والا فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے

حدیث89:۔أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ حَلِيمٍ الْمَرْوَزِيُّ، أَنْبَأَ أَبُو الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَ عَبْدَانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللهِ، أَنْبَأَ سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: "يُؤْتَى الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ فَتُؤْتَى رِجْلَاهُ فَتَقُولُ رِجْلَاهُ: "لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ". ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ صَدْرِهِ أَوْ قَالَ بَطْنِهِ، فَيَقُولُ: "لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ". ثُمَّ يُؤْتَى رَأْسُهُ فَيَقُولُ: "لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ". قَالَ: "فَهِيَ الْمَانِعَةُ تَمْنَعُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهِيَ فِي التَّوْرَاةِ سُورَةُ الْمُلْكِ، وَمَنْ قَرَأَهَا فِي لَيْلَةٍ فَقَدْ أَكْثَرَ وَأَطْنَبَ". هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.التعليق - من تلخيص الذهبي - صحيح. (المستدرك على الصحيحين ج۲ ص۵۴۰ رقم3839)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''(میت کے قبر میں دفن کے بعد) آدمی کے پاس اس کے قدموں کی طرف سے عذاب آئے گا، تو اس کے پاؤں اس سے کہیں گے: ''تمہیں اس طرف سے آنے کی کوئی راہ نہیں ہے، یہ شخص میرے ساتھ سورت الملک پڑھ کر قیام کرتا تھا۔ پھر آدمی کے پاس اس کے سینے اور پیٹ کی طرف سے عذاب آئے گا، تو اس کا سینہ اور پیٹ اس سے کہے گا: ''تمہیں اس طرف سے آنے کی کوئی راہ نہیں ہے، یہ شخص میرے ساتھ سورت الملک پڑھا کرتا تھا۔ پھر اس کا سر کہے گا: ''تمہیں میری طرف سے آنے کی کوئی راہ نہیں ہے، یہ شخص میرے ساتھ سورت الملک پڑھا کرتا تھا''۔ پھر فرمایا: ''یہ سورت عذابِ قبر سے رُکاوٹ ہے۔ تورات میں بھی سورت الملک کا ذکر موجود ہے۔ جس شخص نے بھی رات کو اس سورت کو پڑھا، اس نے بہت زیادہ اور بڑا مقام (ثواب اور درجہ) حاصل کرلیا''۔

1.64:۔ شہید فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے

حدیث 90:۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَّا الشَّهِيدَ؟"۔ قَالَ: "كَفَى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةً"۔ (صحیح: نسائی رقم 2053)

ترجمہ حضرت راشد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ سارے مسلمانوں کو قبر میں آزمایا جاتا ہے، لیکن شہید کو نہیں آزمایا جاتا؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے لیے (دنیا میں) سروں پر چمکتی تلواروں کی آزمائش ہی کافی ہے''۔

1.65۔ پیٹ کی تکلیف سے مرنے والا فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے

حدیث 91:۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَسَارٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا وَسُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ وَخَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ، فَذَكَرُوا أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ مَاتَ بِبَطْنِهِ، فَإِذَا هُمَا يَشْتَهِيَانِ أَنْ يَكُونَا شُهَدَاءَ جَنَازَتِهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: "أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَقْتُلْهُ بَطْنُهُ، فَلَنْ يُعَذَّبَ فِي قَبْرِهِ". فَقَالَ الْآخَرُ: "بَلَى". (صحیح: نسائی رقم 2052)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بیٹھا تھا کہ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ (آئے اور) لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص پیٹ کی تکلیف سے مر گیا ہے۔ ان دونوں نے خواہش ظاہر کی کہ کاش! وہ اس آدمی کے جنازے میں شریک ہوتے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی: ''جس شخص کو پیٹ مار ڈالے، اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا''۔ دوسرے نے جواب دیا: ''ہاں، کیوں نہیں''۔

1.66:۔لشکرِ اسلام کا پہرہ دیتے ہوئے فوت ہونے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے

حدیث 92:۔حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا، وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَأُومِنَ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَغُدِيَ عَلَيْهِ،

وَرِيحَ بِرِزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ، وَكُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُرَابِطِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

(صحيح بطرقه وشواهده: مسند أحمد، ج١٥ ص٧ ١٣١ رقم 9244؛ عبد الرزاق رقم 9622؛ الطبراني في "الأوسط" رقم 5258، 9308؛ البيهقي في "الشعب" رقم 9895؛ ابن ماجه رقم 2767؛ أبو عوانة 91/5؛ البزار رقم 1655 - كشف الأستار؛ ابن أبي عاصم في "الجهاد" رقم 297؛ ابن حبان في "المجروحين" 59/2؛ أبو نعيم في "الحلية" 200/8-201؛ البيهقي في "الشعب" رقم 9897)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے مرا، وہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں اُٹھائے گا کہ وہ (اس دن کی) گھبراہٹ سے محفوظ ہو گا۔ اسے صبح وشام جنت کا رزق بھی دیا جاتا ہے۔ اس کے لیے اس پہرے کا اجر قیامت تک لکھا جاتا رہے گا''۔

حدیث93: ۔عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَإِنَّهُ يَنْمُو عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ".

(صحيح: مسند أحمد، ج٣٩ ص٣٧٤ رقم 23950، 23951؛ "الجهاد" لابن المبارك رقم 174؛ الترمذي رقم 1621؛ ابن أبي عاصم في "الجهاد" رقم 317؛ ابن حبان رقم 4624؛ الطبراني في "الكبير" 18/ (رقم 802، 803)؛ الحاكم 144/2؛ سعيد بن منصور في "سننه" رقم 2414؛ أبو داود رقم 2500؛ البزار في "مسنده" رقم 3753؛ أبو عوانة رقم 7463؛ الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" رقم 2316؛ والحاكم 79/2. والبيهقي في "شعب الإيمان" رقم 4287؛ "إثبات عذاب القبر" رقم 143؛ ابن عساكر في "الأربعون في الحث على الجهاد" ص 85-86)

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر مرنے والے کے عمل (کا ثواب اس کے مرنے کے ساتھ) ختم کر دیا جاتا ہے،

سوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرے، اس کے عمل (کا ثواب) مسلسل قیامت تک اسے ملتا رہتا ہے، نیز وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے"۔

1.67:۔قبر کا عذاب کافر کے لیے دائمی اور مؤمن کے لیے عارضی ہے

قبر کا عذاب دائمی بھی ہوتا ہے اور عارضی بھی۔ دائمی کا معنی یہ ہے کہ قیامت تک ہوتا رہتا ہے۔ یہ کفار اور بڑے بڑے گناہ گاروں کو ہوگا۔ عارضی کا معنی یہ ہے کہ ایک مدت تک عذابِ قبر ہوگا، پھر ختم ہو جائے گا۔ ختم ہونے کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ جرم اور گناہ معمولی نوعیت کا ہوگا۔ کچھ عذاب دے کر، عذاب ہٹا لیا جائے گا، یا عزیز واقارب کی دعا، صدقہ، استغفار اور ایصال ثواب سے بھی عذاب ختم کر دیا جائے گا۔

قَالَ إِبْنُ الْقيم: "ثمَّ عَذَاب الْقَبْر قِسْمَانِ: دَائِم وَهُوَ عَذَاب الْكفَّار وَبَعض العصاة ومنقطع وَهُوَ عَذَاب من خفت جرائمهم من العصاة فَإِنَّهُ يعذب بِحَسب جريمته ثمَّ يرفع عَنهُ وَقد يرفع عَنهُ بِدُعَاء أَو صَدَقَة أَو نَحْو ذَلِك". (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۱۸۱)

باب 2

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

2.1:۔قبر میں اِعادۂ روح حق ہے

اہل السنّت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ میّت جب قبر میں دفن کردی جاتی ہے، تو اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔ یہ اِعادہ بالجملہ (پورا) ہو، اس طرح کہ روح کامل طور پر پورے جسم میں داخل ہو جائے، جیسا کہ دنیا میں داخل تھی، یا فی الجملہ یعنی اس قدر روح کا جسم سے اتصال اور تعلق ہو کہ جس سے راحت وتکلیف کا احساس ہو سکے۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ. ص۱۰۷)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وسؤال مُنكر وَنَكِير حق كَائِن فِي الْقَبْر وإعادة الرّوح إِلَى الْجَسَد فِي قَبره حق وضغطة الْقَبْر وعذابه حق كَائِن للْكفَّار كلهم ولبعض عصاة الْمُؤمنِينَ حق جَائِز. (الفقه الأكبر. ص۶۵)

ترجمہ: قبر میں منکر نکیر کا سوال کرنا حق ہے، قبر میں رُوح کا جسم کی طرف لوٹا یا جانا حق ہے، قبر میں ضغطہ (سختی اور دبانا) اور کافروں اور بعض گناہ گار مومنوں کو قبر میں عذاب دیا جانا برحق ہے۔

اس اعادہ کا ثبوت صحیح احادیث مبارکہ سے ہے:

حدیث 1:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَّا يُلْحَدْ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: "اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا"۔ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الشَّمْسُ، مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ، وَحَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ، حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ! اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ"۔ قَالَ: فَتَخْرُجُ تَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوهَا، فَيَجْعَلُوهَا فِي ذَلِكَ الْكَفَنِ، وَفِي ذَلِكَ الْحَنُوطِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ"۔ قَالَ: "فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ، يَعْنِي بِهَا، عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا قَالُوا: مَا هَذَا الرُّوحُ الطَّيِّبُ؟"۔ فَيَقُولُونَ: "فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ"، بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوا يُسَمُّونَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتَّى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْتَفْتِحُونَ لَهُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيهَا، حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ، وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ، وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى"۔ قَالَ: "فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ:

هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". فَيَقُولَانِ لَهُ: "وَمَا عِلْمُكَ؟". فَيَقُولُ: "قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ، فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ". فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ: "أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ". قَالَ: "فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا، وَطِيبِهَا، وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ". قَالَ: وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الثِّيَابِ، طَيِّبُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: "أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ". فَيَقُولُ لَهُ: "مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ". فَيَقُولُ: "أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ". فَيَقُولُ: "رَبِّ! أَقِمِ السَّاعَةَ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي، وَمَالِي". قَالَ: "وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: "أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللهِ وَغَضَبٍ". قَالَ: "فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا قَالُوا: "مَا هٰذَا الرُّوحُ الْخَبِيثُ؟". فَيَقُولُونَ: "فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتَّى يُنْتَهٰى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا يُفْتَحُ لَهُ". ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ" (الأعراف:٤٠). فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "اُكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلٰى، فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا". ثُمَّ قَرَأَ: "وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ، فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ" (الحج:٣١). فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ

لَهُ: "مَنْ رَبُّكَ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ لَهُ: "مَا دِينُكَ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ! لَا أَدْرِي". فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟". فَيَقُولُ: "هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي". فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ، فَافْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا، وَسَمُومِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ. وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: "أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوءُكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ". فَيَقُولُ: "مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّ". فَيَقُولُ: "أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ". فَيَقُولُ: "رَبِّ! لَا تُقِمِ السَّاعَةَ".

(صحیح: مسند احمد رقم 18534، 18535، 18536، 18614، 18615، 18625؛ ابن أبي شيبة 310/3، 374 . 380-382، 194/10؛ هناد فی "الزهد" رقم 339؛ المروزی فی زوائده علی "الزهد" لابن المبارك رقم 1219؛ الدارمی فی "الرد علی الجهمية" ص29؛ ابن خزيمة فی "التوحيد" ص119؛ الآجري فی "الشريعة" ص367-370، 370؛ ابن منده فی "الإيمان" رقم 1064؛ الحاكم فی "المستدرك" 37/1-38، 38/1، 39؛ اللالكائی فی "أصول الاعتقاد" رقم 2140؛ البيهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 21، 44؛ "شعب الإيمان" رقم 395، 396؛ الطيالسی رقم 753؛ أبو داود رقم 3212، 4753 ؛ الطبری فی "التفسير" رقم 20763، 20764، 20765، 20780، 20787؛ "تهذيب الآثار" رقم 718، 720، 721، 723؛ البيهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 20، 21 ؛ مختصراً النسائی فی "المجتبی" 78/4؛ ابن ماجه رقم 1549 ؛ الهيثمی فی "المجمع" 49/3-50 وقال: هو فی الصحيح باختصار، رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک شخص کا جنازہ لے کر نکلے۔ (جنازہ پڑھنے کے بعد) ہم اس کو قبر میں دفن کرنے کے لیے لے گئے۔ قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ ہم لوگ بڑے ہی مؤدب طریقے سے بیٹھے تھے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ ﷺ زمین کو کرید رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اوپر اُٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو''۔ دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن جب دنیا سے سلسلہ منقطع کر کے آخرت کی طرف رخت سفر باندھتا ہے (جب موت کا وقت آجاتا ہے)، تو آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے اترتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے سورج سے زیادہ روشن ہیں، اُن کے پاس جنت کے کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ وہ سب آکر اس کے پاس حدِّ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آتے ہیں، اور اس مؤمن کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، پھر اس سے فرماتے ہیں: ''اے پاکیزہ روح! یہاں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا کی طرف چلو''۔ پھر اس کی روح جسم سے ایسے آسانی کے ساتھ نکلتی ہے، جیسے مشکیزہ سے پانی نکلتا ہے۔ پھر فرشتہ اس روح کو وصول کرتا ہے۔ پھر جب وہ فرشتہ اس روح کو وصول کر لیتا ہے، تو دوسرے سارے فرشتے اس سے روح کو وصول کرتے ہیں۔ پھر اس کو جنت کے کفن میں لپیٹ دیتے ہیں اور اس کو جنت کی خوشبو سے معطر کرتے ہیں۔ اس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے کہ اس سے عمدہ خوشبو روئے زمین پر نہیں ہوتی۔ پھر وہ فرشتے اس روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ پھر جب بھی وہ فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں: ''یہ کیسی عمدہ خوشبو ہے!!''۔ تو لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں: ''یہ فلاں بن فلاں ہے''۔ اس کو بہت ہی عمدہ اور اچھے ناموں سے پکارتے ہیں، جس سے اس کو دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ پھر اس کو آسمان دنیا میں لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے فرشتے آسمان دنیا کو کھلواتے ہیں۔ تو ان کے لیے آسمان کھول دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اس روح کو لے کر یکے بعد دیگرے سب آسمانوں پر پہنچ جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے بندے کو علیین کی کتاب میں لکھ دو (یعنی شامل کر لو)، اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو، اس لیے کہ میں نے ان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے، اور اسی میں ہی اُن کو لوٹا دوں گا، اور اسی زمین سے ہی ان کو

دوبارہ پیدا کروں گا"۔ (جب اس کو دفن کر دیا جاتا ہے) تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں: "تیرا رب کون ہے؟"۔ وہ کہتا ہے: "میرا رب اللہ ہے"۔ پھر وہ دونوں فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: "تیرا دین کیا ہے؟"۔ وہ کہتا ہے: "میرا دین اسلام ہے"۔ پھر پوچھتے ہیں: "یہ آدمی جو تمھارے اندر (نبی کی حیثیت سے) کھڑا کیا گیا تھا (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ)، ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"۔ وہ کہتا ہے: "وہ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں"۔ وہ فرشتے کہتے ہیں: "تمہیں یہ بات کس نے بتلائی؟ (یعنی ان کے رسول ہونے کا علم کس ذریعہ سے ہوا؟)"۔ وہ کہتا ہے: "میں نے اللہ کی کتاب پڑھی (اس نے مجھے بتلایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں)، تو میں ایمان لایا، اور میں نے ان کی تصدیق کی"۔ (مؤمن بندہ فرشتوں کے مذکورہ بالا سوالات کے جب اس طرح ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیتا ہے) تو ایک ندا دینے والا آسمان سے ندا دیتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے اعلان کرایا جاتا ہے): "میرے بندے نے ٹھیک بات کہی، اور صحیح صحیح جوابات دیئے۔ لہٰذا اس کے لیے جنت کا فرش بچھادو، جنت کا اس کو لباس پہناؤ، اور جنت کی طرف اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو"۔ چنانچہ وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور اس سے جنت کی خوشگوار ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں، اور جنت میں اس کے لیے منتہائے نظر تک کشادگی کر دی جاتی ہے (یعنی پردے اس طرح اُٹھا دیئے جاتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جائے، وہ جنت کی بہاروں اور اس کے نظاروں سے لذت اور فرحت حاصل کرتا رہے)۔

پھر اس کے پاس خوب صورت شکل وصورت والا، عمدہ کپڑوں میں ملبوس اور عمدہ خوشبو والا ایک شخص آتا ہے، اس سے کہتا ہے: "میں تجھے ایسی بشارت دینے آیا ہوں جو تجھے خوش کر دے، یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا"۔ وہ اس آنے والے شخص سے کہتا ہے: "تم کون ہو؟ تیرا چہرہ وہ ہے جو خیر کی بات لایا ہے"۔ وہ شخص کہتا ہے: "میں تیرا نیک اور صالح عمل ہوں"۔ پھر وہ کہتا ہے: "اے میرے

رب! قیامت قائم کر، تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف لوٹ جاؤں"۔
اور کافر بندہ جب اس کو اس دنیا سے نکال کر آخرت میں لے جایا جاتا ہے، تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اترتے ہیں جن کے پاس سیاہ رنگ کا موٹا، کھردرا، اُون سے بنا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔ پھر وہ اِن کے سامنے حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آکر اس کے سر اوپر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: "اے خبیث روح! تو اللہ کے غصے اور ناراضگی کی طرف نکل جا"۔ یہ سن کر روح اس کے پورے جسم میں منتشر ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو اس کے جسم سے ایسے نکالا جاتا ہے جیسا کہ لوہے کی گرم سلاخ کو گیلی روئی سے نکالا جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ اس روح کو قبض کر لیتا ہے۔ پھر جب وہ روح کو قبض کر لیتا ہے، تو دوسرے فرشتے اس کو آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی وصول کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو سیاہ رنگ کے لباس میں بند کر دیتے ہیں۔ اس سے ایسی مردار کی بدبُو نکلتی ہے کہ ایسی روئے زمین پر نہیں ہے۔ پھر اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے۔ تو راستے میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی اُن کا گزر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں: "یہ کیسی خبیث اور بری روح ہے"۔ وہ لے جانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں: "یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے"۔ اس کو ایسے برے ناموں سے پکارتے ہیں جس کو اس کو دنیا میں پکارا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس کو آسمان دنیا کے پاس لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے دروازہ کھولنے کے لیے کہتے ہیں، مگر اس کے لیے آسمان دنیا کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

آیت 1:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ○ (الاعراف:۴۰)

ترجمہ: یقین جانو، جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔ اُن کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اُونٹ کا گزرنا۔ ہم اسی طرح مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس کو سب زمینوں سے نیچے سجین میں پھینک دو''۔ پھر اس کی روح کو وہاں پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

آیت2:۔ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ ○ (الحج:۳۱)

ترجمہ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اُس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اُس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

پھر اس کی رُوح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس کے پاس بھی دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھاتے ہیں، پھر وہ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟''۔ وہ (خدا ناشناس) کہتا ہے: ''ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا''۔ پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کیا تھا؟''۔ وہ (خدا ناشناس) کہتا ہے: ''ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا''۔ پھر فرشتے اس سے کہتے ہیں: ''یہ آدمی جو تمہارے اندر (بحیثیت نبی کے) مبعوث ہوا تھا، تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال تھا؟''۔ وہ (خدا ناشناس) پھر بھی کہتا ہے: ''ہائے ہائے! میں کچھ نہیں جانتا''۔ (اس سوال و جواب کے بعد) آسمان سے ایک ندا دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارتا ہے: ''اس نے جھوٹ کہا''۔ (یعنی اس نے فرشتوں کے سوالوں کے جواب میں اپنا بالکل انجان اور بے جُرم ہونا ظاہر کیا۔ یہ اس نے جھوٹ بولا، کیونکہ حقیقت میں وہ اللہ کی توحید کا، اس کے دین اسلام کا، اور اس کے رسولِ برحق ﷺ کا منکر تھا)۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی ندا کرے گا: ''اس کے لیے دوزخ کا فرش کرو، دوزخ کا لباس اس کو پہناؤ، اور اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو۔ (چنانچہ یہ سب کچھ کر دیا جائے گا)۔ (دوزخ کے اس دروازے سے) اس کو برابر دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹیں اور جلانے جھلسانے والی ہوائیں اس کے پاس آتی رہیں گی۔ اس کی قبر اس پر نہایت سخت کر دی جائے گی، جس کی وجہ سے (اتنا دباؤ پڑے گا کہ) اس کے سینے کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جائیں گی۔ پھر اس کے پاس نہایت بدصورت بہت

خراب اور برے کپڑوں میں ملبوس، اور بہت بُری بد بو والا شخص آئے گا اور اس سے کہے گا: "میں تیرے پاس ایسی خبر لایا ہوں جو تجھے غمگین کر دے گی۔ یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا"۔ وہ اس سے پوچھے گا: "تو کون ہے؟ جو تو ایسی بری خبر لایا ہے"۔ وہ کہے گا: "میں تیرا برا عمل ہوں"۔ اس پر وہ دعا کرے گا: "اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا"۔

حدیث 2:۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ قَالُوا: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، اخْرُجِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ، وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ". قَالَ: "فَلَا يَزَالُ يُقَالُ ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ: "مَنْ هَذَا؟" فَيُقَالُ: "فُلَانٌ". فَيَقُولُونَ: "مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، ادْخُلِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ". قَالَ: "فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءُ، قَالُوا: "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، اخْرُجِي ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ، وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٍ". فَلَا تَزَالُ تَخْرُجُ، ثُمَّ يُعْرَجَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ: "مَنْ هَذَا؟" فَيُقَالُ: "فُلَانٌ". فَيُقَالُ: "لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، ارْجِعِي ذَمِيمَةً، فَإِنَّهُ لَا يُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ". فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ، فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَيُقَالُ لَهُ: مِثْلُ مَا قِيلَ لَهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوءُ، فَيُقَالُ لَهُ مِثْلُ مَا قِيلَ لَهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد، رقم 8769؛ ابن ماجة رقم 4262، 4268؛ النسائي في "الكبرى" رقم 11442؛ ابن خزيمة في "التوحيد" 1/276-277؛ الطبري في

"التفسير" 77/18؛ الآجري في "الشريعة" ص 392؛ ابن منده في "الإيمان" رقم 1068؛ بنحوه النسائي في "المجتبى" 4/8-9؛ ابن حبان رقم 3014؛ الطبراني في "الأوسط" رقم 746؛ الحاكم 1/352-353، 353؛ أبو نعيم في "الحلية" 3/104-105؛ بنحوه مختصراً مسلم رقم 2872-75؛ ابن منده في "الإيمان" رقم 1069)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''فرشتے روح قبض کرنے کے لیے جب مرنے والے کے پاس آتے ہیں، تو نیک اور صالح ہونے کی صورت میں فرشتے کہتے ہیں: ''اے پاک روح! تو پاک جسم میں تھی۔ اب تُو جسم سے نکل آ۔ تو تعریف کے لائق ہے۔ اللہ کی رحمت سے خوش ہو جا۔ تیرے لیے جنت کی نعمتیں ہیں۔ تیرا رب تجھ سے راضی ہے''۔ فرشتے مرنے والے کو مسلسل ایسے ہی کہتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ روح جسم سے نکل آتی ہے۔ پھر جب روح نکل آتی ہے، تو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ آسمان کے دروازے اس کے لیے کھولے جاتے ہیں اور پوچھا جاتا ہے: ''یہ کون ہے؟''۔ فرشتے جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں آدمی ہے''۔ جواب میں کہا جاتا ہے: ''اس پاک روح کے لیے خوش آمدید ہے۔ (دنیا میں) یہ پاک جسم میں تھی۔ (اے پاک روح! آسمان کے دروازے میں) خوشی خوشی داخل ہو جا۔ تیرے لیے اللہ کی رحمت کی بشارت ہے۔ جنت کی نعمتوں سے خوش ہو جا، اور راضی ہونے والے رب (سے ملاقات) کی تجھے مبارک ہو''۔ ہر آسمان کے دروازے سے گزرتے ہوئے اسے مسلسل یہی خوشخبریاں دی جاتی ہیں، یہاں تک کہ وہ روح عرش تک پہنچ جاتی ہے۔

مرنے والا اگر برا آدمی ہو، تو فرشتے کہتے ہیں: ''اے خبیث روح! نکل (اس جسم سے) تو خبیث جسم میں تھی۔ نکل اس جسم سے ذلیل ہو کر، اور بشارت ہو! تجھے کھولتے پانی کی، پیپ کی اور بعض دوسرے عذابوں کی''۔ فرشتے روح نکلنے تک مسلسل یہی کہتے رہتے ہیں۔ پھر اسے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ آسمان کا دروازہ اس کے لیے نہیں کھولا جاتا۔ آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں: ''یہ کون ہے؟''۔ جواب میں کہا جاتا ہے: ''یہ فلاں شخص ہے''۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: ''اس خبیث روح

کے لیے جو خبیث جسم میں تھی، کوئی خوش آمدید نہیں۔ اسے ذلیل کرکے واپس بھیج دو۔ آسمان کے دروازے ایسی خبیث روح کے لیے نہیں کھولے جاتے"۔ فرشتے اسے آسمان سے ہی نیچے پھینک دیتے ہیں۔ وہ قبر میں لوٹ آتی ہے"۔

حدیث3:۔ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: فَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ. فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، قَالُوا: "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ! كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، وَاخْرُجِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ". فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ، ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ. فَيُقَالُ: "مَنْ هٰذَا؟". فَيُقَالُ: "فُلَانٌ". فَيُقَالُ: "مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، ادْخُلِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ". فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السَّوْءُ، قَالُوا: "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، اخْرُجِي مِنْهُ ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ "وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهٖ أَزْوَاجٌ". (ص:٥٨). فَمَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ، ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا. فَيُقَالُ: "مَنْ هٰذَا؟". فَيُقَالُ: "فُلَانٌ". فَيُقَالُ: "لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، ارْجِعِي ذَمِيمَةً، فَإِنَّهُ لَا يُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ". فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ. فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، فَيُقَالُ لَهُ... " وَيَرُدُّ مِثْلَ مَا فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ، سَوَاءً، وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوءُ، فَيُقَالُ لَهُ... وَيَرُدُّ مِثْلَ مَا فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ، سَوَاءً۔

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد ج٤٢ ص١٤، ١٥ رقم 25090؛ عن عائشة بنحوه مطولًا رقم 25089؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر" 30)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فرشتے روح قبض کرنے کے لیے جب مرنے والے کے پاس آتے ہیں، تو نیک اور صالح

ہونے کی صورت میں فرشتے کہتے ہیں: ''اے پاک روح! تو پاک جسم میں تھی، اب تُو جسم سے نکل آ۔ تُو تعریف کے لائق ہے۔ اللہ کی رحمت سے خوش ہو جا۔ تیرے لیے جنت کی نعمتیں ہیں، تیرا رب تجھ سے راضی ہے''۔ فرشتے مرنے والے کو مسلسل ایسے ہی کہتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ روح جسم سے نکل آتی ہے۔ پھر جب روح نکل آتی ہے تو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ آسمان کے دروازے اس کے لیے کھولے جاتے ہیں اور پوچھا جاتا ہے: ''یہ کون ہے؟''۔ فرشتے جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں آدمی ہے؟''۔ جواب میں کہا جاتا ہے: ''اس پاک روح کے لیے خوش آمدید ہے۔ (دنیا میں) یہ پاک جسم میں تھی۔ (اے روحِ پاک! آسمان کے دروازے میں) خوشی خوشی داخل ہو جا۔ تیرے لیے اللہ کی رحمت کی بشارت ہے۔ جنت کی نعمتوں سے خوش ہو جا اور راضی ہونے والے رب (سے ملاقات) کی تجھے مبارک ہو''۔ ہر آسمان کے دروازے سے گزرتے ہوئے اسے مسلسل یہی خوش خبریاں دی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ روح عرش تک پہنچ جاتی ہے۔

مرنے والا اگر برا آدمی ہو، تو فرشتے کہتے ہیں: ''اے خبیث روح! نکل (اس جسم سے)۔ تو خبیث جسم میں تھی۔ نکل اس جسم سے ذلیل ہو کر، اور بشارت ہو تجھے کھولتے پانی کی، پیپ کی اور بعض دوسرے عذابوں کی''۔

آیت 3: ۔ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ○ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ○ (ص: ۵۷، ۵۸)

ترجمہ: پس وہ مزہ چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو۔ اور اِسی قسم کی دوسری تلخیوں کا۔ (عذاب بھی ہوگا)

فرشتے روح نکلنے تک مسلسل یہی کہتے رہتے ہیں۔ پھر اسے آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ آسمان کا دروازہ اس کے لیے نہیں کھولا جاتا۔ آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں: ''یہ کون ہے؟''۔ جواب میں کہا جاتا ہے: ''یہ فلاں شخص ہے''۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: ''اس خبیث روح کے لیے جو خبیث جسم میں تھی، کوئی خوش آمدید نہیں۔ اسے ذلیل کر کے واپس بھیج دو''۔ آسمان کے دروازے ایسی خبیث روح کے لیے نہیں کھولے جاتے۔ چنانچہ فرشتے اسے آسمان سے ہی نیچے پھینک دیتے ہیں، اور

وہ قبر میں لوٹ آتی ہے"۔

پھر نیک آدمی کو سیدھا بٹھادیا جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے۔۔۔اور اس سے وہی سوال وجواب ہوتے ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ اور برے آدمی کو بٹھایا جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے۔۔۔اور اس سے وہی سوال وجواب ہوتے ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔

2.2:۔انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات قطعی امر ہے

1 اللہ تعالیٰ نے اپنی جان دار مخلوق کے لیے جو محکم اور اٹل فیصلہ فرمایا ہے، وہ یہ ہے:

آیت 4:۔كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ (آل عمران:۱۸۵)

ترجمہ ہر نفس موت چکھنے والا ہے۔

اس ضابطہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں، نہ پیغمبر اور نہ شہید، اور نہ کوئی اور۔ جلد یا دیر سے، ہر ایک پر موت وارد ہو کر رہے گی۔

تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر یہ گھڑی آ کر رہی، سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے، کہ وہ ابھی تک آسمان دوم پر زندہ ہیں اور قیامت کے قریب دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر صبح کے وقت نازل ہوں گے اور دجّال لعین کو قتل کریں گے۔ پھر چالیس (۴۰) سال تک زمین پر حکومت کریں گے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ میں ان کی وفات ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک میں دفن کیے جائیں گے۔

نوٹ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: أَزْهَارُ الْقَلَائِدِ فِيْ تَوْضِيْحِ الْعَقَائِدِ: عقائد اہلِ السنت والجماعت (3): علاماتِ قیامت: باب 6: نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

آیت 5:۔اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (الزمر:۳۰)

ترجمہ بیشک تجھے بھی مرنا ہے اور وہ بھی مر جائیں گے۔

دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے:

اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ (الانبیاء:۳۴)

ترجمہ پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں، تو کیا وہ رہ جائیں گے؟

ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی اس طرح ہے:

آیت 6:۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ (آل عمران: ۱۴۴)

ترجمہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، اُن سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں، تو تم لوگ اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا۔

ان تمام آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی ایک قطعی اور حتمی امر ہے جس کی ان آیات میں قبل از وقت خبر دی گئی اور کتبِ حدیث میں متعدد صحیح اور صریح روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ قُبِضَ النبی ﷺ اور تُوُفِّیَ رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام بخاری نے باب وَفَاتُ النبی ﷺ قائم کر کے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے (بخاری ج ۲ ص ۶۴۱ طبع قدیمی کتب، کراچی)

اسی وفات کے نتیجے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور دفن اور قبر وغیرہ کا انتظام ہوا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ہاتھوں سے لحد مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُتار کر دفن کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسلمین منتخب کیا گیا اور وہی نماز اور خطبہ پڑھاتے اور فصلِ خصومات کرتے رہے اور اہم معاملات میں لوگ انہی کی طرف رجوع کرتے رہے اور اسی طرح ان کے بعد دیگر خلفاء رضی اللہ عنہم کے وقت بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ یہ تمام امور اپنے مقام پر ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جو قرآن و حدیث اور اُمت مسلمہ کے اتفاق و اجماع سے ثابت ہے، جس کا کوئی شخص منکر نہیں ہے۔ (تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ. ص ۲۱۱ تا ۲۱۵)

2 چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قطعی اور صریح دلائل کی روشنی میں وفات آچکی ہے، اور یہ

بات سب کے نزدیک مسلّم ہے، اور نفسِ موت میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ہاں، اس کے بعد قبر اور برزخ میں دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات اور زندگی حاصل ہے، اور یہ برزخی حیات دائمی اور ہمیشہ کے لیے ہے۔ لہٰذا ایسی حیات کے تسلیم کرنے سے ہرگز شرک لازم نہیں آتا، جیسا کہ بعض کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے، کیونکہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر وفات آچکی ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آئے گی، اور "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کا اٹل فیصلہ ان کے حق میں بھی پورا ہو گا، اور جب ان کو حَيُّ الْقَيُّوم سے اس حیاتِ دائمہ کی صفت میں کوئی مماثلت ہی حاصل نہیں، تو پھر شرک کیسا؟ ہاں، اگر کوئی شخص ان کی کسی قسم کی وفات کا قائل نہ ہو، تو پھر یہ فتویٰ اس کی طرف رُخ پھیر سکتا ہے۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص ۲۳۰)

2.3:۔حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں احادیثِ مبارکہ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تمام اہل السنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں اور ان کی زندگی حضرات شہداء رحمۃ اللہ علیہم کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ (تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص ۲۱۹)

حدیث 4:۔حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ".

(صحیح: مسند أبي يعلى، ج ۶ ص ۱۴۷ رقم 3425؛ المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي، ج ۳ ص ۱۳۱ رقم 1239: رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالْبَزَّارُ، وَرِجَالُ أَبِي يَعْلَى ثِقَاتٌ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج ۸ ص ۲۱۱ رقم 13812)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَحْمُودٍ، ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الصَّبَّاحِ، ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي بُكَيْرٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، ثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَنْبِيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ".

(تاریخ أصبهان=أخبار أصبهان، ج ۲ ص ۴۴)

قَالَ: أنبأ أَبُو عَمْرِو بْنُ حَمْدَانَ، قَالَ: أنبأ أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ، ثنا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، ثنا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ".

(حياة الأنبياء صلوات الله عليهم بعد وفاتهم، للبيهقي، ص ۷۲)

حَدَّثنا رزق الله بن موسى، حَدَّثنا الحسن بن قتيبة، حَدَّثنا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَن الحَجَّاج يَعْنِي: الصَّوَّافَ، عَنْ ثابتٍ، عَن أَنَس، أَن رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم قَالَ: "الأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ".

وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُ رَوَاهُ عَنْ ثابتٍ، عَن أَنَس إلاَّ الْحَجَّاجُ ولاَ عَن الْحَجَّاجِ إلاَّ الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ ولاَ نعلمُ رَوَى الْحَجَّاجُ عَنْ ثابتٍ إلَّا هذا الحديث.

(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، ج ۱۳ ص ۲۹۹ رقم 6888)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ وَثَّابٍ النَّصِيبِيُّ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَاجِيَةَ الْبَغْدَادِيُّ، أبنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُدَّانِيُّ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ، ثنا الْمُسْتَنِيرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ".

(الفوائد لتمام الرازي، ج ۱ ص ۴۳ رقم 58)

حَدَّثَنَا قُسْطَنْطِينُ بْنُ عَبدِ اللهِ الرُّومِيُّ مَوْلَى الْمُعْتَمِدِ عَلَى اللهِ أمير المؤمنين، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، حَدَّثني الحسن بن قتيبة المدائني،

حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَنْبِيَاءُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ احياء فی قبورهم يصلون".

(الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۳ ص ۱۷۳ رقم الترجمہ 460)

وَقَدْ جَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيفًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ أَوْرَدَ فِيهِ حَدِيثَ أَنَسٍ: "الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ". أَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيقِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَهُوَ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحِ عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيدٍ وَقَدْ وَثَّقَهُ أَحْمد وبن حبان عَنِ الْحَجَّاجِ الْأَسود وَهُوَ بن أَبِي زِيَادٍ الْبَصْرِيّ. وَقد وَثَّقَهُ أَحْمد وبن مُعِينٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْهُ. وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا أَبُو يَعْلَى فِي مُسْنَدِهِ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ لَكِنْ وَقَعَ عِنْدَهُ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ وَهُوَ وَهْمٌ وَالصَّوَابُ الْحَجَّاجُ الْأَسْوَدُ كَمَا وَقَعَ التَّصْرِيحُ بِهِ فِي رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ وَصَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ. وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ الْحَسَنِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ المستلم وَكَذَلِكَ أخرجه الْبَزَّار وبن عَدِيٍّ وَالْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ ضَعِيفٌ. وَأَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَحَدِ فُقَهَاءِ الْكُوفَةِ عَنْ ثَابِتٍ بِلَفْظٍ آخَرَ قَالَ: "إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُونَ فِي قُبُورِهِمْ بَعْدَ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَلَكِنَّهُمْ يُصَلُّونَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ حَتَّى يُنْفَخَ فِي الصُّورِ". وَمُحَمَّدٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری. ج6ص487. المؤلف: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی. الناشر: دار المعرفة-بیروت، 1379)

حسن

أخرجه البزار (كشف 2340) عن رزق الله بن موسى البغدادي

وتمام في "الفوائد" (58) عن أحمد بن عبد الرحمن الحداني

وابن عدي (739/2) ومن طريقه البيهقي في "حياة الأنبياء" عن الحسن بن عرفة

قالوا: ثنا الحسن بن قتيبة المدائني، ثنا المستلم بن سعيد الثقفي، عن الحجاج بن الأسود، عن ثابت البناني، عن أنس به مرفوعاً.

واختلف فيه على الحسن بن قتيبة، فرواه محمد بن عبد الرحمن بن المفضل الحرّانی عنه ثنا حماد بن سلمة عن عبد العزيز عن أنس.

أخرجه البزار (كشف 2339)

وقال: "لا نعلم أحدا تابع الحسن بن قتيبة على روايته عن حماد".

قلت: والأول أصح، ومحمد بن عبد الرحمن لم أر من ترجمه.

وقال البزار بعد أن أخرجه من الطريق الأولى: "لا نعلم رواه عن ثابت عن أنس إلا الحجاج ولا عن الحجاج إلا المستلم، ولا نعلم روى الحجاج عن ثابت إلا هذا".

وقال ابن عدی: "الحسن بن قتيبة أرجو أنّه لا بأس به".

وتعقبه الذهبی فقال: قلت: بل هو هالك. قال الدارقطنی فی رواية البرقانی: متروك الحديث، وقال أبو حاتم: ضعيف، وقال الأزدی: واهی الحديث، وقال العقيلی: "كثير الوهم". الميزان 519/1

وقال البيهقی: "هذا حديث يعد فی أفراد الحسن بن قتيبة المدائنی".

قلت: لم ينفرد به بل تابعه يحيى بن أبی بكير الكرمانی ثنا المستلم بن سعيد به.

أخرجه أبو يعلى (3425) ومن طريقه البيهقی فی "حياة الأنبياء" عن أبی الجهم الأزرق بن علی.

وأبو نعيم فی "أخبار أصبهان" (83/2) عن عبد الله بن محمد بن يحيى بن أبی بكير. قالا: ثنا يحيى بن أبی بكير به.

قال الهيثمی: "رجاله ثقات" المجمع 211/8

وقال المناوی: "وهو حديث صحيح" الفيض 184/3

قلت: الحجاج بن الأسود ذكره الذهبی فی "الميزان" وقال: نكرة ما روى عنه فيما أعلم سوى مستلم بن سعيد فأتى بخبر منكر عن ثابت عن أنس فی "أن الأنبياء أحياء فی قبورهم يصلون" رواه البيهقی.

وتعقبه الحافظ فی "اللسان" فقال: وإنما هو حجاج بن أبی زياد الأسود يعرف بزق العسل وهو بصری كان ينزل القسامل روى عن ثابت وجابر بن زيد وأبی نضرة وجماعة وعنه جرير بن حازم وحماد بن سلمة وروح بن عبادة وآخرون. قال أحمد: ثقة ورجل صالح، وقال ابن معين: ثقة، وقال أبو حاتم: صالح الحديث، وذكره ابن

حبان في "الثقات": فقال: "حجاج بن أبي زياد الأسود من أهل البصرة كان ينزل القسامل".

قلت: والمستلم بن سعيد قال ابن معين والنسائي: ليس به بأس، وقال الذهبي في "الكاشف" والحافظ في "التقريب": صدوق فالإسناد حسن.

واختلف فيه على ثابت البناني في لفظه.

فرواه محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى عنه عن أنس رفعه "إن الأنبياء لا يتركون في قبورهم بعد أربعين ليلة، ولكنهم يصلون بين يدي الله عز وجل حتى ينفخ في الصور".

أخرجه البيهقي في "حياة الأنبياء" عن الحاكم ثنا أبو حامد أحمد بن علي الحسنوي ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحمصي ثنا أبو الربيع الزهراني ثنا إسماعيل بن طلحة بن يزيد عن ابن أبي ليلى به.

وإسناده ضعيف جداً، الحسنوي قال الخطيب: لم يكن بثقة، وقال الحاكم: غير محتج بحديثه، ومنهم من كذبه (اللسان 223/1)

وقد روي عن أنس قوله أخرجه البيهقي من طريق الحسين بن الحسن المروزي ثنا مؤمل ثنا عبيد الله بن أبي حميد الهذلي عن أبي المليح عن أنس قال: "الأنبياء في قبورهم أحياء يصلون".

وعبيد الله بن أبي حميد قال البخاري: ذاهب الحديث، وقال النسائي: متروك الحديث، وقال ابن معين وغيره: ضعيف الحديث.

(أنيس السّاري في تخريج وتحقيق الأحاديث التي ذكرها الحافظ ابن حجر العسقلاني ﷺ في فَتح البَاري، ج ۳ ص ۲۴۷۹ تا ۲۴۸۲ رقم الحديث 1689)

"الأنبياء صلوات الله عليهم أحياء في قبورهم يصلون".

أخرجه البزار في "مسنده" (256) وتمام الرازي في "الفوائد" (رقم 56 - نسختي) وعنه ابن عساكر في "تاريخ دمشق" (2/285/4) وابن عدي في "الكامل" (ق 2/90) والبيهقي في "حياة الأنبياء" (ص 3) من طريق الحسن بن قتيبة المدائني حدثنا المستلم بن سعيد الثقفي عن الحجاج بن الأسود عن ثابت البناني عن أنس مرفوعا به. وقال البيهقي: "يعد في أفراد الحسن بن قتيبة". وقال ابن عدي: "وله أحاديث

غرائب حسان وأرجو أنه لا بأس به". كذا قال ورده الذهبي بقوله: "قلت: بل هو هالك". قال الدارقطني في رواية البرقاني عنه: "متروك الحديث". وقال أبو حاتم: "ضعيف". وقال الأزدي: "واهي الحديث". وقال العقيلي: "كثير الوهم".

قلت: وأقره الحافظ في "اللسان". وبقية رجال الإسناد ثقات ليس فيهم من ينظر فيه غير الحجاج بن الأسود. فقد أورده الذهبي في "الميزان" وقال: "نكرة. ما روى عنه - فيما أعلم - سوى مستلم بن سعيد فأتى بخبر منكر عنه عن أنس في أن الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. رواه البيهقي". لكن تعقبه الحافظ في "اللسان". فقال عقبه: "وإنما هو حجاج بن أبي زياد الأسود يعرف بـ"زق العسل" وهو بصري كان ينزل القسامل. روى عن ثابت وجابر بن زيد وأبي نضرة وجماعة. وعنه جرير بن حازم وحماد بن سلمة وروح بن عبادة وآخرون. قال أحمد: ثقة، ورجل صالح. وقال ابن معين: ثقة. وقال أبو حاتم: صالح الحديث. وقال ابن معين: ثقة. وقال أبو حاتم: صالح الحديث وذكره ابن حبان في "الثقات" فقال: حجاج ابن أبي زياد الأسود من أهل البصرة ... وهو الذي يحدث عنه حماد بن سلمة فيقول: حدثني حجاج بن الأسود".

قلت: ويتلخص منه أن حجاجا هذا ثقة بلا خلاف وأن الذهبي توهم أنه غيره فلم يعرفه ولذلك استنكر حديثه. ويبدو أنه عرفه فيما بعد. فقد أخرج له الحاكم في "المستدرك" (332/4) حديثا آخر. فقال الذهبي في "تلخيصه": "قلت: حجاج ثقة". وكأنه لذلك لم يورده في كتابه "الضعفاء" ولا في "ذيله". والله أعلم.

وجملة القول: أن الحديث بهذا الإسناد ضعيف. وأن علته إنما هي من الحسن بن قتيبة المدائني ولكنه لم يتفرد به. خلافا لما سبق ذكره عن البيهقي. فقال أبو يعلى الموصلي في "مسنده" (ق 1/168) حدثنا أبو الجهم الأزرق بن علي حدثنا يحيى بن أبي بكير حدثنا المستلم بن سعيد به.

ومن طرق أبي يعلى أخرجه البيهقي قال: أخبرنا الثقة من أهل العلم قال: أنبأنا أبو عمرو بن حمدان قال: أنبأنا أبو يعلى الموصلي...

قلت: وهذا إسناد جيد رجاله كلهم ثقات غير الأزرق هذا قال الحافظ في "التقريب": "صدوق يغرب". ولم يتفرد به. فقد أخرجه أبو نعيم في "أخبار

أصبهان" (83/2) من طريق عبد الله بن إبراهيم بن الصباح عن عبد الله بن محمد بن يحيى بن أبي بكير حدثنا يحيى بن أبي بكير به. أورده في ترجمة ابن الصباح هذا، ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلا، وعبد الله بن محمد بن يحيى بن أبي بكير، فترجمه الخطيب (8/10) وقال: "سمع جده يحيى بن أبي بكير قاضي كرمان ... وكان ثقة". فهذه متابعة قوية للأزرق تدل على أنه قد حفظ ولم يغرب. وكأنه لذلك قال المناوي في "فيض القدير" بعد ما عزاه أصله لأبي يعلى :"وهو حديث صحيح". ولكنه لم يبين وجهه، وقد كفيناك مؤنته، والحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله.

هذا، وقد كنت برهة من الدهر أرى أن هذا الحديث ضعيف لظني أنه مما تفرد به ابن قتيبة - كما قال البيهقي - ولم أكن قد وقفت عليه في "مسند أبي يعلى" و"أخبار أصبهان". فلما وقفت على إسناده فيهما تبين لي أنه إسناد قوي وأن التفرد المذكور غير صحيح، ولذلك بادرت إلى إخراجه في هذا الكتاب تبرئة للذمة وأداء للأمانة العلمية ولو أن ذلك قد يفتح الطريق لجاهل أو حاقد إلى الطعن والغمز واللمز. فلست أبالي بذلك ما دمت أني أقوم بواجب ديني أرجو ثوابه من الله تعالى وحده. فإذا رأيت أيها القارىء الكريم في شيء من تآليفي خلاف هذا التحقيق، فأضرب عليه واعتمد هذا وعض عليه بالنواجذ فإني لا أظن أنه يتيسر لك الوقوف على مثله. والله ولي التوفيق.

ثم اعلم أن الحياة التي أثبتها هذا الحديث للأنبياء عليهم الصلاة والسلام، إنما هي حياة برزخية، ليست من حياة الدنيا في شيء، ولذلك وجب الإيمان بها دون ضرب الأمثال لها ومحاولة تكييفها وتشبيهها بما هو المعروف عندنا في حياة الدنيا. هذا هو الموقف الذي يجب أن يتخذه المؤمن في هذا الصدد: الإيمان بما جاء في الحديث دون الزيادة عليه بالأقيسة والآراء كما يفعل أهل البدع الذين وصل الأمر ببعضهم إلى ادعاء أن حياته صلى الله عليه وسلم في قبره حياة حقيقية! قال: يأكل ويشرب ويجامع نساءه!! . وإنما هي حياة برزخية لا يعلم حقيقتها إلا الله سبحانه وتعالى.

(سلسلة الأحاديث الصحيحة، ج ٢ ص ١٨٧ رقم الحديث 621)

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں''۔

حدیث5:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، عَنْ أَبِي صَخْرٍ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"۔

(حسن: سنن أبي داود، رقم 2041؛ مسند احمد رقم 10815؛ معجم اوسط رقم 3092؛ الدعوات الكبير رقم 178؛ سنن صغير بيهقي رقم 1769؛ سنن الكبرىٰ بيهقي رقم 10270؛ شعب الايمان رقم 1479؛ معرفة السنن والآثار رقم 10939؛ معجم ابن عساكر رقم 1132؛ إسحاق بن راهويه في "مسنده" رقم 526؛ "حياة الأنبياء بعد وفاتهم" رقم 15؛ القاضي عياض في "الشفا" 2/78-79؛ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ: فتح الباری ج٦ ص ٤٨٨؛ صححه النووي في "الأذكار": الأذكار للنووي رقم 334؛ جوّد إسناده الحافظ العراقي في "تخريج أحاديث الإحياء" رقم 965؛ مشكوٰة رقم 925)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں''۔

حدیث6:۔حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ"۔ فَقَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرِمْتَ؟"- يَعْنِي وَقَدْ بَلِيتَ۔ قَالَ: "إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ"۔

(صحيح: مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج٢٦ ص ٨٤ رقم 16162؛ أبو نعيم في "معرفة الصحابة" رقم 976؛ ابن أبي شيبة رقم 8697؛ ابن ماجه رقم 1085، 1636؛ ابن أبي عاصم

فی "الآحاد والمثانی" رقم1577؛ سنن الدارمی رقم1613؛ سنن ابن ؛أبو داود رقم 1047، 1531؛ سنن النسائی رقم1374؛ "سنن الکبری" نسائی رقم1666؛ إسماعیل بن إسحاق فی "فضل الصلاة علی النبی صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" رقم22؛ ابن خزیمة رقم1733، 1734؛ ابن حبان رقم910؛ الطبرانی فی "الکبیر" رقم589؛ مستدرک حاکم رقم1029، 8681؛ قال الحاکم: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. (التعلیق - من تلخیص الذهبی) - علی شرط البخاری ومسلم؛ الدعوات الکبیر بیهقی رقم525؛ سنن الکبریٰ بیہقی رقم5993؛ السنن الصغیر بیہقی رقم605؛ شعب الایمان رقم2768؛ حیاة الأنبیاء فی قبورهم رقم11؛ "فضائل الأوقات" بیهقی رقم275؛ مشکوٰۃ رقم1361؛ الصَّحِيحَة 1527)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تمھارے افضل ترین دنوں میں سے ایک جمعہ ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں نفخۂ اولیٰ ہوگا اور اسی میں نفخۂ ثانیہ ہوگا۔ سو تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کس طرح ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی ہو چکے ہوں گے؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے اجساد حرام کردیئے ہیں (یعنی زمین ان کو نہیں کھاتی)۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

وَقَالَ: "أَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ". فَقَالُوا: "كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ؛ وَقَدْ أَرِمْتَ أَيْ بَلِيتَ". قَالَ: إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ". فَأَخْبَرَ أَنَّهُ يَسْمَعُ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ مِنَ الْقَرِيبِ وَأَنَّهُ يَبْلُغُهُ ذٰلِكَ مِنَ الْبَعِيدِ.

(مجموع الفتاوی ج۲۶ ص۱۴۷؛ المنتخب من کتب شیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله ص۳۷۰)

لكِنْ إِذَا صَلَّى وَسَلَّمَ عَلَيْهِ مِنْ بَعِيدٍ بَلَغَ ذٰلِكَ، وَإِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ مِنْ قَرِيبٍ سَمِعَ هُوَ سَلَامَ الْمُسَلِّمِ عَلَيْهِ.

(منهاج السنة النبوية فی نقض کلام الشیعة القدرية ج ۲ ص ۴۴۳)

ترجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ پیغمبروں علیہم السلام کا جسم مبارک کھائے''۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں اور دُور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے۔

حدیث 7:۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ، إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا". قَالَ: قُلْتُ: "وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟". قَالَ: "وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ".

(صحیح: سنن ابن ماجہ رقم 1637؛ تهذيب الكمال 10/ 23؛ صحیح: مشکوٰۃ تحقیق الالبانی رقم 1366؛ رجاله ثقات : تهذيب التهذيب، ج ۳ ص ۳۹۸ رقم 730؛ رجاله ثقات: السراج المنير شرح الجامع الصغير، ج ۱ ص ۲۸۲؛ أَيْ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ نَقَلَهُ مِيرَكُ عَنِ الْمُنْذِرِيِّ وَلَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ: مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ۳ ص ۱۰۲۰؛ حسن لغيره: صَحِيحُ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ، ج ۲ ص ۲۹۶، ۲۹۷ رقم 1672 - 17؛ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه بِإِسْنَادٍ جيد: الترغيب والترهيب للمنذری رقم 2582)

ترجمہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ وہ دن حاضری کا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ پر کوئی شخص درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا

ہے، یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو"۔ میں نے عرض کیا: "وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا؟"۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔ وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسامِ طیبہ کو کھائے۔ سو اللہ کا نبی زندہ ہے، اس کو رزق ملتا ہے"۔

شبہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عبادہ بن نسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت مرسل ہے۔

قال البخاري زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسل.

(تهذيب التهذيب، ج ۳ ص ۳۹۸ رقم 730)

جواب اصولِ حدیث کے رُو سے صحیح اور جید کا ایک ہی درجہ ہے اور حدیث کے صحیح ہونے کے لیے اس کا اتصال بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے جن حضرات نے اس کو جید کہا ہے، گویا اُن کے نزدیک اس کا اتصال بھی ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت زید بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبادہ بن نسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حضرت سعید بن ابی ہلال رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں۔

زيد بن أيمن. روى عن عبادة بن نسي. وعنه سعيد بن أبي هلال وذكره ابن حبان في الثقات روى له ابن ماجة حديثا واحدا في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم. (تهذيب التهذيب، ج ۳ ص ۳۹۸ رقم 730)

اسی طرح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت عبادہ بن نسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے براہِ راست روایت کرتے ہیں۔

عبادة بن نسي الكندي أبو عمرو الشامي الأردني قاضي طبرية روى عن أوس بن أوس الثقفي وشداد بن أوس وعبادة بن الصامت وأبي الدرداء وعبد الرحمن بن غنم وخباب بن الأرت والأسود بن ثعلبة وأبي بن عمارة وله صحبة وجنادة بن أبي أمية و كعب بن عجرة وغيرهم وعنه برد بن سنان والمغيرة بن زياد الموصلي وعبد الرحمن بن زياد بن أنعم وأيوب بن قطن وحاتم بن نصر والحسن بن ذكوان وعتبة بن

حميد ومنير بن الزبير وعبد العزيز بن يحيى الأردني وعتبة بن أبي حكيم ورجاء بن أبي سلمة وزيد بن أيمن وسعيد بن أبي هلال وغيرهم. (تهذيب التهذيب،ج۵ص ۱۱۳رقم 193)۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات نے اس حدیث کے مرسل اور منقطع تسلیم کرنے میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ نہیں دیا ہے اور حق جمہور ہی کے ساتھ ہے۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص ۳۲۰)

حدیث8:۔حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ، يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ"۔

(إسناده صحيح على شرط مسلم: مسند احمد رقم 3666، 4210، 4320؛ نسائی رقم 1282؛ سنن الکبریٰ نسائی رقم 1205، 1206، 9811، 11932؛ عمل اليوم والليلة للنسائي رقم 66؛ مصنف ابن شیبہ رقم 31721؛ المسند الشاشی رقم 825، 826؛ ابن حبان رقم 914؛ ابن المبارك في "الزهد" رقم 1028؛ عبد الرزاق رقم 3116؛ الدارمی رقم 2816؛ إسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" رقم 21؛ البزار رقم 845 (زوائد)؛ رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد رقم 14250؛ الطبراني في "الكبير" رقم 10528، 10529، 10530؛ الحاكم في "المستدرك" رقم 3576: صححه الحاكم، ووافقه الذهبي؛ أبو نعيم في "الحلية" 4/200-201؛ "أخبار أصبهان" 2/205؛ البغوي في "شرح السنة" رقم 687؛ البيهقي في "الشعب" (1582)، والخطيب في "تاريخ بغداد" 9/104؛ أبو يعلى رقم 5213؛ مشكوٰة رقم 524؛ صَحِيحُ الْجَامِعِ: 2174؛ الصَّحِيحَة: 2853)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں“۔

حدیث9:۔قَالَ أَبُو الشَّيْخِ فِي كتاب الصَّلَاة على النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

حَدثنَا عبد الرَّحمٰن بن أحمد الْأَعْرَج حَدثنَا الْحسن بن الصَّبَّاح حَدثنَا أَبُو مُعَاوِيَة، حَدثنَا الْأَعْمَش، عَن أبي صَالح عَن أبي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: "من صلى على عِنْد قَبْرِي سمعته وَمن صلى عَليّ من بعيد أعلمته".

وَهٰذَا الحَدِيث غَرِيب جدا.

(جلاء الأفهام فی فضل الصلاۃ علی محمد خیر الأنام، ص ۵۴)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا، تو مَیں اُسے خود سنتا ہوں، اور جس نے مجھ پر دُور سے درود شریف پڑھا، تو وہ مجھے (بواسطہ فرشتوں کے) بتلایا جاتا ہے‘‘۔

تحقیق

1 حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

اس حدیث کے جملہ راوی ثقہ اور معروف ہیں۔ محدثین رحمہم اللہ کی خاصی جماعت اس حدیث کو صحیح مانتی اور کہتی ہے۔

(تَسْکِیْنُ الصُّدُوْرِ فِی تَحْقِیْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰی فِی الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ، ص ۳۲۸)

2 حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الثَّوَابِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ بِلَفْظِ: "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ".

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ٦ ص ۴۸۸)

ترجمہ حضرت ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثواب میں اس حدیث کو جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

3 علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وعنه أيضاً رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من صلى على عند قبری سمعته ومن صلى على من بعيد أعلمته".

أخرجه أبو الشيخ فی الثواب له من طريق أبی معاوية عن الأعمش عن

أبي صالح عنه ومن طريقه الديلمي وقال ابن القيم أنه غريب قلت: وسنده جيد كما أفاده شيخنا.

(القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ، ص ۱۶۰)

ترجمہ حضرت ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثواب میں اس حدیث کو أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اسی طریق سے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی سند جید ہے جیسا کہ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

4 علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد جاء أنه صلى الله عليه وسلم يسمع الصلاة والسلام ممن يصلي ويسلم عليه عند قبره الشريف خاصة. ومن كان بعيدًا عنه يبلغه ومما ورد في ذلك ما رواه أبو الشيخ الحافظ في كتاب "الثواب" له بسند جيد كما قال شيخنا رحمه الله عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي من بعيد أعلمته".

(الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية، ج ۳ ص ۹۲۹)

ترجمہ روایات میں وارد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا درود و سلام سنتے ہیں جو قبر شریف کے پاس قریب ہی درود و سلام پڑھتا ہے۔ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور درود و سلام پڑھتا ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے۔ اس بارے میں وہ حدیث وارد ہے جو ابوالشیخ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''الثواب'' میں جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا، تو مَیں اُسے خود سنتا ہوں، اور جس نے مجھ پر دُور سے درود شریف پڑھا، تو وہ مجھے (بواسطہ فرشتوں کے) بتلایا (پہنچایا) جاتا ہے''۔

5 حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی سند جید ہے''۔

قَالَ مِيرَكُ نَقْلًا عَنِ الشَّيْخِ: "وَرَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ، وَابْنُ حِبَّانَ فِي كِتَابِ: ثَوَابِ الْأَعْمَالِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ".

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۲ص۷۴۹)

6 حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی سند جید ہے''۔

(فتح الملہم ج۱ص۳۳۰)

7 حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

ان اکابر محدثین رحمہم اللہ کے (جن میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں، جن کی تقریب اور تہذیب التہذیب پر آج رواۃ (راویوں) کی توثیق وتضعیف کا مدار ہے) بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت جید اور صحیح ہے۔ ان دونوں لفظوں میں کوئی خاص اصولی فرق نہیں ہے۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِي تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص۳۲۸)

8 حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[حَدِيثٌ] "مَنْ صَلّٰى عليّ عند قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا وَكَّلَ اللهُ بِهَا مَلَكًا يُبَلِّغُنِي، وَكُفِيَ أَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ، وَكُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا". (خط) مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا يَصِح. فِيهِ مُحَمَّد بن مَرْوَان وَهُوَ السدي الصَّغِير، وَقَالَ العقيلي لَا أصل لهٰذَا الحَدِيث. (تعقب) بِأَن الْبَيْهَقِيّ أخرجه فِي الشّعب من هٰذَا الطَّرِيق، وتابع السّدي عَن الْأَعْمَش فِيهِ أَبُو مُعَاوِيَة. أخرجه أَبُو الشَّيْخ فِي الثَّوَاب. (قلت) وَسَنَده جيد كَمَا نَقله السخاوي عَن شَيْخه الْحَافِظ ابْن حجر وَالله أعلم، وَله شَوَاهِد من حَدِيث ابْن مَسْعُود وَابْن عَبَّاس وَأبي هُرَيْرَة. أخرجهَا الْبَيْهَقِيّ، وَمن حَدِيث أبي بكر الصّديق أخرجه الديلمي. وَمن حَدِيث عمار أخرجه الْعقيلِيّ من طَرِيق عَليّ بن قَاسم الْكِنْدِيّ. وَقَالَ: عَليّ بن الْقَاسِم شيعي فِيهِ نظر. لَا يُتَابع على حَدِيثه انْتهى. وَفِي لِسَان الْمِيزَان أَن ابْن حبَان ذكر على ابْن الْقَاسِم فِي الثِّقَات، وَقد تَابعه عبد الرَّحْمٰن بن صَالح وَقبيصَة بن عقبَة. أخرجهَا

الطَّبَرَانِی

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ص۳۳۵رقم 21)

ترجمہ حدیث: جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا، تو میں خود سنتا ہوں، اور جس نے دُور سے پڑھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فرشتہ مقرر کیا ہے، جو مجھے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے کام پورے کرتا ہے، اور میں اس کے حق میں گواہ اور شفیع ہوں گا۔ (خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے)۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ (عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر گرفت کی گئی ہے کہ) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں اس طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ حضرت ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے میں سدی رحمۃ اللہ علیہ کا متابع ہے۔ اس کی تخریج امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثواب میں کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی سند جید ہے، جیسا کہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے شواہد موجود ہیں، جن کی تخریج امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی شاہد ہے، جس کی تخریج امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی شاہد ہے، جس کی تخریج علی بن قاسم الکندی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ راوی شیعہ ہے، اس میں کلام ہے اور اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی گئی، مگر لسان المیزان میں ہے کہ حضرت امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ کو ثقات میں لکھا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبیصہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے دو متابع موجود ہیں۔ ان دونوں کی روایات کی تخریج امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

فائدہ حضرت امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے یہ حدیث جید اور صحیح ہے۔ حضرت محدثین کرام

رحمہم اللہ اس کو جید قرار دیتے ہیں اور اس کے کئی شواہد بھی بیان کرتے ہیں اور اس عبارت میں اس کی تصریح بھی موجود ہے کہ جن حضرات کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ اس حدیث کے بیان کرنے میں صرف سدی صغیر رحمۃ اللہ علیہ ہی متفرد ہے، ان کی رائے درست نہیں ہے، کیونکہ حضرت ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ جوالحافظ اور ثبت ہیں، اس کے متابع ہیں۔

9 حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ وجدت لِمحمد بن مَرْوَان مُتَابعًا عَلَى الْأَعْمَش. أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخ فِي الثَّوَاب، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰن بْن أَحْمَد الْأَعْرَج حَدَّثَنَا الْحَسَن بْن الصَّبَاح حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَة عَنِ الْأَعْمَش بِه.

(اللآلیء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة، ج۱ص۲۵۸، ۲۵۹)

ترجمہ پھر میں نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے میں محمد بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کا متابع پایا ہے، اور وہ حضرت ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اس کی تخریج امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثواب میں یوں کی ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰن بْن أَحْمَد الْأَعْرَج حَدَّثَنَا الْحَسَن بْن الصَّبَاح، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَة، عَنِ الْأَعْمَش بِه.

فائدہ اس سے بھی صراحۃً یہ بات ثابت ہوگئی کہ حدیث کی صحت کا مدار حضرت ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہے، نہ کہ محمد بن مروان السدی الصغیر رحمۃ اللہ علیہ پر۔ اسی سند کو حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ کا جم غفیر بسند جید سے تعبیر کرتا ہے۔ اس حدیث کے مفہوم پر اُمت کا اتفاق واجماع اور آج تک تعامل ہے۔ حدیث "ید اللہ علی الجماعة" بھی اسی کی تائید کرتی ہے اور مشہور ہے کہ زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ، ص۳۲۸، ۳۲۹۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع چہاردہم، فروری ۲۰۰۹ء)

حدیث 10 :۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي صَخْرٍ، أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ

مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ: "يَا مُحَمَّدُ، لَأُجِيبَنَّهُ".

(صحیح: مسند أبي يعلى، ج١١ص٤٦٢رقم6584؛ قُلْتُ: هُوَ فِي الصَّحِيحِ بِاخْتِصَارٍ. رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ: مجمع الزوائد، ج٨ص٢١١رقم13813)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یقیناً حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام امام، منصف، اور عادل حاکم ہوکر نازل ہوں گے، پھر وہ صلیب کو یقیناً توڑیں گے اور خنزیر کو بھی قتل کریں گے۔ وہ یقیناً لوگوں کے آپس کے معاملات درست کردیں گے اور وہ ضرور مال پیش کریں گے، تو کوئی اس کو نہ لے گا۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر کہیں گے: ''اے محمد!''، تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا''۔

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اختصار کے ساتھ صحیح (بخاری ج١ ص ٤٩٠ طبع قدیمی کراچی) میں ہے۔ اس کو محدث ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

حدیث 11:۔أَخْبَرَنِي أَبُو الطَّيِّبِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْحِيرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا، وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ".

يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: "أَيْ بَنِي أَخِي! إِنْ رَأَيْتُمُوهُ فَقُولُوا: أَبُو هُرَيْرَةَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ".

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهٰذِهِ السِّيَاقَةِ.

[التعليق - من تلخيص الذهبي] - صحيح

(المستدرک علی الصحیحین، ج۲ ص۶۵۱ رقم 4162)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام منصف حاکم اور امامِ عادل ہو کر یقیناً نازل ہوں گے۔ وہ یقیناً فج (جگہ کا نام ہے) کے راستے پر حج، یا عمرہ، یا ان دونوں کی نیت کرتے ہوئے جائیں گے۔ بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے۔ میں یقیناً اُن کے سلام کا جواب دوں گا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو فرمایا: ''اے بھتیجو! اگر تم لوگوں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے تو تم عرض کرنا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کو سلام عرض کرتے تھے''۔

فائدہ اس صحیح روایت سے بھی معلوم ہوا کہ قبر کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا درود و سلام کا سماع متحقق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا بھی ثابت ہے اور اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص ۳۴۰)

حدیث 12:۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ: "لَقِيتُ مُوسٰى". قَالَ: فَنَعَتَهُ "فَإِذَا رَجُلٌ" - حَسِبْتُهُ قَالَ - "مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ". قَالَ: "وَلَقِيتُ عِيسٰى"، فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: - "رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ - يَعْنِي الْحَمَّامَ - وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ". الحديث.

(بخاری رقم 3437، 3394 ؛ مسلم رقم 272 – 168 ؛ مسند أحمد، رقم 7789، 10647، 10830؛ "مصنف عبد الرزاق" 329/5 ضمن الحديث رقم 9719؛ الترمذی رقم 3130؛ الطبری فی "تفسیرہ" 15/14-15؛ أبو عوانة 129/1، 324/5؛ ابن حبان رقم

51؛ابن مندہ فی "الإیمان" رقم 728؛ البیہقی فی "الدلائل" 387/2)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شب معراج میں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا: ''پس وہ لمبے اور کھلے بالوں والے جوان تھے، ایسے جیسے کہ قبیلۂ شنوءَہ کے مرد ہوتے ہیں''۔ پھر فرمایا: ''اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان فرمایا: ''وہ چوڑے جسم کے سرخ رنگ کے تھے، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی غسل خانے سے نکل کر آئے ہیں''۔ ''اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں''۔

حدیث 13: ۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَيْتُ عِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ، فَأَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوسٰى، فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ"۔ (بخاری رقم 3438)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(شب معراج میں) مَیں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ، پر گوشت جسم اور چوڑے سینے والے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ اور موزوں ساخت والے تھے، وہ ایسے تھے جیسے (سوڈان) کے طویل القامت زُط ہوتے ہیں''۔

حدیث 14: ۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:.....

وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسٰى قَائِمٌ يُصَلِّي، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ، جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَإِذَا عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي، أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ، وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي، أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ - يَعْنِي نَفْسَهُ - فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ: "يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ". (مسلم رقم 278-172)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "۔۔۔میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا۔ پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں۔ وہ گونگریالے بالوں والے تھے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں۔ اور پھر اچانک دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ شکل وشباہت میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کی طرح تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں۔ وہ تمھارے ساتھی یعنی میرے ساتھ بہت زیادہ مشابہ تھے۔ پس اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا، تو میں نے ان کو نماز پڑھائی۔ پھر جب میں نماز سے فارغ ہوا، تو کسی نے کہا: "اے محمد! یہ جہنم کے داروغے حضرت مالک علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجیے۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا، تو انھوں نے سلام کرنے میں پہل کر لی"۔

حدیث 15:۔حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَتَيْتُ - وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ: مَرَرْتُ - عَلَى مُوسٰى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ".

(مسلم رقم 164 - 2375، 165 - 2375؛ مسند احمد رقم 12210، 12504، 13593، 20597، 23094؛ مصنف عبد الرزاق رقم 6727؛ مصنف ابن ابی شیبہ رقم 36575؛ نسائی رقم 1631، 1632، 1633، 1634، 1635؛ ابن حبان رقم 49، 50)

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جو سرخ رنگ کے ٹیلے کے

پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے“۔

حدیث16 :۔حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى، قَالَ: نا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ". قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ وَنُحَدِّثُ لَكُمْ، وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللهَ عَلَيْهِ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللهَ لَكُمْ".

(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، ج٥ ص٣٠٨، ٣٠٩ رقم الحدیث1925؛ بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، ج٢ ص٨٨٤ رقم953: رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج٩ ص٢٤ رقم14250؛ الطبقات الكبرى، ج٢ ص١٤٩، ١٥٠: عن بكر بن عبد الله المزني مرسلا؛ جمع الجوامع المعروف بـ"الجامع الكبير"، ج٤ ص٦٤٢، ٦٤٣ رقم218/13595)

أخبرنا محمدٌ: حدثنا يحيى: حدثنا يحيى بنُ خذامٍ في مسجدِ الجامعِ بالبصرةِ في سنةِ خمسينَ ومئتينِ: حدثنا محمدُ بنُ عبدِاللهِ بنِ زيادٍ أبوسلمةَ الأنصاريُّ: حدثنا مالكُ بنُ دينارٍ، عن أنسِ بنِ مالكٍ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: "حياتي خيرٌ لكم - ثلاثَ مراتٍ - ووفاتي خيرٌ لكم"، ثلاثَ مراتٍ، فسكتَ القومُ، فقالَ عمرُ بنُ الخطابِ: "بأبي أنتَ وأمي، كيفَ يكونُ هذا؟ قلتَ: حياتي خيرٌ لكم ثلاثَ مراتٍ، ثم قلتَ: موتي خيرٌ لكم ثلاثَ مراتٍ". قالَ: "حياتي خيرٌ لكم: ينزلُ عليَّ الوحيُّ من السماءِ فأُخبرُكم بما يَحِلُّ لكم وما يَحْرُمُ عليكم، وموتي خيرٌ لكم: تُعْرَضُ عليَّ أعمالُكم كلَّ خميسٍ، فما كانَ من حسنٍ حمدتُ اللهَ عليهِ، وما كانَ من ذنبٍ استوهبتُ لكم ذُنوبَكم".

(المخلصيات وأجزاء أخرى لأبي طاهر المخلص، ج٣ ص٧٢٣ رقم2412-(257))

تخریج

1 حَدِيث قَالَ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم "حَيَاتِي خير لكم وموتى خير لكم. أما حَيَاتِي فأسن لكم السّنَن وأشرع لكم الشَّرَائِع. وَأما موتِي فَإِن أَعمالكُم تعرض عَليّ فَمَا رَأَيْت مِنْهَا حسنا حمدت الله عَلَيْهِ، وَمَا رَأَيْت مِنْهَا سَيِّئًا استغفرت الله تَعَالَى لكم".

أخرجه الْبَزَّار من حَدِيث عبد الله بن مَسْعُود وَرِجَاله رجال الصَّحِيح، إِلَّا أَن عبد الْمجِيد بن عبد الْعَزِيز بن أبي دَاوُد. وَإِن أخرج لَهُ مُسلم وَوَثَّقَهُ ابْن معِين وَالنَّسَائِيّ فقد ضعفه كَثِيرُونَ. وَرَوَاهُ الْحَارِث ابْن أبي أُسَامَة فِي مُسْنده من حَدِيث أنس بِنَحْوِهِ بِإِسْنَاد ضَعِيف.

(المغنى عن حمل الأسفار فى الأسفار، فى تخريج ما فى الإحياء من الأخبار (مطبوع بهامش إحياء علوم الدين)، ص ۱۴۹۵. المؤلف: أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن أبى بكر بن إبراهيم العراقى رحمه الله (المتوفى: ۸۰۶ھ). الناشر: دار ابن حزم، بيروت-لبنان. الطبعة: الأولى ۱۴۲۶ھ)

2 حديث: "حياتى خير لكم، وموتى خير لكم". الحديث 56/1.

ابن أبي أسامة فى مسنده من حديث بكر بن عبد الله المزنى، والبزار من حديث ابن مسعود بسند صحيح.

(مناهل الصفا فى تخريج أحاديث الشفا، ص ۳۱ رقم ۸. المؤلف: عبد الرحمن بن أبى بكر، جلال الدين السيوطى رحمه الله (المتوفى: ۹۱۱ھ). المحقق: الشيخ سمير القاضي. الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية - دار الجنان للنشر والتوزيع. الطبعة: الأولى ۱۴۰۸ھ)

3 3770/1587- "حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ، وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ". الحارث عن أنس

قال فى الكبير: قال الحافظ العراق فى المغنى: إسناده ضعيف أي: وذلك لأن فيه خراش بن عبد الله ساقط عدم، وما أتى به غير أبي سعيد العدوى الكذاب، وقال ابن حبان: لا يحل كتب حديثه إلا للاعتبار،

ثم ساق له أخبارًا هذا منها، ورواه البزار باللفظ المزبور من حديث ابن مسعود. قال الحافظ العراقى: ورجاله رجال الصحيح إلا أن عبد المجيد بن أبي رواد -وإن خرج له مسلم ووثقه ابن معين والنسائى- ضعفه بعضهم اهـ. فاعجب للمصنف كيف عدل العزو لرواية مجمع على ضعف سندها وأهمل طريق البزار مع كون رجاله رجال الصحيح، ووقع له -أعنى المؤلف- فى تخريج الشفاء أنه عزا الحديث للحارث من حديث بكر بن عبد الله المزنى وللبزار وأطلق تصحيحه وليس الأمر كما ذكر.

قلت: فى هذا أمور:

الأول: هذا الحديث وإن عزاه أيضًا السخاوى فى القول البديع إلى الحارث بن أبى أسامة من حديث أنس، فإن الحافظ نور الدين الهيثمى لم يذكره فى زوائد الحارث إلا من حديث بكر بن عبد الله المزنى كما سأذكره، فلعل من عزاه إليه وهم فى قوله: من حديث أنس، نعم ذكر الحافظ المذكور فى خطبة زوائد الحارث أن النسخة التى وقعت إليه فيها نقص، فيجوز أن يكون الحديث خرج فى القدر الذى ضاع من نسخته.

الثانى: على فرض أنه روى حديث أنس، فإنه لم يروه من طريق خراش لأن خراشًا بَيِّنُ الأمر مكشوف الحال، ومن عزاه للحارث لم يذكر أنه من رواية خراش، وإنما الشارح رتب أحاديث الميزان على حروف المعجم، ورأى هذا الحديث فى ترجمة خراش منه فألصق ذلك بسند الحارث تهورًا وافتراء على عادته. فإن الحديث روى عن أنس بسند نظيف من غير طريق خراش، قال أبو طاهر المخلص:

حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد ثنا يحيى بن خزام بالبصرة ثنا محمد بن عبد الله بن زياد أبو سلمة الأنصارى ثنا مالك بن دينار عن أنس به، وأبو سلمة الأنصارى ضعيف.

الثالث: أن حديث ابن مسعود ليس أوله حرف الحاء بل أوله حرف همزة. قال البزار [308/5، رقم 1925]:

حدثنا يوسف بن موسى ثنا عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد عن أبيه عن سفيان عن عبد الله بن السائب، عن زاذان، عن عبد الله رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن لله ملائكة سياحين يبلغون عن أمتي السلام". قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "حياتي خير لكم تحدثون ويحدث لكم، ومماتي خير لكم تعرض على أعمالكم، فما رأيته من خير حمدت الله عليه وما رأيت من شر استغفرت لكم".

قال البزار: لا نعلمه يروى عن عبد الله إلا بهذا الإسناد.

الرابع: أن ما ذكر المصنف في تخريج أحاديث الشفاء ورده الشارح هو الصواب، فإن الحارث رواه من مرسل بكر بن عبد الله المزني. فقال: حدثنا الحسن بن قتيبة ثنا جسر بن فرقد عن بكر بن عبد الله المزني به.

ورواه عنه أيضًا ابن سعد كما سيذكره المصنف بعد هذا. فقال ابن سعد [2/ 149]: أخبرنا يونس بن محمد المؤدب ثنا حماد بن زيد عن غالب عن بكر بن عبد الله المزني.

وفي الباب أيضًا عن أبي جعفر محمد بن علي أخرجه الطوسي في أماليه مطولا، وقد ذكرته في تخريجي لأحاديث الشفاء.

(المداوي لعلل الجامع الصغير وشرحي المناوي، ج ۳ ص ۲۵،۴ ۲۶، رقم 1587/ 3770)

4 حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت بسند صحیح ہے۔ (الخصائص الکبریٰ، ج ۲ ص ۴۹۱)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند جید ہے

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، ج ۷ ص ۳۷۳؛ ج ۱۲ ص ۷۵)

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند جید ہے

(فہرست عقیدۃ الاسلام ص ۱۱)

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند جید ہے۔ (فتح الملہم ج ا ص ۴۱۳)
(تَسکِیْنُ الصُّدُوْرِ فِیْ تَحْقِیْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰی فِی الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص ۲۳۵)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں، اور میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں''۔

''میری زندگی تمھارے لیے بہتر ہے کہ تم (مشکل مسئلے) بیان کرو گے اور (میری طرف سے) ان کی حقیقت بیان کر دی جائے گی۔ میری موت بھی تمھارے لیے بہتر ہوگی۔ تمھارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے، سو جو اچھے ہوں گے، میں ان پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا، اور جو برے ہوں گے، میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگوں گا''۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ عرض اعمال (صرف اجمالی ہے) جس طرح کہ چیزوں کے نام فرشتوں پر پیش کیے گئے تھے، اس سے علمِ محیط مراد نہیں ہے۔ (پھر آگے فرمایا) سو اس کی دلیل یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ تیرے بعد ان بدعتیوں نے کیا کیا بدعات گھڑی ہیں۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمال پیش ہوتے رہے''۔

(فہرست عقیدۃ الاسلام ص ۱۱)
(تَسکِیْنُ الصُّدُوْرِ فِیْ تَحْقِیْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰی فِی الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص ۲۳۵)

2.4:۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از وفات اور اکابر علمائے دیوبند رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان

1 حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ متفقہ طور پر علماء دیوبند کی ترجمانی کرتے ہوئے اجماعی عقیدہ بیان فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک

میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات (زندگی) دنیا کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، اور برزخی نہیں، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ: "أنباه الأذكياء بحيوة الانبياء" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے، کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے، الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اسی معنی کے برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا، بے مثل۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے، اس کا نام "آبِ حیات" یعنی ماء الحیات ہے۔

(اَلْمُهَنَّدُ عَلَى الْمُفَنَّدِ (یعنی عقائد علماء اہل السنت دیوبند) ص ۳۰، ۳۱۔ المؤلف: حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۶ھ)۔ مکتبۃ الحرمین، اردو بازار، لاہور۔ ۱۴۳۲ھ)

یہ عبارت رسالہ "المهند على المفند" سے ماخوذ ہے یہ رسالہ علمائے حرمین شریفین کے ان چھبیس (۲۶) اعتقادی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ جو اتفاقی اور اجماعی عقیدے کہلاتے ہیں جسے سرخیل علماء محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت مرتب کیا، جب برطانیہ میں ایک خاص مصلحت کے پیش نظر مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اکابر علمائے دیوبند کی خالص علمی اور دقیق عبارتوں میں قطع و برید کر کے اسلامی ممالک کے علماء اور علی الخصوص علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کر کے ان سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا، لیکن جب علماء حرمین کو اصل حقیقت معلوم ہوئی اور خانصاب کی مجرمانہ کاروائی کا پتہ چلا، تو انہوں نے چھبیس سوالات مرتب کر کے حضرات علماء دیوبند کی طرف بھیجے کہ آپ حضرات کا ان مسائل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ان کو صاف لکھیے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے۔ تو حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جوابات لکھے، اور ۱۸ شوال

۱۳۲۵ھ میں ان کو مکمل کر کے اپنی جماعت کے تیئس (23) بزرگوں (جن میں خصوصیت سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا میر احمد حسن صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ قابل ذکر ہیں) کی تصدیقات لکھوا کر علماء حرمین اور دیگر ممالک اسلامیہ کو بھیجیں۔ وہ حضرات ان کے تسلی بخش جوابات دیکھ کر مطمئن ہو گئے اور خان صاحب کے الزامات پر محو حیرت ہو کر انگشت بدندان رہ گئے۔

اس طرح یہ جواب علماء دیوبند کا اجماعی جواب ہے۔

2 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کے ابدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالمِ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جائے، بلا واسطہ سنتے ہیں۔ یہی جمہور محدثین رحمہم اللہ اور متکلمین اہل السنت والجماعت رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند رحمہم اللہ کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیاتِ انبیاء پر "آبِ حیات" کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں، ان کا رسالہ "المهند على المفند" بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لیے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے، اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ والله يقول الحق، وهو يهدى السبيل.

1 حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی ۵
2 حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک
3 حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ، سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ، بہاولپور
4 حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ، ٹنڈوالہ یار سندھ
5 حضرت مولانا شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ، صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان
6 حضرت مولانا محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، لاہور
7 حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور
8 حضرت مولانا رسول خان رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور
9 حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم، دار العلوم، کراچی
10 حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ، امیر نظام العلماء، وامیر خدام الدین، لاہور

(ماہنامہ پیام مشرق لاہور، جلد ۳، شمارہ ۴، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ/ستمبر ۱۹۶۰ء؛ تَسْكِينُ الصُّدُورِ فِي تَحْقِيقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُورِ، ص ۳۷۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع چہاردہم، فروری ۲۰۰۹ء)

2.5:۔ اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ اور عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام

1 حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ) محشی بخاری

والأحسن أن يقال إن حياته ﷺ لا يتعقبها موت، بل يستمر حياً، والأنبياء أحياء في قبورهم۔ (حاشیہ بخاری جلد ۱ ص ۵۱۷ طبع قدیمی، کراچی)

ترجمہ بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی، بلکہ دوامی حیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے، اور باقی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

2 حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ)

''انبیاء علیہم السلام کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے''۔ (لطائف قاسمیہ ص ۴)

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

میں انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں، پر حسب ہدایت "كل نفس ذائقة الموت" اور "انك ميت و انهم ميتون" تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے اور اس ظاہری صورت کی وجہ سے ان کا قبروں میں مستور ہو جانا بمنزلہ چلہ کشی یا پردہ نشینی یا گوشہ نشینی سمجھا جائے گا، لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی زیر پردہ موت ظاہر بینوں کی نظر سے مستور ہے۔ مثل امت کے ان کے موت میں زوال نہیں ہے۔

(لطائف قاسمیہ ص ۳، ۴)

اور دلیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) اور دلیل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کا حسب سابق صحیح وسالم رہنا اور تغیر ارضی سے بالکل محفوظ رہنا۔

(۲) اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نکاح کا حرام ہونا۔

(۳) اور ان کے اموال میں میراث کا جاری نہ ہونا۔

امور ثلاثہ میں ہر امر حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام پر شاہد عدل ہے اور اس امر کی صریح دلیل ہے کہ ارواح طیبہ کا اجسام مبارکہ سے تعلق منقطع نہیں، بلکہ موت کے بعد بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنے بدن سے اسی قسم کا تعلق ہے جس قسم کا پہلے تھا۔

(آب حیات، ص ۴۳۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ)۔ الناشر: ادارۂ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان، ۱۴۳۸ھ)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، پر اطراف وجوانب سے سمٹ آتی ہے اور اسی لئے حیات جسمانی کو بہ نسبت سابق اسی طرح قوت ہو جاتی ہے، جیسے ظرف مذکور کے رکھ دینے کے بعد چراغ کے شعلہ میں نورانیت بڑھ جاتی ہے۔

(جمال قاسمی ص ۱۱)

3 حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۳ھ)

۱ قبر کے پاس ۔۔۔۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳۴۔ المؤلف: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۳ھ)۔ الناشر: ادارۂ اسلامیات، لاہور، ۱۴۱۲ھ)

۲ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ ”وَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُرْزَقُ“۔

(ہدایۃ الشیعۃ منضم تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ، ص۵۶۱۔ المؤلف: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۳ھ)۔ الناشر: ادارۂ اسلامیات، لاہور، ۱۴۱۲ھ)

4 حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۶ھ)

أن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کما أن الأنبیاء علیہم السلام أحیاء فی قبورھم.

(بذل المجھود فی حل سنن أبی داود، باب التشھد، ج ۴ ص ۵۰۶)

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں، جس طرح کہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

ایک اور کتاب میں آپؒ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے۔ مسجد نبوی کی حد میں میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

5 حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۳ھ)

أن کثیرًا من الأعمال قد ثبتت فی القبور کالأذان والإقامۃ عند الدارمی، وقراءۃ القرآن عند الترمذی، والحج عند البخاری.

(فیض الباری علی صحیح البخاری، ج۱ ص ۲۶۷۔ طبع بیروت)

ترجمہ قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے، جیسے اذان واقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں، اور قراءتِ قرآن کا ثبوت ترمذی کی روایت میں، اور حج کا ثبوت بخاری

کی روایت میں ہے۔

غور کیجئے قبر میں اذان واقامت کا ثبوت اسی طرح قراءت قرآن کا ثبوت حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر واضح دلیل ہے۔

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ روح کا لوٹانا حیات کے منافی ہے، حالانکہ رَدِّ روح حیات کو ثابت کرتا ہے، کیونکہ روح زندہ کی طرف لوٹائی جاتی ہے، نہ کہ جماد کی طرف، جیسا کہ لیلۃ التعریس کی حدیث میں ہے۔ (جب سب حضرات سو گئے تھے اور سورج چڑھنے کے بعد بیدار ہوئے اور اس میں رَدِّ روح کا ذکر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۸۳)۔ اور انبیاء احیاء سے حضرات انبیاء کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ کہ فقط ارواح (یعنی وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں)۔

(تحیۃ الاسلام ص ۳۵، ۳۶۔ طبع مدینہ پریس، بجنور، یوپی، انڈیا)

6 حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں، کذا فی المواھب۔ اور یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذّذ کے لئے ہے۔ اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ پکارنا جائز ہے۔

(نشر الطیب ص ۲۱۱ طبع جدید برقی پریس دہلی)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا، اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے۔ (نشر الطیب ص ۲۱۰)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں''۔

(التکشف ص ۴۴۶)

حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر حیات الانبیاء علیہم السلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے، بلکہ حضور ﷺ خود یعنی جسد مع ملبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث بھی نص ہے: ''ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق'' کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو رزق پہنچتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

(الحبور ص ۱۴۹ مطبع انوار احمدی آلہ اباد)

اور پھر آگے حیات برزخیہ کے مراتب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تیسرا درجہ جو سب سے قوی ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخیہ کا ہے کہ وہ شہید کی حیات سے بھی زیادہ قوی ہوتی ہے چنانچہ اس کا ایک اثر تو محسوس ہے اور وہ وہی ہے جو شہید کے لئے ہے کہ ان کے جسم مبارک کو زمین نہیں کھاسکتی۔ حدیث میں ہے:

''حرم اللہ اجساد الانبیاء علی الارض'' اور دوسرا اثر محسوس تو نہیں، مگر منصوص ہے، اور وہ حرمت نکاح ازواج انبیاء علیہم السلام ہے، کہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بعد ان کے وصال کے کسی امتی کو نکاح جائز نہیں۔ نیز انبیاء علیہم السلام کی میراث ورثہ میں تقسیم نہیں ہوتی۔ ''نحن معاشر الانبیاء لانورث ماتر کنا صدقة' انبیاء علیہم السلام کا تمام ترکہ صدقہ ہوتا ہے، یہ باتیں شہید کے لئے شریعت نے مشروع نہیں کیں۔ تو اگر چہ شریعت نے اس کا کوئی خاص راز بیان نہیں بیان کیا، مگر علماء محققین یہ کہتے ہیں: اس کا راز قوت حیات الانبیاء علیہم السلام ہے کہ حیات مانع ہے، ان دونوں امر سے، اور گو ازواج نبی رضی اللہ عنہن سے بعد وفات نبی ﷺ کے نکاح کا حرام ہونا تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں منقول نہیں ہوا۔

صرف حضور ﷺ کے لئے یہ خصوصیت قرآن مین ذکر کی گئی ہے۔ مگر علماء نے میراث پر قیاس کر کے اس حکم کو بھی عام جملہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے لئے سمجھے ہیں اور میراث کا تقسیم ہونا حدیث سے جملہ انبیاء علیہم السلام کے لئے عام طور پر معلوم ہو چکا

ہے۔توان امتیازات سے حیات برزخیہ انبیاء علیہم السلام کا شہداء اور عوام مؤمنین سے اقوی ہونا ثابت ہوا۔ بہر حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔(اشرف الجواب حصہ دوم ص ۲۳۷، ۲۳۸، طبع ملتان)

ایک اور مقام پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں۔اس لئے زیارت کرنے والے کو یہ نہ کہنا چاہئے کہ میں نے قبر کی زیارت کی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں''۔

7 حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۹ھ)

''نصوص صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں جیسا کہ مناسب موقع پر اس کا ذکر ہوگا۔ان شاء اللہ''۔(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۵)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''ان النبی ﷺ حی کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ''۔

(فتح الملهم، باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ، ج ۳ ص ۴۱۹)

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ بات ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

8 شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۷۷ھ)

۱ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سے وجوہ سے اس سے قوی تر۔

(مکتوبات شیخ الاسلام مکتوب نمبر ۴۴، جلد ۱ ص ۱۲۰ طبع مکتبہ دینیہ، دیوبند)

۲ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وہ (وہابی) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ (علماء دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔

(نقش حیات ج ۱ ص ۱۲۰۔ طبع: عزیز پبلی کیشنز، لاہور)

9 حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۴ھ)

تمام اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز وعبادات میں مشغول ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ برزخی حیات اگر چہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔ اس لیے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مؤمنین بلکہ ارواحِ کفار کو بھی حاصل ہے۔

(حیات نبوی ص ۲)

10 حضرت مولانا ابوالعتیق عبدالہادی محمد صدیق صاحب نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ

"محدثین کرام رحمہم اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے"۔

(انوار المحمود شرح ابوداؤد ج ۱ ص ۶۱۰)

11 حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا درجہ ایسا ہے، جیسا کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔ اسی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن کا وہ حال نہیں، جو عام شوہروں کی وفات پر ان کی ازواج کا ہوتا ہے۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳۔ المؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)۔ الناشر: ادارۃ المعارف، کراچی ۱۴۳۳ھ)

12 حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند (المتوفی ۱۴۰۳ھ)

دوسرا سوال یہ کیا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد مٹی میں مل گئے ہیں۔ یہ بھی بالکل جھوٹ اور افتراء پردازی ہے۔ یہ نجدیوں کا عقیدہ ہے۔ اور شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین کا ہے۔ جن کو (وہابی) کہا جاتا ہے علمائے

دیو بند رحمہ اللہ اس عقیدے سے بری ہیں۔
علماء دیو بند رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث صحیح میں فرمایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو زمین کے اُوپر حرام قرار دیا گیا ہے، مٹی ان کو نہیں کھا سکتی۔ تو یہ کہنا کہ مٹی میں مل کے مٹی ہو گئے، بالکل جھوٹ ہے اور علماء دیو بند پر جھوٹ نہیں، بلکہ حدیث پر جھوٹ لگانا ہے جو حدیث میں فرمایا گیا ہے، وہی عقیدہ علماء دیو بند رحمہ اللہ کا ہے۔ اور علماء صرف یہی نہیں کہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مٹی میں بالکل صحیح وسالم محفوظ ہے۔ اور محفوظ رہے گا بلکہ علماء دیو بند کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اسی طرح سے جسم کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح سے جسم کے ساتھ دنیا میں تھے، اس میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ فقط یہ نہیں کہ بدن محفوظ ہے، بلکہ بدن میں وہی حیات محفوظ ہے، جو حیات دنیا کے اندر محفوظ تھی۔ اسی طرح سے آپ حی اور زندہ ہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج۱۰ ص ۳۸۹/ ۳۹۰، افادات علم وحکمت)
اور آگے فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ونبی اللہ حی یرزق'' اللہ کا نبی زندہ ہے اور اس کو رزق دیا جارہا ہے۔ تو کھانے پینے کے لئے رزق عطاء کیا جارہا ہے۔ اب جیسا وہاں کا عالم ہے، رزق بھی ویسا ہی ہوگا اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ پلاؤ، زردہ اور گیہوں کی روٹی ہو، جیسے روح پاک اور جسم پاک لطیف ہے۔ تو لطیف ترین غذائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کی گئی ہیں وہ پہنچتی ہیں۔ اس طرح سے حدیث پاک میں فرمایا گیا:
انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ تو حیات کے لئے دو چیزیں علامت ہوتی ہیں: ایک خوردونوش وہ بھی حدیث سے ثابت ہے اور ایک حرکت، وہ بھی حدیث سے ثابت ہے، بلکہ اعلیٰ ترین حرکت ''حرکت عباداتی'' ثابت ہے۔ غرض حیات آج بھی ثابت ہے۔ البتہ یہ ہے کہ اس کے آثار وافعال کو روک دیا گیا ہے کہ وہ جو دعوت وتبلیغ کے لئے جاتے تھے وہ روک دیا گیا اور یہ بالکل ایسا ہے جیسے ایک روشن چراغ ہو یا روشن بتی یا قمقمہ ہو، آپ اسے ہنڈیا میں بند کر دیں تو اس کی روشنی میں کوئی فرق نہیں آیا، مگر جو اس کی کرنیں ہیں، وہ عام سے منقطع ہو گئیں وہ جو

چاندنا پھیل رہا تھا، وہ ایک ہنڈیا میں چلا گیا۔ تو حضور ﷺ قبر مبارک میں تشریف لے گئے حیات اور روشنی اور فیضان کی وہی نوعیت ہے۔ جو اس عالم میں تھی، مگر اب عالم قبر میں محدود کر دی گئی اور اس عالم سے منقطع کر دی گئی، مگر اس کے باوجود ہم اس کے قائل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں تشریف نہیں لاتے، لیکن روحانی فیض جاری ہے۔ یہ جو ہمارا اور آپ کا ایمان سنبھلا ہوا ہے، یہ اسی فیض سے تو سنبھلا ہوا ہے۔ اگر حضور ﷺ کی ادھر توجہ نہ ہو، تو ایمان باقی نہیں رہ سکتا۔ اصل مؤمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ آپ ﷺ کے طفیل میں اور لوگ مؤمن ہیں۔ آپ ﷺ کے ایمان کا پرتو پڑ گیا، جو ہم مؤمن کہلانے لگے، ورنہ اصل مؤمن آپ ﷺ ہیں۔ وہ جو ایمانی فیض ہے، وہ برابر جاری ہے۔ غرض یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے (العیاذ باللہ)۔ یہ نجدیوں کا عقیدہ ہے، ہمارا عقیدہ نہیں۔ ہمیں زبردستی اور خواہ مخواہ وہابی اور نجدی بنا دیا۔ یہ فقط اشتغال انگیزی ہے اور یہ محض اس لئے کہ چونکہ ہم بدعات کا رد کرتے ہیں، تو اس کے جواب میں نجدیوں اور وہابیوں سے نسبت نامہ جوڑ دیا، حالانکہ کہاں نجدی و وہابی اور کہاں دیوبندی۔؟

غرض نجدیوں کا عقیدہ ہے کہ مٹی میں مل گئے ہم اس کا رد کرتے ہیں کہ یہ غلط عقیدہ ہے انبیاء علیہم السلام اسی طرح سے زندہ ہیں جس طرح اس دنیا میں زندہ تھے۔

(خطبات حکیم الاسلام جلد ۱۰ ص ۳۹۰، ۳۹۱)

13 حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۷ھ)

”اللہ کے خاص حکم سے پیغمبروں (علیہم السلام) کے اجسام ان کی وفات کے بعد قبروں میں جوں کے توں محفوظ رہتے ہیں، زمین ان پر اپنا عام طبعی عمل نہیں کر سکتی، یعنی جس طرح دنیا میں خاص تدبیروں اور دواؤں سے موت کے بعد بھی اجسام کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص قدرت اور خاص حکم سے پیغمبروں کی وفات کے بعد ان کے جسموں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبروں میں محفوظ کر دیا ہے، اور وہاں ان کو ایک خاص قسم کی حیات حاصل رہے گی (جو اس عالم کے قوانین کے مطابق

ہوگی)۔اس لئے درود کے پہنچنے اور پیش کئے جانے کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔

(معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۳۰۔المؤلف: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۴۱۷ھ)۔ دارالاشاعت اردو بازار، کراچی۔تاریخ طبع: اپریل ۲۰۰۷ء)

۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی قبر مبارک میں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی منور قبور میں زندہ ہونا جمہور امت کے مسلمات میں سے ہے، اگرچہ حیات کی نوعیت میں اختلاف ہے، اور روایات اور خواص امت کے تجربات سے یہ بھی ثابت ہے کہ جو امتی قبر پر حاضر ہوکر سلام عرض کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں بعد وفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر حاضر ہونا اور سلام عرض کرنا ایک طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے اور بالمشافہ سلام کا شرف حاصل کرنے ہی کی ایک صورت ہے، اور بلاشبہ ایسی سعادت ہے کہ اہل ایمان ہر قیمت پر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

(معارف الحدیث ج ۴ ص ۵۸ ۴۔المؤلف: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۴۱۷ھ)۔ دارالاشاعت اردو بازار، کراچی۔تاریخ طبع: اپریل ۲۰۰۷ء)

۳ حدیث: ''مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی'' کے تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علاوہ ازیں انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے، اگرچہ اس حیات کی نوعیت کے بارے میں علماء امت کی آراء مختلف ہیں، لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے۔اس لیے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد اطہر روح سے خالی رہتا ہے، اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے۔اس بنا پر اکثر شارحین نے ''ردِّ رُوح'' کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی وجلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے (اور یہ بات بالکل قرینِ قیاس

ہے)۔ پھر جب کوئی اُمتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہِ راست آپ ﷺ تک پہنچتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ ﷺ کی روح اس طرف بھی متوجہ ہوتی ہے، اور آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ بس اس روحانی توجہ والتفات کو "ردّ رُوح" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

(معارف الحدیث ج۵ ص۲۳۸، ۲۳۹۔ المؤلف: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۷ھ)۔ دارالاشاعت اردو بازار، کراچی۔ تاریخ طبع: اپریل ۲۰۰۷ھ)

۴ "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ" کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ کو صرف وہی درود وسلام پہنچتا ہے، جو کوئی دُور سے بھیجے، لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچا دے، اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوۃ وسلام عرض کریں، تو آپ ﷺ اس کو بنفسِ نفیس سنتے ہیں، اور ہر ایک کو جواب بھی عنایت فرماتے ہیں"۔

(معارف الحدیث ج۵ ص۲۳۹۔ المؤلف: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۷ھ)۔ دارالاشاعت اردو بازار، کراچی۔ تاریخ طبع: اپریل ۲۰۰۷ھ)

14 حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ)

۱. میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضۂ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے قوی تر ہے، جو لوگ اس مسئلے کا انکار کرتے ہیں، ان کا اکابر علمائے دیوبند اور اساطینِ اُمت کی تصریحات کے مطابق علمائے دیوبند سے تعلق نہیں ہے، اور میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں، ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل (اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن) ج۱ ص۳۰۵۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ)۔ الناشر: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸۔ سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی، ۲۰۱۳ء)

۲ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ آنحضرت ﷺ روضۂ اطہر میں حیات ہیں اور ہر زائر کے سلام کو سماعت فرماتے، اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ اس لئے وہاں جا کر خطاب کرنا نہ صرف جائز بلکہ احسن ہے''۔

(اختلاف اُمت اور صراطِ مستقیم ج ۱ ص ۶۱۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد یوسف لُدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ)۔ الناشر: مکتبہ لُدھیانوی، ۱۸۔ سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی، ۲۰۰۹ء)

15 حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۹ھ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن میں فرماتے ہیں:

۱ البتہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے سماع کا مسئلہ متفق علیہ ہے۔ اُمت کے تمام فرقے اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ نبی ﷺ سنتے ہیں۔

صحیح حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

من صلی علیّ عند قبری سمعته ومن صلی علیّ نائیًا أبلغته۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری قبر کے قریب صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے، میں اس کو خود سنتا ہوں، اور جو دور سے پڑھتا ہے تو فرشتے اسے پہنچا دیتے ہیں''۔

۲ آج سے تقریبًا چھیاسی سال پہلے اہل بدعت کے پیشوا مولوی احمد رضا خان نے علماء حق رحمہم اللہ کے متعلق جب کفر کا فتویٰ دیا تھا تو مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''المہند'' مرتب کیا تھا، جس میں انہوں نے چھبیس (۲۶) مسائل بیان کئے تھے۔ جو بریلویوں کے فتویٰ کا جواب تھا۔ اس پر علما دیوبند رحمہم اللہ کے علاوہ مصر اور شام وغیرہ کے مستند علماء رحمہم اللہ کے دستخط بھی موجود ہیں۔ ان مسائل میں حیات النبی ﷺ کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ علماء دیوبند رحمہم اللہ قائل ہیں کہ: ''انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور جو صلوٰۃ وسلام قریب سے پڑھا جائے اس کو سنتے ہیں''۔

(تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن جلد ۱۴ ص ۸۴۶ تا ۸۴۶۔ المؤلف: مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۹ھ)۔ مرتب: لعل دین۔ الناشر: مکتبہ دُروس القرآن، فاروق گنج، گوجرانوالہ، ۱۴۳۰ھ)

۳ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: "ممکن ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ نکاح کی ممانعت اس وجہ سے ہو:

"أَنَّ النَّبِيَّ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ"

ترجمہ اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہے۔

یہ زندگی محض روحانی زندگی نہیں، کیونکہ روح تو ابوجہل کی بھی زندہ ہے، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کمال درجے کی زندگی ہے۔ اس برزخی زندگی کے متعلق سلف کے دو مسلک ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک علیین میں ہے، تو اس کا تعلق قبر کے ساتھ بھی ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته۔

ترجمہ جو شخص میری قبر پر آکر درود پڑھے گا، تو میں اس کو سنتا ہوں، اور جو دور سے پڑھے تو وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف علماء اس حدیث کو ضعیف بتاتے ہیں، حالانکہ یہ حدیث سات سندوں سے آئی ہے جن میں بعض ضعیف بھی ہیں یعنی ان میں مروان سدی صغیر رحمۃ اللہ علیہ ضعیف راوی ہے، مگر امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس کی سند میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔ یہ حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں بھی نقل کی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات الانبیاء کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ معراج کے واقعہ والی روایت بھی حیات النبی کی تصدیق کرتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رأيت موسى يصلي في قبره قائما" میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ کھڑے ہونا جسم کی صفت ہے، نہ کہ روح کی۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو روح اور جسم کے ساتھ زندہ مشاہدہ کیا۔ آپ یہ پڑھتے ہیں کہ قبر کو محض ایک گڑھا نہ سمجھو بلکہ مؤمن کی قبر تا حد نگاہ وسیع ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

"میرے منبر اور حجرے کے درمیان والا خطہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ

ہے"۔

ظاہر ہے کہ قبر کسی کے لیے جنت کا باغ بن جاتی ہے اور کس کے لئے جہنم کا گڑھا۔ اس لیے بعض علماء نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے نکاح کی ممانعت کی یہ وجہ بھی بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ یہ مسلک صرف مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بزرگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ خاص طور پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تو آپ سے سو سال پہلے گزرے ہیں۔ امام ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تو چھٹی صدی کے مفسر ہیں، انہوں نے بھی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے نکاح کی حرمت کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

(تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن جلد ۱۵ ص ۳۴۱ تا ۳۴۳۔ المؤلف: مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۹ھ)۔ مرتب: لعل دین۔ الناشر: مکتبہ دروس القرآن، فاروق گنج، گوجرانوالہ ۱۴۱۵ھ)

16 حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)

1 تمام اہل السنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں اور ان کی زندگی حضرات شہداء رحمۃ اللہ علیہم کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔

(تَسكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ، ص ۲۱۹۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع چہاردہم، فروری ۲۰۰۹ء)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو قطعی ہے، اس کا انکار نہیں ہے، لیکن وفات کے بعد احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر اجماعِ اُمت ہے کہ:

حدیث:۔ فَتُعَادُ رُوحُهٗ فِي جَسَدِهٖ۔

ترجمہ مرنے والے کی رُوح لوٹائی جاتی ہے جسم میں۔

قبر میں جس وقت دفن کرتے ہیں، روح کا تعلق بدن کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ گو نیک لوگوں کی ارواح کا مستقر اور ٹھکانا علیین ہے اور بد لوگوں کا مستقر اور ٹھکانا سجین ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کا بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے جسم میں حیات ہوتی ہے۔ پھر ہر ایک کی حیات اس کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ قبروں میں سب سے اعلیٰ حیات انبیاء کرام علیہم السلام کی ہے، پھر صدیقین رحمۃ اللہ علیہم، پھر شہداء رحمۃ اللہ علیہم، اور پھر عامۃ المسلمین رحمۃ اللہ علیہم کی ہے۔ حتیٰ کہ کافروں کو بھی قبر، برزخ میں حیات حاصل ہے اور اگر قبر میں حیات نہیں ہے، تو پھر عذاب، ثواب کس کو ہے؟۔

باقی یہ کہنا کہ ہم قبر کو کھود کر دیکھتے ہیں، ہمیں تو کچھ نظر نہیں آتا۔ بھئی! تمہیں کیا نظر آئے گا؟ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مرنے کی دیر ہے، سب کچھ نظر آئے گا۔ فرشتے کہیں گے:

آیت 7:۔ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ (الاعراف:۳۷)

ترجمہ　　کہاں گئے وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے پکارتے تھے؟

یہ کہیں گے:

آیت 8:۔ ضَلُّوْا عَنَّا (الاعراف:۳۷)

ترجمہ　　وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں۔

یہ مرتے وقت جو فرشتے ان کے ساتھ باتیں کرتے ہیں، اور وہ فرشتوں کو جواب دیتے ہیں، کیا اس کا ہمیں پتہ چلتا ہے؟ کیا ہم سُن رہے ہوتے ہیں؟ یا پھر قرآن کا انکار کرو۔ حالانکہ قرآن پاک میں تصریح ہے کہ مرتے وقت فرشتے مرنے والے کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ یہ گفتگو نہ حکیم سنتا ہے، نہ ڈاکٹر، نہ والد، نہ والدہ۔ جب ہم اس زندگی میں اُن کی باتیں نہیں سن سکتے، تو قبر میں منکر نکیر کی باتیں کیسے سن سکتے ہیں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

''مومن کے لیے جو فرشتے قبر میں آتے ہیں ان کا نام مبشر بشیر ہے۔ عام گنہگاروں کے لیے جو آتے ہیں ان کا نام منکر نکیر ہے''۔

یہ سب کچھ حق ہے۔ موت بھی حق ہے اور قبر کی حیات بھی حق ہے۔ کسی بات کا کسی کے ساتھ تعارض نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی وفات قطعاً اور یقیناً ہوئی ہے۔ پھر قبر میں، برزخ میں جو حیات ملی ہے، وہ سب سے اعلیٰ ہے۔ پھر پیغمبروں علیہم السلام کی حیات ہے، پھر صدیقین رحمہم اللہ اور پھر شہداء رحمہم اللہ کی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

آیت 9:۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۵۴)

ترجمہ اور نہ کہو اُن لوگوں کو مردہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے گئے ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم شعور نہیں رکھتے۔

بعض لوگ اس کی غلط تاویل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے روح کی حیات مراد ہے، یعنی روح زندہ ہے یا اس سے مراد جسمِ مثالی ہے، یعنی ہمارے جسم کی فوٹو سٹیٹ۔ جسم مثالی کو یوں سمجھو جیسے ہم خواب میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اس میں اصل کو علم ہی نہیں ہوتا۔ رات کو خواب میں جس سے تمھاری ملاقات ہوئی ہے، صبح کو اس سے پوچھو کہ رات تیری میری ملاقات ہوئی ہے۔ وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ ملاقات جسمِ مثالی کے ساتھ ہوئی ہے۔ تو وہ لوگ تاویل کرتے ہیں کہ حیات روح کی ہے یا جسدِ مثالی کی حیات ہے۔ لیکن قرآن ان کی تاویل کو ردّ کرتا ہے۔ قرآن پاک میں لفظ ہیں:

آیت 10:۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ (البقرۃ:۱۵۴)

ترجمہ ان کو مردہ نہ کہو جو اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے ہیں۔

تو قتل نہ روح کو کیا جاتا ہے، نہ جسدِ مثالی کو قتل کیا جاتا ہے۔ قتل تو جسدِ عنصری ہوتا ہے، اور جو قتل ہوتا ہے اس کو مردہ نہیں کہنا، وہ زندہ ہے مگر وہ زندگی ہمارے شعور سے بالاتر ہے۔ ہم ان کی زندگی دیکھنا یا سمجھنا چاہیں، تو نہ نظر آئے گی، نہ سمجھ آئے گی۔

(ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن، ج۱۷، ص ۲۵۴ تا ۲۵۶۔ افادات: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ مرتب: مولانا محمد نواز بلوچ۔ الناشر: لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن، ۲۰۱۴ء، گوجرانوالہ، ۱۴۳۵ھ)

باب 3

عقیدہ سماع موتیٰ

3.1: سماع موتیٰ کے بارے میں اکابر علماء رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال

1 علامہ آلوسی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ)

وذهبت طوائف من أهل العلم إلى سماعهم في الجملة.

وقال ابن عبد البر: إن الأكثرين على ذلك وهو اختيار ابن جرير والطبري وكذا ذكر ابن قتيبة وغيره واحتجوا بما في الصحيحين عن أنس عن أبي طلحة رضي الله تعالى عنهما قال: "لما كان يوم بدر وظهر عليهم- يعني مشركي قريش- رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر ببضعة وعشرين رجلا وفي رواية أربع وعشرين رجلا من صناديد قريش فألقوا في طوى أي بئر من أطواء بدر وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم ناداهم يا أبا جهل بن هشام، يا أمية بن خلف يا عتبة بن ربيعة أليس قد وجدتم ما وعد ربكم حقا فإني قد وجدت ما وعد ربي حقا؛ فقال عمر رضي الله تعالى عنه: يا رسول الله ما تكلم من أجساد لا أرواح لها فقال: "والذي نفس محمد بيده ما أنتم بأسمع لما أقول منهم"، زاد في رواية لمسلم عن أنس: "ولكنهم لا يقدرون أن يجيبوا". (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج۱۱ ص۵۵)

ترجمہ اہلِ علم کے کئی گروہ اس طرف گئے ہیں: ''مُردے فی الجملہ سنتے ہیں''۔ حضرت امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''علماء کی اکثریت اسی پر ہے''۔ اسی کو امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔ اسی طرح امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ان حضرات نے بخاری اور مسلم کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: جب بدر کا دن تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین قریش پر غالب آگئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس (۲۰) سے زائد سردارانِ قریش کے بارے میں (دوسری روایت میں ہے کہ چوبیس کے بارے میں) حکم دیا کہ ان کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں کے اندر ڈال دو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے نام لے لے کر ان کو پکارا اور فرمایا: ''اے ابوجہل بن ہشام! اے امیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! کیا تم نے وہ چیز پالی جو تمھارے ساتھ تمھارے رب نے وعدہ کیا تھا۔ بے شک مَیں نے وہ سب کچھ پالیا جو میرے ساتھ میرے رَبّ نے وعدہ کیا تھا''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے جسموں سے گفتگو فرمارہے ہیں جن میں ارواح ہی نہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں تم اس کو ان سے زیادہ نہیں سن رہے''۔ مسلم کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''لیکن وہ اس پر قادر نہیں کہ جواب دے سکیں''۔

2 حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۲۹۷ھ) بانیٔ دارالعلوم دیوبند

سماعِ اموات کے قصہ میں اوّل تو یہ معروض ہے کہ یہ امر قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ دوسرے ضروریاتِ دینی اور عقائدِ ضروریہ میں سے نہیں۔ اس کی تنقیح قرار واقعی تو بعد مرگ ہی معلوم ہوگی۔ اگر بعد مرگ ہم نے اوروں کا سلام و پیغام سُن لیا، سماع، نہیں تو عدمِ سماع متحقق ہو جائے گا۔ علاوہ بریں طرفین میں بڑے بڑے اکابر، اگر ایک طرف میں بالکل ہو رہیے تو کسی نہ کسی طرف والوں کو بُرا سمجھنا پڑے گا۔ اس لیے اہل

اسلام کو یہ ضروری ہے کہ ایسے مسائل میں خواہ مخواہ ایسے پکے نہ ہو بیٹھیں کہ دوسری طرف کو بالکل باطل سمجھ لیں۔ جب یہ بات گوش گزار خدام ہو چکی، تو اب سنیئے: اپنے خیالِ نارسا کے موافق سمعِ اموات حدِ اسماع سے تو پرے ہے، پر استماعِ اموات ممکن ہے۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود اس کے سلامِ اہلِ قبور مسنون کر دیا۔ اگر استماع ممکن نہیں، تو پھر یہ بے ہودہ (بے فائدہ) حرکت یعنی سلام اہلِ قبور مُلحِدوں کی زبان درازی کے لیے کافی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کبھی آواز میں ایسی قوت ہوتی ہے کہ بے تکلف ہر صاحبِ سمع اس کو سن لیتا ہے۔ اس صورت میں تو سمعِ سامعین حدِ اسماع میں ہوتا ہے، اور کبھی بوجہ ضعفِ آوازِ متکلم سننے والوں کو سر جھکانے اور کان لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس صورت میں اصل میں تو سمعِ سامعین حدِ اسماع سے خارج ہوتا ہے، پر بعد سر جھکانے اور کان لگانے کے حدِ اسماع میں آ جاتا ہے۔ اس لیے اس کو استماع کہیے اور نفی اسماع کہیے، تو بجا ہے، کیونکہ بوجہ ضعفِ آواز عدمِ اسماع تو ظاہر ہے، مگر جب سامعین کی طرف سے اہتمام ہو، تو ان کی طرف سے اخذ اور فعل ہوا، اور ظاہر ہے کہ استماع میں یہ نسبت سماع ایک مضمون اخذ ہوتا ہے۔ چنانچہ خواص ابواب کے جاننے والے اور محاوراتِ عرب کو پہچاننے والے ان فرقوں کو خوب جانتے ہیں۔

(جمالِ قاسمی ص ۱۹ تا ۲۱۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ)۔ الناشر: دار المصائر، بہاولپور)

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی جن آیات کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ یہ ہیں:

آیت 1: ۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (النمل: ۸۰، ۸۱)

ترجمہ: تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے، نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں، اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو۔ تم تو اپنی بات انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

آیت 2:۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (الروم: ۵۲، ۵۳)

ترجمہ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) تم مُردوں کو نہیں سُنا سکتے، نہ ان بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیرے چلے جا رہے ہوں۔ اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر راہِ راست دکھا سکتے ہو، تم تو صرف انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

3 حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۳ھ)

یہ مسئلہ (سماعِ موتی) عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اموات کے سننے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک سنتی ہیں، بعض کے نزدیک نہیں سنتیں۔

(تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰۸۔ المؤلف: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۳ھ)۔ الناشر: ادارۂ اسلامیات، لاہور، ۱۴۱۲ھ)

4 حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۲ھ)

واعلم أنَّ مسألة كلام المَيّت وسماعِه واحدةٌ وأنكرها حنفيةُ العَصْر. وفي رسالةٍ غير مطبوعة لعليٍّ القاري: أنَّ أحدًا من أئمتنا لم يَذْهَب إلى إنكارِها، وإنما استنبطوها مِن مسألةٍ في باب الايمان، وهي: حلف رجلٌ أن لا يكلِّم فلانًا فكلَّمه بَعْدَما دُفِن لا يَحنَث. قال القاري: ولا دليلَ فيها على ما قالوا، فإنَّ مَبْنَى الأَيْمان على العُرْف وهم لا يُسمُّونه كلامًا. وأنكره الشيخ ابنُ الهمام رحمه الله تعالى أيضًا في "الفتح"، ثم أَوْرَد على نَفْسه: أنَّ السَّماع إذا لم يَثْبت فما معنى السَّلام على القبر؟ وأجاب عنه: أنهم يسمعون في هذا الوقت فقط، ولا دليلَ فيه على العُموم. ثُم عاد قائلا: أنه ثَبَت منهم سَماعُ قَرْع النِّعال أيضًا: فأجابَ عنه بمثله.

أقول: والأحاديثُ فی سماعِ الأمواتِ قد بلغت مَبْلَغَ التواتر. وفی حديثٍ صحّحه أبو عمرو: أن أحدًا إذا سَلَّم علی الميتِ فإنه يَرُدُّ عليه، ويعرِفُه إن كان يَعْرِفُه فی الدُّنيا - بالمعنی - وأخرجه ابن كثير أيضًا وتردَّد فيه. فالإنكار فی غير مَحَلِّه، ولا سيما إذا لم يُنقل عن أحدٍ من أئمتنا رحمهم الله تعالی، فلا بد من التزام السماع فی الجملة. وأما الشيخ ابن الهمام رحمه الله تعالی فجعلَ الأَصْل هو النَّفْی، وكلَّ مَوْضِع ثبت فيه السَّماعُ جَعَلَه مستثنًی ومقتصِرًا علی المَوْرد.

قلت: إذن ما الفائدة فی عُنوان النَّفی؟ وما الفَرق بين نفی السَّماع، ثُم الاستثناء فی مواضِعَ كثيرةٍ، وادعاء التَّخصِيص، وبين إثبات السَّماع فی الجملة مَعَ الإقرار بأنا لا ندری ضوابِطَ أسماعِهم، فإنَّ الأحياءَ إذا لم يَسْمعُوا فی بَعْضِ الصُّوَرِ فمن ادَّعی الطَّرْد فی الأموات، ولذا قلتُ بالسماع فی الجملة۔

(فيض الباری علی صحيح البخاری، ج٣ ص٤٢، ٤٣۔ المؤلف: (أمالی) محمد أنور شاہ بن معظم شاہ الكشميری الهندی ثم الديوبندی رحمه الله (المتوفی ١٣٥٣ھ)

المحقق: محمد بدر عالم الميرتهی رحمه الله أستاذ الحديث بالجامعة الإسلامية بدابهيل (جمع الأمالی وحررها ووضع حاشية البدر الساری إلی فيض الباری)۔

الناشر: دار الكتب العلمية بيروت، لبنان۔ الطبعة: الأولی ١٤٢٦ھ)

ترجمہ باب: اس امر کے بیان میں کہ مُردہ چارپائی پر ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے: ”مجھے آگے لے چلو“۔ جاننا چاہیے کہ میّت کے کلام کرنے کا اور اس کے سماع کا مسئلہ ایک ہی ہے اور ہمارے اس وقت کے حنفیوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک غیر مطبوعہ رسالہ میں ہے کہ ہمارے ائمۂ احناف رحمہم اللہ میں سے کوئی بھی انکارِ سماعِ موتی کے مسئلہ کی طرف نہیں گیا۔ تحقیقی بات یہ ہے کہ (متاخرین) فقہاء رحمہم اللہ نے باب الایمان کے ایک مسئلہ سے عدمِ سماعِ موتی کا استنباط کیا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم اُٹھائی کہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا۔ پس اُس نے اُس سے اُس کے

دفن ہونے کے بعد کلام کیا، تو حانث نہ ہوگا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ سے عدمِ سماعِ موتی ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ ان حضرات نے ثابت کیا ہے، کیونکہ دارومدار قسموں کا عُرف پر ہے۔ اہل عرف اس کو کلام نہیں کہتے۔ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں سماع موتی کا انکار کیا ہے اور اپنے اوپر یہ سوال وارد کیا ہے کہ جب سماع ثابت نہیں تو قبر پر سلام کہنے کا کیا مطلب؟ اس کا یہ جواب دیا کہ مردے صرف سلام کے وقت ہی سنتے ہیں اور اس عموم پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ پھر لوٹے اور یہ اشکال پیش کیا کہ جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ سننے کا ثبوت بھی مُردوں سے ہے۔ تو اس کا بھی انھوں نے ایسا ہی جواب دیا ہے۔ میں (انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ مُردوں کے سننے کی احادیث درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے جس کی تصحیح امام ابوعمر ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ جب مردہ پر سلام کیا جاتا ہے، تو وہ اس کا جواب بھی دیتا ہے، اور اگر وہ اس کو دُنیا میں پہچانتا ہے تو (آواز) سے پہچان بھی لیتا ہے۔ (یہ روایت بالمعنیٰ نقل کی گئی ہے)۔ اس روایت کو ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے اور اس میں اُنھوں نے تردّد کیا ہے۔ پس سماعِ موتی کا انکار بالکل بے موقع ہے، خاص طور پر جب کہ ہمارے ائمۂ احناف رحمہم اللہ میں سے کسی سے یہ منقول نہیں۔ تو ضروری ہے کہ فی الجملہ سماع کا التزام کیا جائے۔ باقی رہے شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ، تو انھوں نے اصل نفی سماع کو قرار دیا ہے اور ہر وہ ایسی جگہ جہاں سماع ثابت ہے (مثلاً حدیث قرعِ نعال اور سلام وغیرہ)، تو اس کو انھوں نے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اس کو اپنے مورد پر بند کیا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ پھر اس وقت عنوانِ نفی کا کیا فائدہ؟ اور کیا فرق نکلے گا نفیٔ سماع کا۔ پھر بہت سے مقامات میں استثناء اور ادعائے تخصیص کا اور فی الجملہ اثباتِ سماع کا، باوجود اس اقرار کے کہ ہم مُردوں کو سنانے کے ضوابط نہیں جانتے؟ کیونکہ بسا اوقات زندہ لوگ بھی بعض صورتوں میں نہیں سنتے۔ پس مُردوں کے ہمہ وقت سننے کا دعویٰ کون کرسکتا ہے؟ اسی لیے مَیں فی الجملہ سماعِ موتی کا قائل ہوں۔

5 حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)

1 مسئلہ سماع اموات

یہ مسئلہ کہ مردے کوئی کلام سن سکتے ہیں یا نہیں۔ان مسائل میں سے ہے جن میں خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باہم اختلاف رہا ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سماع موتی کو ثابت قرار دیتے ہیں اور حضرت ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی نفی کرتی ہیں۔ اسی لئے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں بھی دو گروہ ہو گئے۔بعض اثبات کے قائل ہیں بعض نفی کے اور قرآن کریم میں یہ مضمون ایک تو اسی موقع پر سورت نمل میں آیا ہے، دوسرے سورت روم میں تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ دوسری آیت آئی ہے۔اور سورت فاطر میں یہ مضمون ان الفاظ سے آیا ہے: وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یعنی آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو کہ قبروں میں ہیں۔

ان تینوں آیتوں میں یہ بات قابل نظر ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ مردے سن نہیں سکتے بلکہ تینوں آیتوں میں نفی اس کی کی گئی ہے کہ آپ نہیں سنا سکتے۔ تینوں آیتوں میں اسی تعبیر وعنوان کو اختیار کرنے سے اس طرف واضح اشارہ نکلتا ہے کہ مردوں میں سننے کی صلاحیت تو ہو سکتی ہے، مگر ہم با اختیار خود ان کو نہیں سنا سکتے۔

ان تینوں آیتوں کے بالمقابل ایک چوتھی آیت جو شہداء کے بارے میں آئی ہے، وہ یہ ثابت کرتی ہے کہ شہداء کو اپنی قبروں میں ایک خاص قسم کی زندگی عطا ہوتی ہے اور اس زندگی کے مطابق رزق بھی ان کو ملتا ہے اور اپنے پسماندہ متعلقین کے متعلق بھی منجانب اللہ ان کو بشارت سنائی جاتی ہے۔آیت یہ ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ، فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد بھی روح انسانی میں شعور اور ادراک باقی رہ سکتا ہے بلکہ شہداء کے معاملہ میں اس کے وقوع کی شہادت بھی یہ آیت دے رہی

ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ یہ حکم تو شہیدوں کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرے اموات کے لئے نہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت سے کم از کم اتنا تو ثابت ہوگیا کہ مرنے کے بعد بھی روح انسانی میں شعور وادراک اور اس دنیا کے ساتھ علاقہ باقی رہ سکتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے شہداء کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کی ارواح کا تعلق ان کے اجساد اور قبور کے ساتھ قائم رہتا ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ چاہیں تو دوسرے اموات کو یہ موقع دے سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو سماع اموات کے قائل ہیں، ان کا یہ قول بھی ایک صحیح حدیث کی بنا پر ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسناد صحیح کے ساتھ منقول ہے، وہ یہ ہے:

مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ، حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

(ذکرہ ابن کثیر فی تفسیرہ مصححا عن ابن عمر)

ترجمہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور وہ اس کو سلام کرے، تو اللہ تعالیٰ اس مردے کی روح اس میں واپس بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ سلام کا جواب دے۔

اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص اپنے مردہ مسلمان بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے، تو وہ مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اس کی روح اس دنیا میں واپس بھیج دیتے ہیں۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

اول یہ کہ مردے سن سکتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان کا سننا اور ہمارا سنانا ہمارے اختیار میں نہیں۔

البتہ اللہ تعالیٰ جب چاہیں سنا دیں، جب نہ چاہیں نہ سنائیں۔ مسلمان کے سلام کرنے کے وقت تو اس حدیث نے بتلا دیا کہ حق تعالیٰ مردہ کی روح واپس لا کر اس کو سلام سنا دیتے ہیں اور اس کو سلام کا جواب دینے کی بھی قدرت دیتے ہیں۔ باقی حالات وکلمات کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ مردہ ان کو سنے گا یا نہیں۔

اسی لئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تحقیق یہ ہے کہ اتنی بات تو احادیث صحیحہ اور قرآن کی آیت مذکورہ سے ثابت ہے کہ بعض اوقات میں مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں، لیکن یہ ثابت نہیں کہ ہر مردہ ہر حال میں ہر شخص کے کلام کو ضرور سنتا ہے۔ اس طرح آیات وروایات کی تطبیق بھی ہوجاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مردے ایک وقت میں احیاء (زندوں) کے کلام کو سن سکیں، دوسرے وقت نہ سن سکیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض کے کلام کو سنیں بعض کے کلام کو نہ سنیں، یا بعض مردے سنیں، بعض نہ سنیں۔ کیونکہ سورت نمل، سورت روم، سورت فاطر کی آیات سے بھی یہ ثابت ہے کہ مردوں کو سنانا ہمارے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں، سنا دیتے ہیں۔ اس لئے جن مواقع میں حدیث کی روایات صحیحہ سے سننا ثابت ہے، وہاں سننے پر عقیدہ رکھا جائے اور جہاں ثابت نہیں، وہاں دونوں احتمال ہیں۔ اس لئے نہ قطعی اثبات کی گنجائش ہے، نہ قطعی نفی کی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اس مسئلہ کی مکمل تحقیق میں احقر نے ایک مستقل رسالہ بنام: تکمیل الحبور بسماع اھل القبور لکھا ہے جو احکام القرآن سورت روم حزب خامس میں بزبان عربی شائع ہوا ہے، جس میں آیات وروایات اور اقوال سلف وخلف اور شرح الصدور وغیرہ سے بہت سے واقعات ومخاطبات اہل قبور کے نقل کئے گئے ہیں۔ اہل علم وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ عوام کے لئے اس کا ضروری خلاصہ لکھا گیا ہے۔

(تفسیر معارف القرآن ج۶ ص۶۰۳، ۶۰۴۔ المؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)۔ الناشر: ادارۃ المعارف، کراچی ۱۴۳۳ھ)

2 مسئلہ سماع موتی زمانہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ کلام اس میں طویل ہے۔ میرا ایک مستقل رسالہ بزبان عربی بنام: "اعدل الأمور فی سماع اھل القبور" بشکل مسودہ موجود ہے، مگر ہنوز شائع نہیں ہوا۔ اس میں سے خلاصہ کر کے حقیقت لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ:

حیات بعد الموت انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی تو اپنے اپنے درجوں کے موافق ثابت ہی ہے۔ عام اموات کا زندہ ہونا بھی ثابت ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ نوعیت اس حیات کی

حیات ناسوتی سے مختلف ہے۔ وہ حیات ایک دوسرے عالم کی حیات ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایک عالم کے حالات کو دوسرے عالم کے حالات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ جو شخص اس دنیوی زندگی میں ہمارا کلام سنا کرتا تھا، وہ بعد الموت بھی اسی طرح سنا کرے، یہ ضروری نہیں۔ اس کے لئے کوئی دلیل مستقل ہونا ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے دلیل عقلی نہ کوئی اثبات پر قائم ہے، نہ نفی پر۔ اب صرف دلیل نقلی رہ گئی۔ سو اس میں قرآن و حدیث کے متعدد نصوص ہیں۔ بعض اموات کا یا عام اموات کا خاص خاص حالات میں احیاء کا کلام سننے، بلکہ بعض جگہ جواب دینے کا بھی ثبوت موجود ہے۔ لیکن ان سے کوئی ضابطہ کلیہ مستفاد نہیں ہوتا کہ ہر مردہ، ہر شخص کلام ہر وقت سن سکتا ہے۔ اس لئے سیدھا راستہ یہ ہے کہ جن مواقع میں سماعِ موتی کسی روایت سے ثابت ہے، اس کا اقرار کرلیا جائے، اور جہاں قرآن و حدیث ساکت ہیں، وہاں یہ اختیار کیا جائے، نہ اثبات کرے، نہ نفی۔ ہاں کسی شخص کو بذریعہ کشف سننا معلوم ہو جائے اور وہ اس کو صحیح سمجھے، تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس سے بھی یہ قاعدہ کلیہ نہیں بنتا کہ ہر میت ہر وقت ہر شخص کا کلام سن سکتا ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اس کے یقین کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ہم جس وقت جس میت سے جو کلام کریں گے، وہ ضرور سنے گا اور ایسا عقیدہ رکھنا بے اصل اور بے بنیاد ہے۔ جب اصل مسئلہ کی حقیقت معلوم ہوگئی، تو اب مسئلہ زیر بحث یعنی دعا میں الفاظ مذکورہ کا استعمال اسی بے اصل عقیدہ پر مبنی ہے۔ اس لئے درست نہیں۔ ہاں اگر کسی کا عقیدہ یہ نہ ہو، بلکہ اسی احتمال پر کہہ دے کہ شاید سن لیں اور دعاء کریں تو فی نفسہ مضائقہ نہیں لیکن دوسروں کے سامنے ایسے الفاظ کا استعمال ان کے عقیدہ کو فاسد کرے گا۔ اس لئے احتراز کرنا چاہیے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، یعنی امداد المفتین، ج ۲ ص ۴۳۹، ۴۴۰۔ المؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)۔ الناشر: دار الاشاعت، کراچی)

3 مطلقاً تمام موتی کے سماع کا قول کہ ہر فرد ہر وقت سنتا ہے۔ ایک ایسی بات ہے، جس کی کوئی دلیل نہیں ہے، اور بالکل سماعِ موتی کی نفی کر دینا نصوصِ مذکورہ کی مخالفت ہے۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ سماعِ موتی فی الجملہ ثابت ہے، یعنی ایک وقت میں ثابت ہے، ایک وقت میں نہیں۔

(احکام القرآن ج ۳ ص ۱۶۸۔ المؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)۔ الناشر: ادارۃ المعارف، کراچی)

6 حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ)

وسیلہ بالوجہ المشروع کے اہل سنت قائل ہیں۔ اسی طرح اہل سنت والجماعت حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات فی القبور کو مانتے ہیں۔ سماعِ موتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ اس لیے سماعِ موتی کے قائلین کو مشرک کہنا، گویا -نعوذ باللہ- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرک قرار دینا ہے۔ نعوذ باللہ من الزیغ والضلال!

(آپ کے مسائل اور ان کا حل (اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن) ج ۱ ص ۱۰۱۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ)۔ الناشر: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸۔ سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی، ۲۰۱۳ء)

7 حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)

نفسِ سماعِ موتی فی الجملہ ثابت ہے۔ صحیح احادیث اور جمہور اُمت کا بیان اس کی واضح دلیل ہے۔

(سِمَاعُ الْمَوْتٰی ص ۳۱۱۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

3.2:۔ سماعِ موتی کے بعض دلائل

دلیل 1:۔ حدیث: جوتیوں کی آواز کا سننا

حدیث 1:۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "العَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ، فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ". قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الكَافِرُ -أَوِ المُنَافِقُ- فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لَا دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ".

(بخاری رقم 1338؛ مسلم رقم 70-2870)

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد رقم 12271؛ البخاري رقم 1338، 1374؛ مسلم رقم 70 – 2870، 71 – 2870؛ ابن أبي عاصم فی "السنة" رقم 863؛ النسائی 96/4، 97-98؛ ابن حبان رقم 3120؛ الأجرى فی "الشريعة" ص 365-366؛ ابن منده فی "الإيمان" رقم 1066؛ البيهقی فی "إثبات عذاب القبر" رقم 15، 16، 17؛ اللالكائی فی "شرح أصول الاعتقاد" رقم 2132؛ البغوی رقم 1522؛ عبد بن حميد رقم 1180)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(مرنے کے بعد) بندہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ (یعنی اس کے جنازے کے ساتھ آنے والے) واپس چل دیتے ہیں، (اور ابھی وہ اتنے قریب ہوتے ہیں کہ) ان کی جوتیوں کی چاپ وہ سن رہا ہوتا ہے، تو اسی وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان کا یہ سوال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوتا ہے۔ پس وہ سچا مؤمن ہوتا ہے، وہ کہتا ہے: (میں گواہی دیتا رہا ہوں اور اب بھی) میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول برحق ہیں۔ (یہ جواب سن کے) فرشتے اس سے کہتے ہیں: (ایمان نہ لانے کی صورت میں) دوزخ میں جو تمہاری جگہ ہونے والی تھی، ذرا اس کو دیکھ لو، اب اللہ تعالیٰ نے بجائے اس کے، تمہارے لیے جنت میں

ایک جگہ عطا فرمائی ہے (اور وہ یہ ہے) اس کو بھی دیکھ لو (یعنی دوزخ اور جنت کے دونوں مقام اس کے سامنے کر دیئے جائیں گے)۔ چنانچہ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھے گا۔ اور جو منافق اور کافر ہوتا ہے، تو اسی طرح (مرنے کے بعد) اس سے بھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟ (اور اس کو کیا اور کیسا سمجھتے تھے؟)۔ پس وہ منافق اور کافر کہتا ہے کہ میں ان کے بارے میں خود تو کچھ جانتا نہیں، دوسرے لوگ جو کہا کرتے تھے، وہی میں بھی کہتا تھا، (اس کے اس جواب پر) اس کو کہا جائے گا کہ تو نے نہ تو خود جانا اور نہ (جان کر ایمان لانے والوں کی) تُو نے پیروی کی، اور لوہے کی گرزوں سے اس کو مارا جائے گا، جس سے وہ اس طرح چیخے گا کہ جن وانس کے علاوہ اس کے آس پاس کی ہر چیز اس کا چیخنا سنے گی"۔

تشریح اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ مردہ دفن کے بعد قبر میں قبر سے واپس ہونے والے لوگوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ اور آواز سنتا ہے اور جب سنتا ہے، تو انسانوں کی آواز بطریقِ اولیٰ سنتا ہے۔ جمہور اہل السنت والجماعت کے نزدیک قبر کی راحت اور عذاب رُوح اور جسم دونوں سے وابستہ ہے۔ منکر ونکیر کے آنے سے پہلے ہی اس میں اعادۂ روح ہوجاتا ہے اور اسی موقع پر مُردہ جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتا ہے۔

دلیل 2:۔ حدیث: اہل قبور کو سلام کہنا

حدیث 2:۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمَقَابِرِ، فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ"۔

(صحيح على شرط مسلم: مسند أحمد رقم 8878؛ موطأ مالك رقم 82/ 29؛ الطهور للقاسم بن سلام رقم 33؛ عبد الرزاق رقم 6719؛ مسلم رقم 39-249؛ أبو داود رقم 3237؛ ابن ماجه رقم 4306؛ النسائي رقم 150؛ ابن خزيمة رقم 6؛ أبو عوانة رقم 360؛ ابن حبان رقم 1046، 3171، 7240؛ ابن السني رقم 588؛ البيهقي رقم 388؛ البغوي رقم 151)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مُردوں کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا:''سلام ہو،تم پر اے مؤمنوں کی بستی میں رہنے والو! بلاشبہ ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں''۔

حدیث3:۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ- قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ:- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَرِيكٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا، مُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ، بِكُمْ لَاحِقُونَ، اللهُمَّ، اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ".

(مسلم رقم:102-974)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے گھر میں تشریف لاتے تھے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے تھے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے:''سلام ہو،تم پر اے مؤمنوں کی بستی میں رہنے والو! بلاشبہ ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔اے اللہ! جنت البقیع والوں کی بخشش فرما''۔

تشریح ان الفاظ اور اس انداز سے مُردوں کو سلام کہنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ خطاب کے اہل ہیں اور سلام کہنے والوں کا سلام سنتے ہیں۔اسی لیے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی مُردوں کو سلام کہا اور اُمت کو اس کی تعلیم بھی دی کہ وہ جب بھی قبرستان میں جائیں تو اس طرح ان کو سلام کیا کریں۔

حدیث4:۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَمُرُّ بِقَبْرٍ إِلَّا سَلَّمَ.

(مصنف عبد الرزاق،ج ۳ص ۵۷۵رقم 6721)

ترجمہ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی قبر

کے پاس سے گزرتے، تو صاحبِ قبر کو سلام کہہ کر گزرتے تھے۔
حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقد شرع النَّبِي لأمته إِذا سلمُوا على أهل الْقُبُور أَن يسلمُوا عَلَيْهِم سَلام من يخاطبونه. فَيَقُول: "السَّلَام عَلَيْكُم دَار قوم مُؤمنين". وَهَذَا خطاب لمن يسمع وَيعْقل، وَلَوْلَا ذَلِك لَكَانَ هَذَا الْخطاب بِمَنْزِلَة خطاب الْمَعْدُوم والجماد.

(الروح في الكلام على أرواح الأموات والأحياء بالدلائل من الكتاب والسنة. ص۵۔ المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية رحمه الله (المتوفى: ۷۵۱ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

ترجمہ تحقیق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اُمّتیوں کے لیے یہ مشروع قرار دیا ہے کہ وہ جب اہلِ قبور کو سلام کریں، تو اُن سے ایسے انداز سے سلام کریں جیسے مخاطب سے کیا جاتا ہے۔ یہ خطاب ان سے ہے جو سنتے اور سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خطاب معدوم اور جماد سے ہوتا۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَهَذَا السَّلَامُ وَالْخِطَابُ وَالنِّدَاءُ لِمَوْجُودٍ يَسْمَعُ وَيُخَاطِبُ وَيَعْقِلُ وَيَرُدُّ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعِ الْمُسْلِمُ الرَّدَّ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

(تفسير القرآن العظيم. ج٦ ص٣٢٧۔ المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي رحمه الله (المتوفى ۷۷۴ھ)۔ المحقق: سامي بن محمد سلامة۔ الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع۔ الطبعة: الثانية. ۱۴۲۰ھ)

ترجمہ پس یہ سلام وخطاب اور ندا اس موجود کو ہے، جو سنتا ہے اور اس سے خطاب کیا جا سکتا ہے اور جو سمجھتا ہے اور سلام کا جواب دے سکتا ہے، اگرچہ سلام کہنے والا میت کے جواب کو نہیں سنتا۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب اور بہتر جانتا ہے۔

دلیل 3:۔حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقتولینِ بدر سے خطاب

حدیث 5:۔حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ، فَقُذِفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ، وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالعَرْصَةِ ثَلاَثَ لَيَالٍ، فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ اليَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا، ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَالُوا: "مَا نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ"، حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: "يَا فُلاَنُ بْنَ فُلاَنٍ! وَيَا فُلاَنُ بْنَ فُلاَنٍ! أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟" قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا؟" فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ". قَالَ قَتَادَةُ: "أَحْيَاهُمُ اللهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنَقِيمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا".

(بخاری رقم 3976؛ مسلم رقم 78-2875؛ مسند أحمد رقم 16356، 16359؛ الشاشی رقم 1050، 1051، 1065؛ ابن أبی شیبة 353/12؛ ابن أبی عاصم فی "الآحاد والمثانی" رقم 1890، 1891، 1892؛ أبو یعلی رقم 1415، 1431؛ الطبرانی فی "الکبیر" رقم 4701، 4702؛ البیہقی فی "الدلائل" 92/3؛ أبو داود رقم 2695؛ ابن حبان رقم 4778)

ترجمہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد قریش کے چوبیس (۲۴) سرداروں کے بارے میں حکم دیا کہ ان کی بدبودار اور پھولی ہوئی لاشوں کو بدر کے ایک کنویں میں ڈال دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ جب کسی قوم پر غلبہ حاصل کر لیتے تھے، تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن قیام فرماتے

تھے۔ جنگ بدر میں جب تیسرا دن ہوا، تو آپ ﷺ نے اپنی سواری کو تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے پیدل چلے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کی معیت میں چل پڑے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ آپ ﷺ کسی حاجت کے لیے چلے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کنویں کے کنارے (منڈیر) پر پہنچے، پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کفارِ قریش میں سے ایک ایک کافر اور اس کے باپ کا نام لے کر فرمایا: ''اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمھیں یہ بات خوش کرتی ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی؟ ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، وہ تو پورا ہو گیا۔ کیا جو (عذاب وسزا کا) وعدہ تم سے ہوا تھا، وہ پورا ہو گیا یا نہیں؟''۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ ایسے اجسام سے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں ارواح نہیں؟''۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس پروردگار کی قسم، جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم اِس گفتگو کو جو میں ان سے کر رہا ہوں، اُن سے زیادہ نہیں سنتے''۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا کلام سنایا تا کہ ان کو ڈانٹ، ذلت وخواری، حسرت اور ندامت حاصل ہو''۔

حدیث 6:۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَنَا سَأَلْتُهُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَتَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ، وَكُنْتُ حَدِيدَ الْبَصَرِ فَرَأَيْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِعُمَرَ: "أَمَا تَرَاهُ؟"۔ قَالَ: "سَأَرَاهُ، وَأَنَا مُسْتَلْقٍ عَلَى فِرَاشِي". ثُمَّ أَخَذَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ، قَالَ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرِينَا مَصَارِعَهُمْ بِالْأَمْسِ، يَقُولُ: "هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ". قَالَ: فَجَعَلُوا يُصْرَعُونَ عَلَيْهَا، قَالَ: قُلْتُ: "وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَخْطَئُوا تِيكَ، كَانُوا يُصْرَعُونَ عَلَيْهَا"۔ ثُمَّ أَمَرَ بِهِمْ فَطُرِحُوا فِي بِئْرٍ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: "يَا فُلَانُ! يَا فُلَانُ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللهُ

حَقًّا، فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللهُ حَقًّا". قَالَ عُمَرُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُكَلِّمُ قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا؟". قَالَ: "مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلَكِنْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُوا".

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 182؛ مسلم رقم 76 - 2873؛ سنن نسائی رقم 2074؛ مصنف ابن ابی شیبہ رقم 36709؛ الطیالسی رقم 40؛ البزار رقم 222؛ أبو یعلی رقم 140)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ موجود تھے۔ اس جگہ ہم چاند دیکھنے لگے۔ میری نگاہ بہت تیز تھی، اس لیے میں نے دیکھ لیا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ''کیا آپ رضی اللہ عنہ نے چاند نہیں دیکھا ہے؟''۔ وہ فرمانے لگے: ''میں اس کو دیکھ لوں گا، میں تو اپنے بستر پر لیٹنے لگا ہوں''۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدر والوں کا واقعہ بیان کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر سے ایک دن پہلے ان مقتولین کے قتل ہونے کی جگہ کو بیان کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا: ''کل إِنْ شَاءَ اللهُ یہ جگہ فلاں شخص کی قتل گاہ ہوگی، اور یہ جگہ کل إِنْ شَاءَ اللهُ فلاں شخص کی قتل گاہ ہوگی''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''پھر وہ لوگ اسی جگہ قتل ہوئے پڑے تھے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس میں سے کوئی بھی اپنی مقررہ جگہ سے نہیں ہٹا تھا، وہ سب اپنی اپنی مقررہ جگہ قتل ہوئے پڑے تھے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے بارے میں حکم دیا، پھر اُن کو کنویں میں پھینک دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس (اس کنویں کے کنارے) پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر ان سے فرمایا: ''اے فلان بن فلان! اے فلاں بن فلاں! ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، وہ تو پورا ہو گیا۔ کیا جو (عذاب وسزا کا) وعدہ تم سے ہوا تھا، وہ پورا ہو گیا یا نہیں؟''۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے اجسام سے گفتگو فرما رہے ہیں جو بد بُو دار ہو گئے ہیں؟''۔ حضور اکرم

ﷺ نے فرمایا: ”تم اس گفتگو کو جو میں ان سے کر رہا ہوں، اُن سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے“۔

حدیث 7:۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ، قَالَ: اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ القَلِيبِ، فَقَالَ: "وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟" فَقِيلَ لَهُ: "تَدْعُو أَمْوَاتًا؟" فَقَالَ: "مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ، وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ"۔ (بخاری رقم 1370؛ مسند أحمد رقم 6145)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اہل قلیب (بدر کے کنویں والے قریش کے سرداروں) کو جھانک کر فرمایا: ”(ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، وہ تو پورا ہو گیا۔) کیا جو (عذاب و سزا کا) وعدہ تم سے ہوا تھا، وہ پورا ہو گیا یا نہیں؟“۔ اس پر آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: ”کیا آپ ﷺ مردوں کو بلا رہے ہیں؟“۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم اس گفتگو کو جو میں ان سے کر رہا ہوں، اُن سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے“۔

حدیث 8:۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ الْمُسْلِمُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُنَادِي عَلَى قَلِيبِ بَدْرٍ: "يَا أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ! يَا عُتْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ! يَا شَيْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ! يَا أُمَيَّةُ بْنَ خَلَفٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا"۔ قَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! تُنَادِي قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا"۔ قَالَ: "مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُوا"۔

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 12020، 13773.12873؛ عبد بن حمید رقم 1211، 1405؛ ابن أبي عاصم فی "السنة" رقم 879.878، 882.881.880؛ النسائی رقم 2075؛ أبو یعلی رقم 3857.3809.3808؛ ابن حبان رقم 6525)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے پکارتے ہوئے سنا جب کہ آپ ﷺ اہل قلیب (بدر کے کنویں والے قریش کے

سرداروں) کو بلند آواز سے فرمایا: ''اے أَبُو جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ! اے عُتْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ! اے شَيْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ! اے أُمَيَّةُ بْنَ خَلَفٍ! ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، وہ تو پورا ہو گیا۔ کیا جو (عذاب وسزا کا) وعدہ تم سے ہوا تھا، وہ پورا ہو گیا یا نہیں؟'' ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بد بُودار مردوں کو بلا رہے ہیں؟'' ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس گفتگو کو جو مَیں ان سے کر رہا ہوں، اُن سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے''۔

حدیث 9:۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: وَحَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَ بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ، فَأُلْقُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ. قَالَ: وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، قَالَ: فَلَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ أَقَامَ ثَلَاثَ لَيَالٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ، فَشُدَّتْ بِرَحْلِهَا، ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ، قَالُوا: "فَمَا نَرَاهُ يَنْطَلِقُ إِلَّا لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ"، قَالَ: حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الطَّوِيِّ، قَالَ: فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: "يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ! أَسَرَّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ، هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟"۔ قَالَ عُمَرُ: "يَا نَبِيَّ اللهِ! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ فِيهَا"۔ قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ"۔ قَالَ قَتَادَةُ: "أَحْيَاهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَتَّى سَمِعُوا قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنَقِيمَةً"۔

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد رقم 12471)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد قریش کے بیس سے زیادہ سرداروں کے بارے میں حکم دیا۔ پھر اُن کی بد بُودار اور پھولی ہوئی لاشوں کو بدر کے ایک کنویں میں ڈال دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ جب کسی قوم پر غلبہ حاصل کر لیتے تھے۔ تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام فرماتے تھے۔ پھر جب جنگ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں پر غلبہ حاصل ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وہاں تین رات قیام فرمایا۔ جب تیسرا دن ہوا، تو آپ ﷺ نے اپنی سواری کو تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے پیدل چلے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کی معیت میں چل پڑے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ آپ ﷺ کسی حاجت کے لیے چلے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کنویں کے کنارے (منڈیر) پر پہنچے، پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کفارِ قریش میں سے ایک ایک کافر اور اس کے باپ کا نام لے کر فرمایا: ''اے فلان بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمھیں یہ بات خوش کرتی ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی؟ (ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، وہ تو پورا ہو گیا)۔ کیا جو (عذاب وسزا کا) وعدہ تم سے ہوا تھا، وہ پورا ہو گیا یا نہیں؟''۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ ایسے اجسام سے گفتگو فرمارہے ہیں جن میں ارواح نہیں؟''۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس پروردگار کی قسم، جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم اس گفتگو کو جو میں ان سے کر رہا ہوں، اُن سے زیادہ نہیں سنتے''۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا کلام سنایا تاکہ ان کو ڈانٹ، ذلت وخواری، حسرت اور ندامت حاصل ہو''۔

حدیث 10:- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي الطَّاهِرِ بْنِ السَّرْحِ، ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَشَلُّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْقَلِيبِ فَقَالَ: "يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا". قَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ يَسْمَعُونَ؟". قَالَ: "مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلٰكِنَّهُمُ الْيَوْمَ لَا يُجِيبُونَ".

(المعجم الكبير ج١٠ ص١٦٠ رقم 10320؛ السنة لابن أبي عاصم رقم 884؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد رقم 10027)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قلیب (بدر کے کنویں والے قریش کے سرداروں) پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، وہ تو پورا ہو گیا۔ کیا جو (عذاب وسزا کا) وعدہ تم سے ہوا تھا، وہ پورا ہو گیا یا نہیں؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا (یہ مردے) سُن رہے ہیں؟''۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس گفتگو کو جو میں ان سے کر رہا ہوں، اُن سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے''۔

حدیث 11:۔حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو عُبَيْدَةَ الْعَسْكَرِيُّ، ثنا يُونُسُ بْنُ مُوسَى الشَّامِيُّ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حَمَّادٍ، ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْغَسِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِيدَانَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْقَلِيبِ، فَقَالَ: "يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟"۔ فَقَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَهَلْ يَسْمَعُونَ؟"۔ قَالَ: "يَسْمَعُونَ كَمَا تَسْمَعُونَ، وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ"۔

(المعجم الكبير، ج۷ ص۱۶۵ رقم 6715؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سِيدَانَ مَجْهُولٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج٦ ص۹۱ رقم 10028)

ترجمہ حضرت سِیدَان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بدر کے) کنویں میں موجود اہل قلیب (کافروں کے سرداروں کی مردہ لاشوں) کو جھانک کر فرمایا: ''اے کنویں والو! کیا تم نے اس چیز کو پا لیا ہے جس کا تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا؟''۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا وہ سنتے ہیں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ سنتے ہیں جیسا کہ تم سنتے ہو، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے''۔

1 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تاویل

حدیث 12:۔حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ: "يَا فُلَانُ! يَا فُلَانُ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؛ أَمَا وَاللهِ! إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَسْمَعُونَ كَلَامِي". قَالَ يَحْيَى: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: "غَفَرَ اللهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنَّهُ وَهِلَ، إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَاللهِ! إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقًّا"، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" [النمل: 80] و "وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ" [فاطر: 22]".

(حسن: مسند احمد رقم 4864)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ بدر کے بعد کنویں پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے فلاں! اے فلاں! کیا تم نے اپنے رب کا (عذاب وعقاب کا) وعدہ پورا ہوتے دیکھ لیا ہے؟ اللہ کی قسم! یہ لوگ اب میرا کلام سُن رہے ہیں''۔

اس حدیث کے ایک راوی حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اللہ ابو عبدالرحمن (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کی مغفرت فرمائے! بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے غیر ارادی لغزش ہوگئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اللہ کی قسم! اب یہ لوگ جان گئے ہیں کہ میں نے جو کچھ اُن سے کہا تھا، وہ حق اور سچ ہے''۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آیت 3:۔اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (النمل: ۸۰، ۸۱)

ترجمہ تم مُردوں کونہیں سنا سکتے ، نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں، اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو۔ تم تو اپنی بات انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

آیت 4:۔ وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ○ (فاطر:۲۲)

ترجمہ (اے نبی ﷺ!) تم اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔

حدیث 3:۔ حَدَّثَنَا عَبۡدَةُ بۡنُ سُلَيۡمَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الۡكِلَابِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنۡ أَبِيهِ، عَنِ ابۡنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَى قَلِيبِ بَدۡرٍ، فَقَالَ: "هَلۡ وَجَدۡتُمۡ مَا وَعَدَكُمۡ رَبُّكُمۡ حَقًّا؟". ثُمَّ قَالَ: "إِنَّهُمۡ لَيَسۡمَعُونَ مَا أَقُولُ". فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ، فَقَالَتۡ: "وَهِلَ يَعۡنِي - ابۡنَ عُمَرَ - إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهُمُ الۡآنَ لَيَعۡلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنۡتُ أَقُولُ لَهُمۡ لَهُوَ الۡحَقُّ".

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 4958؛ بخاری رقم 3980، 3978؛ مسلم رقم 26-932؛ سنن نسائی رقم 2076؛ مسند ابی یعلی رقم 5680؛ والطبرانی فی "الکبیر" رقم 13263؛ ابن أبی شیبة رقم 36705)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کے بعد کنویں پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے فلاں! اے فلاں! کیا تم نے اپنے رب کا (عذاب وعقاب کا) وعدہ پورا ہوتے دیکھ لیا ہے؟ اللہ کی قسم! یہ لوگ اب میرا کلام سُن رہے ہیں''۔ اس حدیث کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا گیا، تو انھوں نے فرمایا: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سے غیر ارادی لغزش ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اللہ کی قسم! اب یہ لوگ جان گئے ہیں کہ میں نے جو کچھ اُن سے کہا تھا، وہ حق اور سچ ہے''۔

2 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث

حدیث 13:۔حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَتْلَى أَنْ يُطْرَحُوا فِي الْقَلِيبِ، فَطُرِحُوا فِيهِ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، فَإِنَّهُ انْتَفَخَ فِي دِرْعِهِ فَمَلَأَهَا، فَذَهَبُوا لِيُحَرِّكُوهُ، فَتَزَايَلَ، فَأَقَرُّوهُ وَأَلْقَوْا عَلَيْهِ مَا غَيَّبَهُ مِنَ التُّرَابِ وَالْحِجَارَةِ، فَلَمَّا أَلْقَاهُمْ فِي الْقَلِيبِ، وَقَفَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؛ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا". قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُكَلِّمُ قَوْمًا مَوْتَى؟". فَقَالَ لَهُمْ: "لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ مَا وَعَدْتُهُمْ حَقٌّ". قَالَتْ عَائِشَةُ: وَالنَّاسُ يَقُولُونَ: "لَقَدْ سَمِعُوا مَا قُلْتَ لَهُمْ"، وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ عَلِمُوا".

(حسن:مسند أحمد رقم26361؛ مستدرک حاکم رقم4995: وقال:صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. ووافقه الذهبي؛ "سيرة" ابن هشام 1/638-639؛ إسحاق بن راهويه رقم1148؛ ابن جرير الطبري في "تاريخه" 2/456؛ ابن حبان رقم7088؛ ابن الأثير في "أُسد الغابة" 6/71-72)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے مقتولین کے بارے میں حکم دیا کہ اُن کو ایک کنویں میں ڈال دیا جائے۔ لہٰذا اُن کو کنویں میں ڈال دیا گیا، سوائے اُمیہ بن خلف کے، کیونکہ اس کی لاش اس کی زرہ میں بہت زیادہ پھول چکی تھی۔ اس کو کنویں میں ڈالنے کے لیے حرکت دی گئی، تو وہ ادھر ہی بکھر گئی۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ادھر ہی اس کے اوپر مٹی اور پتھر ڈال دیئے۔ پھر جب کافروں کو بدر کے اس کنویں میں ڈال دیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوپر کھڑے ہوئے اور ان سے خطاب فرمایا: ''اے کنویں والو! کیا جو (عذاب وسزا کا) وعدہ تم

سے ہوا تھا، وہ پورا ہو گیا یا نہیں؟ ہمارے ساتھ ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا، وہ تو پورا ہو گیا''۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مُردوں سے گفتگو فرما رہے ہیں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''یقیناً ان لوگوں نے یہ جان لیا ہے کہ جو میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا، وہ حق اور سچ ہے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو میں نے اُن سے کہا تھا، انھوں نے اس کو سُن لیا ہے''۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''یقیناً ان کافروں نے اس کو جان لیا ہے''۔

3 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موافقت والی روایت

حدیث 14:۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأُولَئِكَ الرَّهْطِ، فَأُلْقُوا فِي الطَّوِيِّ: عُتْبَةُ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابُهُ، وَقَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: "جَزَاكُمُ اللهُ شَرًّا مِنْ قَوْمِ نَبِيٍّ، مَا كَانَ أَسْوَأَ الطَّرْدِ وَأَشَدَّ التَّكْذِيبِ". قَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تُكَلِّمُ قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا؟". فَقَالَ: "مَا أَنْتُمْ بِأَفْهَمَ لِقَوْلِي مِنْهُمْ، أَوْ: لَهُمْ أَفْهَمُ لِقَوْلِي مِنْكُمْ".

(حسن: مسند أحمد ج ٤٢ ص ٢٣٠ رقم 25372؛ الهيثمي في "مجمع الزوائد" 90/6، وقال: رواه أحمد ورجاله ثقات، إلا أن إبراهيم لم يسمع من عائشة، ولكنه دخل عليها؛ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ: فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ٧ ص ٣٠٤)

حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَنْبَأَنَا مُغِيرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُولَئِكَ الرَّهْطِ، عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَصْحَابِهِ، فَأُلْقُوا فِي الطُّوَى، قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "جَزَى اللهُ شَرًّا مِنْ قَوْمِ نَبِيٍّ، مَا كَانَ أَسْوَأَ الطَّرْدِ، وَأَشَدَّ التَّكْذِيبِ". قَالَ: فَقِيلَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تُكَلِّمُ قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا؟". قَالَ: "مَا أَنْتُمْ بِأَفْهَمَ لِقَوْلِي مِنْهُمْ"، أَوْ: "لَهُمْ أَفْهَمُ لِقَوْلِي مِنْكُمْ".

(تہذیب الآثار لابن جریر طبری، ج ۲ ص ۵۱۷ رقم 745)

"ما أنتم بأسمع لما أقول منهم"

قال الحافظ: فی "المغازی" لابن إسحاق روایة یونس بن بکیر بإسناد جید عن عائشة مثل حدیث أبي طلحة وفیه: فذکره، وأخرجه أحمد بإسناد حسن.

أخرجه ابن إسحاق فی "المغازی" (سیرة ابن هشام 1/ 638 - 639) حدثنی یزید بن رومان عن عروة بن الزبیر عن عائشة قالت: لما أمر رسول الله صلی الله علیه وسلم بالقتلی أن یُطرحوا فی القلیب، طُرحوا فیه، إلا ما کان من أمیّة بن خلف، فإنه انتفخ فی درعه فملأها، فذهبوا لیحرکوه، فتزایل لحمه، فأقرّوه، وألقوا علیه ما غیّبه من التراب والحجارة. فلما ألقاهم فی القلیب، وقف علیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: "یا أهل القلیب! هل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا؛ فإنی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا". قالت: فقال له أصحابه: "یا رسول الله! أتکلم قوما موتی؟". فقال لهم: "لقد علموا أنّ ما وعدهم ربهم حقا".

وإسناده حسن، ابن إسحاق صدوق، ویزید وعروة ثقتان.

وأخرجه أحمد (276/6) عن إبراهیم بن سعد المدنی

وإسحاق فی "مسند عائشة" (1148) عن جریر بن حازم البصری

والبزار (کشف 1772) عن المغیرة بن سقلاب الحرّانی

و (1773) عن صدقة بن سابق الکوفی

والطبری فی "تاریخه" (456/2) عن سلمة بن الفضل الأبرش عن یونس بن بکیر الشیبانی، کلهم عن ابن إسحاق به.

قال الحاکم: صحیح علی شرط مسلم

وقال الهیثمی: رجاله ثقات المجمع 91/6

قلت: ابن إسحاق صدوق كما تقدم، وقد أخرج له مسلم فى المتابعات، ويزيد وعروة على شرطهما.

طريق أخرى: قال أحمد (6/ 170): ثنا هشيم أنا مغيرة عن إبراهيم عن عائشة أنها قالت: لما مرّ النبى صلى الله عليه وسلم يوم بدر بأولئك الرهط فألقوا فى الطوى: عتبة وأبو جهل وأصحابه، وقف عليهم فقال: "جزاكم الله شرّا من قوم نبى ما كان أسوأ الطرد وأشد التكذيب". قالوا: "يا رسول الله! كيف تكلم قوما جيفوا؟". فقال: "ما أنتم بأفهم لقولى منهم أو لهم أفهم لقولى منكم".

قال الهيثمي: ورجاله ثقات إلا أنّ إبراهيم لم يسمع من عائشة ولكنه دخل عليها. المجمع 6/90

قلت: إبراهيم هو النخعي، والمغيرة هو ابن مِقْسَم.

(أَنِيسُ السَّارى فى تخريج وَتحقيق الأحاديث التى ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلانى فى فَتح البَارى، ص ۲۵۹۷ تا رقم 3272. المؤلف: أبو حنيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتي. المحقق: نبيل بن مَنصور بن يَعقوب البصارة. الناشر: مؤسَّسَة السَّماحة، مؤسَّسَة الريَّان، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى ۱۴۲۶ھ)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد مشرکین کی ایک جماعت کے بارے میں حکم دیا۔ پھر عتبہ، ابوجہل اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو ایک کنویں میں ڈال گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اوپر کھڑے ہوئے، اور ان سے فرمایا: ''تمھاری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین سے دوری اور شدید تکذیب کی وجہ سے، نبی کی قوم کی طرف سے اللہ تعالیٰ تم کو برا بدلہ دے!''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن لوگوں سے خطاب فرما رہے ہیں جن کے جسم بد بودار ہو گئے ہیں؟''۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ ان سے زیادہ میری بات کو سمجھ نہیں رہے''۔

تحقیق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطلقاً سماعِ موتی کا انکار اس پر محمول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا ان دونوں آیتوں کو حقیقت پر محمول کرتی تھیں۔ جب ان دونوں آیتوں کو مجاز پر محمول کیا جائے، یعنی زندہ کفار کو مُردوں کے ساتھ تشبیہ دی جائے، تو پھر کوئی ایسی دلیل نہیں رہتی، اس معنی ومراد کی جس کی طرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گئی ہیں۔

پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان الفاظ کے ساتھ روایتِ حدیث میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (مسند احمد رقم 182) نے بھی انہی الفاظ کے ساتھ ان کی متابعت کی ہے۔ ان دونوں حضرات کی موافقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (بخاری رقم 3976)، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (معجم کبیر طبرانی رقم 10320 باسنادِ صحیح)، حضرت سیدان رضی اللہ عنہ (معجم کبیر رقم 6715) نے کی ہے۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موافق روایت کرتی ہیں، جیسا کہ مسند احمد میں ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"مَا أَنْتُمْ بِأَفْهَمَ لِقَوْلِي مِنْهُمْ، أَوْ: لَهُمْ أَفْهَمُ لِقَوْلِي مِنْكُمْ".

(مسند احمد رقم 25372)

ترجمہ "تم لوگ ان سے زیادہ میری بات کو سمجھ نہیں رہے"۔

پھر اگر یہ الفاظ محفوظ ہیں، تو گویا انھوں نے اس انکار سے رجوع فرمالیا تھا۔

جمہور نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو قبول کیا ہے، اس لیے کہ اُس کے انکار کی کوئی صورت نہیں ہے، کیونکہ ثقہ راویوں کی بیان کردہ حدیث کو اس کی مثل نص سے ہی رد کیا جاسکتا ہے، جو اس کے نسخ، یا تخصیص، یا اس کے محال ہونے کو بیان کرے۔ ایسا کیسے ممکن ہے؟ جب کہ جس چیز کا انکار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات نے اثبات کیا ہے، اس کا جمع ممکن ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: "الْآنَ يَسْمَعُونَ" میں کوئی منافات نہیں ہے، اس لیے کہ "اسماع" کا معنی ہے: سنانے والے کی آواز کو سننے والے کے کانوں تک پہنچانا۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اُن کو سنانے والی ہے، اس لیے اُس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کو اُن کو سنا دیا۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۷ ص ۳۰۴)

4 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کی قبر پر کلام

حدیث 15:۔حَدَّثَنَا الحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِحُبْشِيٍّ قَالَ: فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ، فَدُفِنَ فِيهَا. فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ:

وَ كُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَ مَالِكًا لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا

ثُمَّ قَالَتْ: "وَاللهِ! لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مُتَّ، وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ"۔

(ترمذی رقم 1055؛ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيحَيْنِ: خلاصة الأحكام للنووی رقم 3690؛ مستدرک حاکم رقم 6013؛ مصنف ابن ابی شیبہ رقم 11811، 11939؛ أخبار مکة فی قدیم الدهر وحدیثه رقم 2513، 2903؛ مصنف عبدالرزاق رقم 6539؛ شرح السنۃ بغوی ج ۵ ص ۴۶۵؛ معجم ابن الأعرابی رقم 1714؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۳ ص ۶۰ رقم 4314)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ (مکہ مکرمہ کے قریب) حُبشی کے مقام پر وفات پا گئے اور ان کو اُٹھا کر مکہ مکرمہ لایا گیا، اور وہاں ان کو دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (حج کے موقع پر) مکہ مکرمہ تشریف لائیں، تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر بھی آئیں۔ تو انھوں نے دو شعر پڑھے:

وَ كُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَ مَالِكًا لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا

ترجمہ ہم جذیمہ کے دو مصاحبوں کی طرح تھے، ایک لمبے عرصہ تک، یہاں تک کہ کہا گیا: یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے۔ پھر جب ہم جدا ہو گئے، تو گویا میں اور مالک لمبے عرصہ

تک ساتھ رہنے کے باوجود ہم نے ایک رات بھی ساتھ نہیں گزاری۔

پھر فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر مَیں تیری وفات کے وقت حاضر ہوتی، تو تجھے وہاں ہی دفن کیا جاتا، جہاں تیری وفات ہوئی تھی۔ اور اگر مَیں اُس وقت موجود ہوتی، تو اب تیری قبر کی زیارت کے لیے مَیں نہ آتی''۔

نوٹ: جذیمہ: عراق کا ایک باشاہ گزرا ہے، اس کے دو مصاحب تھے: مالک اور عقیل۔ دونوں ایک طویل عرصہ تک اس کے ساتھ رہے۔ دونوں میں گہری دوستی تھی، دونوں ہمیشہ اکٹھے رہتے تھے، یہاں تک کہ سچی دوستی اور طولِ صحبت میں ضرب المثل بن گئے تھے۔

یہ دونوں شعر تمیم بن نُویرہ یربوعی کے ہیں، جو اس نے اپنے بھائی مالک کے مرثیہ میں کہے ہیں۔ اس کے اور مالک کے درمیان گہری دوستی تھی۔

5 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ نبوی پر آمد کی کیفیت

حدیث 16: ۔حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ: إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي. فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ، فَوَاللهِ! مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ"۔

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 25660؛ مستدرک حاکم رقم 4402، 6721: و قال: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وسکت عنه الذهبی؛؛ بنحوه ابن سعد 364/3؛ الهیثمی فی "مجمع الزوائد" 26/8، 37/9. وقال: رواه أحمد ورجاله رجال الصحیح)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میرے جس گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے والد مدفون تھے، میں کپڑوں کا خاص اہتمام کیے بغیر ہی اس میں داخل ہو جاتی تھی اور میں کہتی تھی: میرے والد اور خاوند ہیں۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی دفن

کیے گئے تو اللہ کی قسم! میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے کپڑے اوڑھ کر (اور خوب اہتمام کرکے) وہاں جاتی تھی“۔

تشریح حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث اور فقہائے کرام رحمہم اللہ کی اس طرح کی عبارات میں رؤیت سے جاننا مراد ہے کہ جب کوئی زندہ شخص قبر کے پاس آکر سلام وکلام کرتا ہے، تو مُردے اس کو آواز اور لب ولہجہ سے پہچان لیتے ہیں، جیسا کہ نابینا حضرات لوگوں کو آواز سے پہچانتے ہیں، مگر نابینا سے بھی اگر کلام کرنا ہوتا ہے، تو عادۃً لوگ اس کے پیچھے کھڑے نہیں ہوتے، بلکہ سامنے ہی کھڑے ہوتے ہیں، گو اس کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ لیکن عادت یوں ہی ہے۔ متکلم کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ بینا ہوتا تو میں اس کے سامنے ہی سے آتا، اب بھی ایسا ہی کروں۔ یہی حال اموات کے ساتھ کرنا چاہیے کہ اگر وہ قبر کے مضبوط پردہ کے نیچے سے اپنی حسّی آنکھوں سے دیکھتے ہوتے، تو ان کے پاس آنے والے سامنے سے ہی آتے۔ اس لیے اب قبر پر سامنے ہی کی طرف سے آئیں، نہ کہ پیچھے کی طرف سے۔ اور ان کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھ کر یوں خیال اور تصور کریں کہ گویا وہ دیکھتے ہیں۔ اس کو ایسا ہی سمجھئے جیسا کوئی متادب شاگرد اپنے استاد کے مصلّٰی یا ان کی خاص نشست گاہ پر استاد کی غیر حاضری میں بھی کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی ہمت اور جرأت نہیں کرتا، اس خیال سے کہ یہ میرے اُستاد کا مقام ہے کہ اگر استادِ محترم موجود ہوتے، تو ان کی موجودگی میں یہ جرأت نہ کرتا۔ اب بھی ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھتا ہوں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بوقتِ زیارت کیا کرتی تھیں۔ پہلے چونکہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہاں مدفون تھے۔ وہ تستّر کا کوئی خاص اہتمام نہیں کرتی تھیں، جیسا کہ ان کی زندگی میں نہیں کرتی تھیں، بخلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے، کہ چونکہ وہ شرعاً غیر محرم تھے، اس لیے جس طرح ان کی زندگی میں وہ ان کے سامنے پردے کا اہتمام کرتی تھیں، بعد از وفات بھی اس کو ملحوظ رکھا۔

(سِمَاعُ الْمَوْتیٰ، ص ۱۳۱، ۱۳۲۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

دلیل 4:۔حدیث: قبر کے پاس سلام کہنے والے کو مردہ جانتا اور اس کا سلام سنتا ہے

حدیث 17:۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ عُبَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قِرَاءَةً مِنِّي عَلَيْهِ سَنَةَ تِسْعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ فِي رَبِيعٍ الْأَوَّلِ، قَالَ أَمْلَتْ عَلَيْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ الرَّيَّانِ الْمُسْتَمْلِيّ فِي دَارِهَا بِمِصْرَ فى شوال سنة اثنتين وأربعين وثلاث مئة، قَالَتْ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ بن عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ أَحَدٍ مَرَّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ".

(الاستذكار لابن عبد البر، ج ۱ ص ۱۸۵؛ إسناده صحيح: الأحكام الشرعية الصغرى "الصحيحة" لعبد الحق، ج ۱ ص ۳۴۴، ۳۴۵؛ الأحكام الوسطى من حديث النبى صلى الله عليه وسلم، لعبد الحق، ج ۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳؛ صححه أبو محمد عبد الحق: التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة، ص ۴۱۰)

وَالصَّحِيحُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رِوَايَةُ ابْنِ عُمَرَ، لِمَا لَهَا مِنَ الشَّوَاهِدِ عَلَى صِحَّتِهَا مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ، مِنْ أَشْهَرِ ذَلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مُصَحِّحًا لَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: "مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ، حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ".

(تفسير القرآن العظيم لابن كثير، ج ۶ ص ۳۲۵)

أخرج ابن عبد البر وقال عبد الحق الإشبيلى إسناده صحيح عن ابن عباس مرفوعا: "ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه فى الدنيا يسلم عليه إلا عرفه ورد عليه".

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ج۱۱ ص۵۵)

ذکر أبو عمر بن عبد البر من حديث ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام". وهو صحيح الإسناد. (الصَّارِمُ المُنْكِي فی الرَّدِّ عَلَى السُّبْكِي، ص۲۲۴)

وأما حديث ابن عباس الذي رواه ابن عبد البر في التمهيد فلفظه ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام وقد رواه كذلك في الاستذكار وهذا الذي صححه عبد الحق في العاقبة وروى نحو ذلك من حديث أبي هريرة ما من رجل يزور قبر أخيه فيسلم عليه ويقعد عنده إلا رد عليه السلام وأنس به حتى يقوم من عنده رواه أبو الشيخ والديلمي.

(تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، ج٦ ص٢٦١٢. المؤلفون: العِراقي (725-806 هـ)، ابن السبكي (727-771 هـ)، الزبيدي (1145-1205 هـ). استِخرَاج: أبي عبد الله مَحمُود بِن مُحمّد الحَدّاد (1374 هـ -؟). الناشر: دار العاصمة للنشر - الرياض. الطبعة: الأولى، ۱۴۰۸ھ)

وقد روى حديث صححه ابن عبد البر أنه قال: "ما من رجل يمر بقبر رجل كان يعرفه في الدنيا، فيسلم عليه، إلا رد الله عليه روحه، حتى يرد عليه السلام".

(اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم، لابن تيمية، ج۲ ص۱۷۸)

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الِاسْتِذْكَارِ وَالتَّمْهِيدِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ". صَحَّحَهُ عَبْدُ الْحَقِّ.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۴ ص۱۲۵۹)

أقول: والأحاديثُ فى سماع الأمواتِ قد بلغت مَبْلغَ التواتر. وفى حديثٍ صحّحه أبو عمرو: أن أحدًا إذا سَلَّم على الميتِ فإنه يَرُدُّ عليه، ويعرِفُه إن كان يَعْرِفُه فى الدُّنيا - بالمعنى-

(فيض البارى على صحيح البخارى، ج ۳ ص ۴۲- طبع بيروت)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی اپنے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے، جس کو وہ دُنیا میں پہچانتا تھا، وہ جب بھی اسے سلام کہتا ہے، تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے، اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے''۔

حدیث18:۔أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَبِيبٍ، وَأَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَالَةَ الْحِمْصِيُّ، قَالَا: ثنا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ، ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ رَجُلٍ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ"۔

(الفوائد تمام، ج ۱ ص ۶۳ رقم 139)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی اپنے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے، جس کو وہ دُنیا میں پہچانتا تھا، وہ جب بھی اسے سلام کہتا ہے، تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے، اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے''۔

حدیث3:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَمْعَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ بِهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتَّى يَقُومَ"۔

(ضعيف: الروح لإبن القيم ص5، شرح الصدور ص 201، الحاوى للفتاوى للسيوطى، ج 2 ص205، أخرجه ابن أبي الدنيا فى "كتاب القبور"- كما فى "تفسير ابن كثير" (6/325)، و "تخريج الإحياء" (4/491)، و "الحاوى" (2/175)- "وفيه

عبدالله بن سمعان ولم أقف على حاله. قاله الحافظ العراقي رحمه الله تعالى)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی اپنے (مؤمن) بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے، اور اُس کے پاس بیٹھ جاتا ہے، تو وہ اس سے مانوس ہوتا ہے (جس کو وہ دُنیا میں پہچانتا تھا، وہ جب بھی اسے سلام کہتا ہے)، اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو کر چل دیتا ہے''۔

قَالَ ابْن عبد الْبر: ثَبت عَن النَّبِي أَنه قَالَ: مَا من مُسلم يمر على قبر أَخِيه كَانَ يعرفهُ فِي الدُّنْيَا فيسلم عَلَيْهِ إِلَّا رد الله عَلَيْهِ روحه حَتَّى يرد عَلَيْهِ السَّلَام فَهَذَا نَص فِي أَنه يعرفهُ بِعَيْنِه وَيرد عَلَيْهِ السَّلَام.

وَقد ترْجم الْحَافِظ أَبُو مُحَمَّد عبد الْحق الأشبيلي على هَذَا فَقَالَ ذكر مَا جَاءَ أَن الْمَوْتَى يسْأَلُون عَن الْأَحْيَاء ويعرفون أَقْوَالهم وأعمالهم ثمَّ قَالَ ذكر أَبُو عمر بن عبد الْبر من حَدِيث ابْن عَبَّاس عَن النَّبِي مَا من رجل يمر بِقَبْر أَخِيه الْمُؤمن كَانَ يعرفهُ فيسلم عَلَيْهِ إِلَّا عرفه ورد عَلَيْهِ السَّلَام ويروى هَذَا الحَدِيث أبي هُرَيْرَة مَرْفُوعا قَالَ فَإِن لم يعرفهُ وَسلم عَلَيْهِ رد عَلَيْهِ السَّلَام

قَالَ ويروى من حَدِيث عَائِشَة رضي الله عَنْهَا أَنَّهَا قَالَت قَالَ رَسُول الله ﷺ مَا من رجل يزور قبر أَخِيه فيجلس عِنْده إِلَّا استأنس بِهِ حَتَّى يقوم.

(الروح في الكلام على أرواح الأموات والأحياء بالدلائل من الكتاب والسنة، ص۵، ۱۲۔ المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية رحمه الله (المتوفى: ۷۵۱ھ). الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

تشریح حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں یہ پہچاننا سلام کہنے والے کے سلام وکلام کے لب ولہجہ سے ہوتا ہے۔ جس طرح اکثر پسِ پردہ یا نابینا حضرات لوگوں کی آواز اور طرزِ کلام اور لب ولہجہ سے اُن کو پہچان لیتے ہیں، حالانکہ آنکھوں سے وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ مُردہ قبر میں سلام سنتا بھی ہے اور اس کا باقاعدہ جواب بھی دیتا ہے۔ یہ

روایت سماعِ موتی کی واضح اور روشن دلیل ہے، جس میں ذرّہ بھر شک نہیں کیا جاسکتا۔
اسی مضمون کی روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے (کتاب الروح؛ شرح الصدور) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (کتاب الروح)۔ ان کی یہ روایت امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے (الجامع الصغیر)۔ امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں بھی نقل کی ہے (شرح الصدور)۔ ان دونوں روایتوں میں کمزوری بھی ہے، لیکن اصول حدیث کی رُو سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے۔

(سِمَاعُ الْمَوْتٰی، ص۱۹۸، ۲۰۶، ۲۰۷۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

اعتراض حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وروى الربيع بن سليمان المؤذن حدثنا بشر بن بكر عن الأوزاعي عن عطاء عن عبيد الله ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: "ما من أحد يمر على قبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا يسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام". خرجه ابن عبد البر وقال عبد الحق الإشبيلي: إسناده صحيح يشير إلى أن رواته كلهم ثقات وهو كذلك إلا أنه غريب بل منكر. (أهوال القبور، ص۸۵،۸۶)

ترجمہ اس حدیث کی تخریج حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ علامہ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی سند صحیح ہے"۔ اس سے وہ اس جانب اشارہ کررہے ہیں کہ اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اور وہ ایسے ہی ہیں۔ مگر یہ کہ یہ حدیث غریب ہے، بلکہ منکر ہے۔ یہی اعتراض علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

(سلسلة الأحاديث الضعيفة، ج۹ ص ۴۷۳ تا ۴۷۶، رقم 4493)

جواب حافظ عبد الرحمٰن بن شہاب الدین بن احمد بن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقام پر بلاشبہ متبحر عالم ہیں، لیکن فنِ حدیث اور روایتِ حدیث کی پرکھ اور نقد و جرح میں ان کا وہ مقام نہیں، جو حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ وہ دونوں اقدم

ہونے کے علاوہ اس فن میں ان سے اعلم بھی ہیں۔ پھر حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بے شمار محدثین ان کی تائید کر رہے ہیں۔لہٰذا ان کی تصحیح کے مقابلہ میں ان کی تضعیف کا کوئی مقام نہیں ہے۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس روایت کے راویوں کو ثقہ ہی کہتے ہیں۔ان کی جرح اور تضعیف مبہم ہے۔اصول حدیث کے رو سے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

(سِمَاعُ الْمَوْتٰی ص۲۰۸، ۲۰۹۔المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔الناشر: مکتبہ صفدریہ،نزد مدرسہ نصرۃ العلوم،گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

دلیل 5:۔حدیث: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا شہداء کو سلام کہنا

حدیث 19:۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ قُرَّةَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَرْجِعُ مِنْ ضَيْعَتِهِ فَيَمُرُّ بِقُبُورِ الشُّهَدَاءِ فَيَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، وَإِنَّا بِكُمْ لَلَاحِقُونَ". ثُمَّ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: "أَلَا تُسَلِّمُونَ عَلَى الشُّهَدَاءِ فَيَرُدُّونَ عَلَيْكُمْ".

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳ ص ۷۲ رقم 11788)

حَدَّثَنا عَلِيّ بن عَبد الله بن مُبشر، حَدَّثَنا عَبّاس الدُّورِيّ، حَدَّثَنا عُبَيد الله بن موسى، حَدَّثَنا ابن أَبِي ذِئب، عن قُرَيْن، عن عامِر بن سَعْد، عن أبيه: أنه كان يرجع من ضيعته فيمر بقبور الشهداء فيقول: "السَّلام عليكم وإنا بكم لاحقون"، ثم يقول لأصحابه: "ألا تسلمون على الشهداء فيردون عليكم؟".

قال العَبّاس: قرين هذا حَدَّث عنه ابن إسحاق: حَدَّثني قُرَيْن بن إبراهيم.

(المؤتلف والمختلف، ج ۴ ص ۱۸۹۳۔ المؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني رحمه الله (المتوفى: ۳۸۵ھ)۔ تحقيق: موفق بن عبد الله بن عبد القادر۔ الناشر: دار الغرب الإسلامي، بيروت۔ الطبعة: الأولى، ۱۴۰۶ھ)

وروی بن أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى قُبُورِ الشُّهَدَاءِ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: "أَلَا تُسَلِّمُونَ عَلَى الشُّهَدَاءِ فَيَرُدُّونَ عَلَيْكُمْ".

(الاستذکار، ج ۱ ص ۱۸۵؛ شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج ۳ ص ۳۶۰؛ التوضیح لشرح الجامع الصحیح، ج ۱۰ ص ۱۵۶؛ التاج والإکلیل لمختصر خلیل، ج ۳ ص ۵۱)

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی زمین اور کھیتی سے واپس آتے اور شہداء کی قبروں کے پاس سے گزرتے، تو فرماتے: ''السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. وَإِنَّا بِكُمْ لَلَاحِقُونَ'' (السلام علیکم! اور بے شک ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں)۔ پھر اپنے ساتھیوں سے فرماتے: ''کیا تم شہداء کو سلام نہیں کہتے تا کہ وہ تمھیں تمھارے سلام کا جواب لوٹائیں؟''۔

حضرت عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معمول تھا۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ہر راوی کی توثیق بیان کی ہے، اور اس کے بعد فرماتے ہیں:

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک جلیل القدر، صاحب منقبت اور مستجاب الدعوات صحابی تھے، کا بھی یہ نظریہ تھا کہ شہداء زندوں کا سلام سنتے اور ان کو جواب دیتے ہیں، کیونکہ ان کے سامنے وہ صریح اور صحیح حدیثیں تھیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں کو سلام کہنے اور ان کی طرف جواب لوٹانے کا ذکر فرمایا ہے۔

(سِمَاعُ الْمَوْتٰی، ص ۲۲۹۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

دلیل 6:۔ حدیث: اہلِ قبور سلام سنتے ہیں

حدیث 20:۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارِ بْنِ عَطِيَّةَ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْبِهْرِقَانِيُّ، حَدَّثَنَا النَّجْمُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ،

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو رَزِينٍ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ طَرِيقِي عَلَى الْمَوْتَى، فَهَلْ مِنْ كَلَامٍ أَتَكَلَّمُ بِهِ إِذَا مَرَرْتُ عَلَيْهِمْ؟". قَالَ: "قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْقُبُورِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ، أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ". قَالَ أَبُو رَزِينٍ: "يَا رَسُولَ اللهِ! يَسْمَعُونَ؟". قَالَ: يَسْمَعُونَ وَلٰكِنْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُوا". قَالَ: "يَا أَبَا رَزِينٍ! أَلَا تَرْضَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْكَ بِعَدَدِهِمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ".

وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا بِهٰذَا اللَّفْظِ. وَأَمَّا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ إِلٰى قَوْلِهِ: "وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ". فَيُرْوَى بِغَيْرِ هٰذَا الْإِسْنَادِ مِنْ طَرِيقٍ صَالِحٍ، وَسَائِرُ الْحَدِيثِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

(الضعفاء الکبیر للعقیلی، ج ۴ ص ۱۹ رقم الترجمۃ 1573؛ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص ۲۰۱ رقم 5؛ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۴ ص ۱۲۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میرا راستہ مُردوں کے پاس (یعنی قبرستان) سے گزرتا ہے۔ پس کیا میں ان کے پاس سے گزرتے ہوئے کوئی کلام کیا کروں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم یہ کہو: اے اہلِ قبور، جو مسلمان اور مؤمن ہو! تم پر سلام ہو، تم ہمارے پیش رَو ہو، اور ہم تمھارے تابع ہیں، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں''۔ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا وہ سنتے ہیں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں سنتے ہیں، مگر وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابورزین! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم جتنے مُردوں کو سلام کہو، اتنی ہی تعداد میں فرشتے تمھیں جواب دیں''۔

تشریح: حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ: ''وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے''، کا مطلب یہ ہے کہ ایسا جواب کہ جس کو جن اور انسان سُن سکیں۔ مُردے جواب تو دیتے ہیں مگر وہ (عادۃً) سنا نہیں جاتا۔

علامہ آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وما أخرجه العقيلي من أنهم يسمعون السلام ولا يستطيعون رده محمول على نفي استطاعة الرد على الوجه المعهود الذي يسمعه الاحياء. (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج۱۱ص۵۷)

ترجمہ: جس حدیث کی امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے کہ مُردے سلام تو سنتے ہیں، لیکن جواب لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتے، اس پر محمول ہے کہ معہود (مروجہ) طریقہ سے جواب لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتے کہ اس جواب کو زندہ لوگ سُن سکیں۔

اعتراض: اس حدیث کی سند میں حضرت محمد بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ ہے، جو مجہول ہے۔ امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث محفوظ نہیں ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: مَجْهُولٌ فِي النَّسَبِ وَالرِّوَايَةِ، وَحَدِيثُهُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

جواب: یہ بجا ہے، مگر دیگر صحیح روایات اور اُمت کا تعامل اس استدلال کا مؤید ہے۔ یہ اس قدر کمزور نہیں ہے کہ اس کو سرے سے نظر انداز کر دیا جائے۔ جس مسئلہ کے اثبات کے لیے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے، وہ خود اختلافی مسئلہ ہے اور بنیادی عقائد اور حلال و حرام کے احکام سے نہیں ہے۔

دلیل 7:۔ حدیث مرسل: قبر سے حضرت اُمِّ محجن رضی اللہ عنہا کا جواب دینا

حدیث 21:۔ وروى أبو الشيخ الأصبهانيُ بإسناده عن عبيدِ بنِ مرزوق، قالَ:

كانتِ امرأةٌ بالمدينةِ يقالُ لها: أُمُّ محجنٍ، تقمُّ المسجدَ، فماتتْ، فلم يعلمْ بها النبيُّ صلى الله عليه وسلم فمرَّ على قبرِها، فقال: "ما هذا القبرُ؟". فقالوا: "قبرُ أمِّ محجنٍ". فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "التي كانتْ تقمُّ المسجدَ؟". قالوا: "نعم". فصفَّ الناسَ وصلَّى عليها،

ثم قالَ: "أيَّ العملِ وجدتِ أفضل؟". قالوا: "يا رسولَ اللهِ! أتسمع؟". قالَ: "ما أنتم بأسمعَ منها". فذكرَ أنها أجابتْهُ. "قَمَّ المسجدِ". وهذا مرسل.

(روائع التفسير (الجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي)، ج۲ ص۹۸؛ روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج۱۱ ص۵۵؛ الخصائص الكبرى للسيوطي، ج۲ ص۱۱۲؛ سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد، ج۱۰ ص۱۶؛ فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن رجب الحنبلي، ج۳ ص۳۵۲؛ شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور للسيوطي، ص۱۰۱؛ الترغيب والترهيب من الحديث الشريف للمنذري، ج۱ ص۱۲۲ رقم 427؛ أهوال القبور لابن رجب الحنبلي، ص۸۱)

ترجمہ ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبید بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ کے مرسل سے روایت بیان کی ہے: ایک عورت مسجدِ نبوی میں جھاڑو دیتی تھی۔ اس کی وفات ہوگئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی وفات کا علم نہ ہوسکا۔ وہ دفن ہوچکی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر کے پاس سے گزرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ قبر کس کی ہے؟''۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یہ حضرت اُمِّ محجن رضی اللہ عنہا کی قبر ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''ہاں، حضرت! وہی ہے''۔ لوگوں نے صف باندھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا جنازہ پڑھایا (جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی، یا اُس کے لیے اجتماعی صورت میں دُعا کی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس بی بی سے دریافت کیا: ''تم نے کون سا عمل افضل پایا ہے؟''۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا وہ سنتی ہے؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم اُس سے زیادہ نہیں سن رہے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اُس نے جواب یہ دیا ہے کہ میں نے مسجد کی صفائی افضل عمل پایا ہے''۔

3.3:۔قرآنی آیات کی تفسیر

آیت5:۔اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (النمل:۸۰،۸۱)

ترجمہ تم مُردوں کونہیں سنا سکتے، نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے ہوں، اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو۔تم تو اپنی بات انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

آیت6:۔فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (الروم:۵۲،۵۳)

ترجمہ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تم مُردوں کونہیں سنا سکتے، نہ ان بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیرے چلے جارہے ہوں۔اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر راہِ راست دکھا سکتے ہو،تم توصرف انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور سر تسلیم خم کردیتے ہیں۔

تفسیر دوتفسیریں مشہور ہیں:

تفسیر اوّل اس میں سماعِ نافع کی نفی ہے

1 حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ:"اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" أَيْ: لَا تُسْمِعُهُمْ شَيْئًا يَنْفَعُهُمْ، فَكَذٰلِكَ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قُلُوبِهِمْ غِشَاوَةٌ،وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرُ الْكُفْرِ.

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر،ج۶ص۲۱۰۔

ترجمہ یعنی تم اُن کو کوئی ایسی شے نہیں سنا سکتے، جو ان کو نفع دے۔

مطلب واضح ہے کہ مطلق سماع کی نفی نہیں، بلکہ سماعِ مفید اور نافع کی نفی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدِ اسْتَدَلَّتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِهٰذِهِ الْآيَةِ: "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ"، عَلَىٰ تَوْهِيمِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ مُخَاطَبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَتْلَى الَّذِينَ أُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ، بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمُعَاتَبَتَهُ إِيَّاهُمْ وَتَقْرِيعَهُ لَهُمْ، حَتّٰى قَالَ لَهُ عُمَرُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تُخَاطِبُ مِنْ قَوْمٍ قَدْ جَيَّفُوا؟". فَقَالَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلٰكِنْ لَا يُجِيبُونَ". وَتَأَوَّلَتْهُ عَائِشَةُ عَلَىٰ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ". وَقَالَ قَتَادَةُ: أَحْيَاهُمُ اللهُ لَهُ حَتّٰى سَمِعُوا مَقَالَتَهُ تَقْرِيعًا وَتَوْبِيخًا وَنِقْمَةً.

وَالصَّحِيحُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رِوَايَةُ ابْنِ عُمَرَ، لِمَا لَهَا مِنَ الشَّوَاهِدِ عَلَىٰ صِحَّتِهَا مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ، مِنْ أَشْهَرِ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مُصَحِّحًا لَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: "مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ، حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ".

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، ج۶ص ۳۲۴، ۳۲۵)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" کی آیت سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے وہم پر استدلال کی جو (بقول اُن کے) اُن کو اس روایت کے بیان کرنے میں ہوا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولینِ بدر سے، جب اُن کو کنویں میں ڈالا گیا، تین دن کے بعد خطاب کیا، اور ان کو ڈانٹ پلائی اور اُن کو سرزنش کی، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُردہ قوم سے کیسے خطاب فرماتے ہیں؟"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس اللہ کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اس بات کو جو میں اُن سے کہہ رہا ہوں، اُن سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے"۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کی یہ تاویل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: "بلا شبہ یہ کفّار اب جانتے ہیں کہ میں

جو کچھ اِن سے کہا کرتا تھا، وہ حق ہے"۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر زندہ کیا، یہاں تک کہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی اور یہ سب کچھ سرزنش، ڈانٹ اور اُن کی برائی اُن پر ظاہر کرنے کے لیے تھا۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت صحیح ہے، کیونکہ اس کی صحت کے متعدد اسانید سے بکثرت شواہد ہیں، جن میں سے مشہور وہ روایت ہے جس کی امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح کی ہے۔

2 حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

1 ثَالِثُهَا حَدِيثُ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ مَا إِنْ كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ". وَهٰذَا مَصِيرٌ مِنْ عَائِشَةَ إِلَى رَدِّ رِوَايَةِ بن عُمَرَ الْمَذْكُورَةِ. وَقَدْ خَالَفَهَا الْجُمْهُورُ فِي ذٰلِكَ وقبلوا حَدِيث بن عُمَرَ لِمُوَافَقَةِ مَنْ رَوَاهُ غَيْرُهُ عَلَيْهِ. وَأَمَّا اسْتِدْلَالُهَا بِقَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى فَقَالُوا: مَعْنَاهَا لَا تُسْمِعُهُمْ سَمَاعًا يَنْفَعُهُمْ أَوْ لَا تُسْمِعُهُمْ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ. وَقَالَ السُّهَيْلِيُّ: عَائِشَةُ لَمْ تَحْضُرْ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَيْرُهَا مِمَّنْ حَضَرَ أَحْفَظُ لِلَفْظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ قَالُوا لَهُ: "يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُخَاطِبُ قَوْمًا قَدْ جَيَّفُوا؟". فَقَالَ: "مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ". قَالَ: وَإِذَا جَازَ أَنْ يَكُونُوا فِي تِلْكَ الْحَالِ عَالِمِينَ جَازَ أَنْ يَكُونُوا سَامِعِينَ إِمَّا بِآذَانِ رؤوسهم كَمَا هُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ أَوْ بِآذَانِ الرُّوحِ عَلٰى رَأْيِ مَنْ يُوَجِّهُ السُّؤَالَ إِلَى الرُّوحِ مِنْ غَيْرِ رُجُوعٍ إِلَى الْجَسَدِ. قَالَ: وَأَمَّا الْآيَةُ فَإِنَّهَا كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَو تهدى الْعَمى أَيْ إِنَّ اللهَ هُوَ الَّذِي يُسْمِعُ وَيَهْدِي" انْتَهٰى. وَقَوْلُهُ: إِنَّهَا لَمْ تَحْضُرْ صَحِيحٌ لٰكِنْ لَا يَقْدَحُ ذٰلِكَ فِي رِوَايَتِهَا لِأَنَّهُ مُرْسَلُ صَحَابِيٍّ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلٰى أَنَّهَا سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِمَّنْ حَضَرَهُ أَوْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ. وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ قادحا فِي رِوَايَتِهَا لقدح فِي رِوَايَة بن عُمَرَ فَإِنَّهُ

لَمْ يَحْضُرْ أَيْضًا وَلَا مَانِعَ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اللَّفْظَيْنِ مَعًا فَإِنَّهُ لَا تَعَارُضَ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ بن التِّين: لَا مُعَارِضَةَ بَين حَدِيث بن عُمَرَ وَالْآيَةِ لِأَنَّ الْمَوْتَى لَا يَسْمَعُونَ بِلَا شَكٍّ لكِنْ إِذَا أَرَادَ اللهُ إِسْمَاعَ مَا لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ السَّمَاعُ لَمْ يَمْتَنِعْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: انا عرضنا الْأَمَانَةَ الْآيَةَ وَقَوْلِهِ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَو كرها الْآيَةَ. (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۳ ص ۲۳۴، ۲۳۵)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی اس تاویل میں اس طرف جارہی ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مردود ہے۔ لیکن جمہور اہلِ اسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت کی ہے اور انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو قبول کیا ہے، کیونکہ دوسرے حضرات کی روایتیں ان کے موافق ہیں۔

رہا ان کا آیت: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى سے استدلال، تو جمہور نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ: ''تو ان کو اس طرح نہیں سنا سکتا، جس سے ان کو نفع ہو، یا اُن کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں سنا سکتا''۔

امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے موقع پر حاضر ہی نہ تھیں۔ لہٰذا اُن حضرات کو جو اس موقع پر حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان زیادہ یاد ہو سکتا ہے، حالانکہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''یارسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قوم سے خطاب فرماتے ہیں جو مردہ ہے؟''۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں، اس کو تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے''۔ انھوں نے فرمایا: جب کفّار اس حالت میں جاننے والے ہیں، تو جائز ہے کہ وہ سننے والے بھی ہوں، یا تو سَر کے حسّی کانوں سے، جیسا کہ جمہور کا قول ہے، یا رُوح کے کانوں سے، اُن حضرات کے نزدیک جو یہ کہتے ہیں کہ (نکیرین کا) سوال روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور رُوح بدن کی طرف نہیں لوٹتی۔ اور فرمایا: رہی آیت کریمہ، تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے:

آیت 7:۔ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَمَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○
(الزخرف:۴۰)

ترجمہ اب کیا اے نبی ﷺ، تم بہروں کو سناؤ گے؟ یا اندھوں اور صریح گمراہی میں پڑے ہوئے لوگوں کو راہ دکھاؤ گے؟

یعنی (تیری قدرت نہیں) اللہ تعالیٰ ہی سناتا اور ہدایت دیتا ہے۔ انتہیٰ۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہ تھیں، صحیح ہے، لیکن اس کی وجہ سے ان کی روایت میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ وہ صحابی کا مرسل ہے جو اس بات پر محمول ہے کہ انھوں نے اس موقع پر حاضرین سے سنا، یا براہِ راست حضور اکرم ﷺ سے اس کے بعد سُنا۔ اگر اس وجہ سے ان کی روایت پر قدح ہوسکتی ہے، تو یہی اعتراض بعینہٖ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت پر بھی ہے جو اُس موقع پر حاضر نہ تھے۔ کوئی مانع نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں لفظ (سماع اور علم کا) اکٹھے ارشاد فرمائے ہوں، کیونکہ ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

مُحدّث ابن التین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اور اس آیت میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ مردے خود نہیں سنتے، لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے کہ ایسی چیز سنادے، جس کی شان سننا نہیں، تو یہ ممتنع نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

آیت 8:۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○ (الاحزاب:۷۲)

ترجمہ ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اُسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اُسے اٹھالیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

آیت 9:۔ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ○ (حم سجدہ:۱۱)

ترجمہ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دُھواں تھا۔ اُس نے آسمان اور زمین سے کہا: ''وجود میں آجاؤ، خواہ تم چاہو یا نہ چاہو''۔ دونوں نے کہا: ''ہم آگئے

فرمانبرداروں کی طرح"۔

2 قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: "الْعِلْمُ لَا يَمْنَعُ مِنَ السَّمَاعِ"، وَالْجَوَابُ عَنِ الْآيَةِ أَنَّهُ لَا يُسْمِعُهُمْ وَهُمْ مَوْتَى، وَلٰكِنَّ اللهَ أَحْيَاهُمْ حَتّٰى سَمِعُوا، كَمَا قَالَ قَتَادَةُ. وَلَمْ يَنْفَرِدْ عُمَرُ وَلَا ابْنُهُ بِحِكَايَةِ ذٰلِكَ بَلْ وَافَقَهُمَا أَبُو طَلْحَةَ كَمَا تَقَدَّمَ. وَلِلطَّبَرَانِيِّ مِن حَدِيثِ بن مَسْعُودٍ مِثْلُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ، وَمِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِيدَانٍ نَحْوَهُ، وَفِيهِ قَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَهَلْ يَسْمَعُونَ؟". قَالَ: "يَسْمَعُونَ كَمَا تَسْمَعُونَ وَلٰكِن لَا يُجِيبُون". وَفِي حَدِيث بن مَسْعُودٍ: "وَلٰكِنَّهُمُ الْيَوْمَ لَا يُجِيبُونَ".

وَمِنَ الْغَرِيبِ أَنَّ فِي الْمَغَازِي لِابْنِ إِسْحَاقَ رِوَايَةَ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي طَلْحَةَ وَفِيهِ: "مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ"، وَأَخْرَجَهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. فَإِنْ كَانَ مَحْفُوظًا فَكَأَنَّهَا رَجَعَتْ عَنِ الْإِنْكَارِ لِمَا ثَبَتَ عِنْدَهَا مِنْ رِوَايَةِ هٰؤُلَاءِ الصَّحَابَةِ لِكَوْنِهَا لَمْ تَشْهَدِ الْقِصَّةَ. (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۷ ص ۳۰۳، ۳۰۴)

ترجمہ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "علم سماع سے نہیں روکتا"۔ آیت کریمہ کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ: "اس حالت میں نہیں سنتے، جب وہ مردے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا یہاں تک کہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا"، جیسا کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ اس حدیث اور حکایت کو بیان کرنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی متفرد نہیں ہیں، بلکہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے موافق ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ایسی ہے جس کی سند صحیح ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن سِیدان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت (اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے) بھی اِسی مضمون کی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ! کیا یہ سنتے ہیں؟"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، سنتے ہیں، اسی طرح جیسے تم سُنتے ہو، لیکن وہ جواب (جس کو تم سنو) نہیں دے سکتے"۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت

میں ہے: ''لیکن وہ آج کے دن جواب نہیں دیتے''۔

یہ بڑی نرالی بات ہے کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے مغازی میں یونس بن بکیرؒ کے طریق سے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت ہے جیسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے، جس میں ''مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ'' کے الفاظ موجود ہیں۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حسن سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔ سو اگر یہ الفاظ محفوظ ہوں، تو گویا یہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماعِ موتیٰ کے انکار سے رجوع کر لیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک ان جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتیں ثابت ہوگئیں (جو موقع پر حاضر تھے اور) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حاضر نہ تھیں۔

3 حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ: اتَّفَقُوا عَلَى صِحَّةِ مَا رَوَاهُ أَنَسٌ وَابْنُ عُمَرَ وَإِنْ كَانَا لَمْ يَشْهَدَا بَدْرًا فَإِنَّ أَنَسًا رَوَى ذٰلِكَ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ وَأَبُو طَلْحَةَ شَهِدَ بَدْرًا..........

وَالنَّصُّ الصَّحِيحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمٌ عَلَى تَأْوِيلِ مَنْ تَأَوَّلَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَغَيْرِهِ وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مَا يَنْفِي ذٰلِكَ فَإِنَّ قَوْلَهُ: "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى"، إِنَّمَا أَرَادَ بِهِ السَّمَاعَ الْمُعْتَادَ الَّذِي يَنْفَعُ صَاحِبَهُ فَإِنَّ هٰذَا مَثَلٌ ضُرِبَ لِلْكُفَّارِ وَالْكُفَّارُ تَسْمَعُ الصَّوْتَ لٰكِنْ لَا تَسْمَعُ سَمَاعَ قَبُولٍ بِفِقْهٍ وَاتِّبَاعٍ. (مجموع الفتاوی ج ۴ ص ۲۹۷، ۲۹۸)

ترجمہ حدیث وسنّت کا علم رکھنے والے اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے (سماعِ موتیٰ کی) حدیثیں صحیح ہیں۔ وہ دونوں اگرچہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے، لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ روایت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ بدر میں شریک تھے۔

وہ نصِ صریح جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے، وہ اس تاویل پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ نے کی ہے، مقدم ہے اور قرآن کریم میں کوئی چیز ایسی

نہیں ہے جو اس کی نفی کرتی ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ (بے شک تُو مُردوں کو نہیں سنا سکتا)۔ اس سے مراد وہ معتاد سماع ہے جو سامع کو نفع دے۔ بلاشبہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کفّار کے لیے بیان فرمائی ہے اور کفّار آواز سنتے ہیں، لیکن سمجھ اور پیروی کے جذبہ سے سماعِ قبول اُن کو حاصل نہیں ہے۔

4 قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ تعليل اخر للأمر بالتوكل من حيث إنه يقطع طمعه عن مشايعتهم ومعاضدتهم رأساً. وإنما شُبّهوا بالموتى لعدم انتفاعهم باستماع ما يتلى عليهم كما شُبّهوا بالصم في قوله: وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ فإن إسماعهم في هذه الحالة أبعد.

(أنوار التنزيل وأسرار التأويل، ج ٥ ص ٧ ٣٣. المؤلف: ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي رحمه الله (المتوفى ٦٨٥ھ). المحقق: محمد عبد الرحمٰن المرعشلي. الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. الطبعة: الأولى ١٤١٨ھ)

ترجمہ آیت: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ (بے شک تُو مُردوں کو نہیں سنا سکتا) میں ان زندہ کافروں کو مُردوں کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ اس چیز کو جو اُن پر پڑھی جاتی ہے، سُن کر نفع حاصل نہیں کرتے جیسا کہ اُن کو

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ۔

ترجمہ اور نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں۔

کے ارشاد میں بہروں سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ اس حالت میں اُن کا سننا بعید تر ہے۔

5 حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں:

بقي القرآنُ فأَمْرُه صَعْبٌ، قال تعالى: "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ" [النمل: 80]، وقال: "وما أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ في القُبُورِ" [فاطر: 22]، وهو بظاهِرِه يدلُّ على النَّفْي مُطلقًا. فقيل بالفرق بين السَّماع، والإِسماع، والمَنْفي هو

الثانی دون الأول، والمطلوبُ هو الأوّل دونَ الثانی، وأجاب عنه السّیوطی:

* سماعُ مَوْتی کلامَ الخُلْقِ قاطبةً قد صَحَّ فیها لنا الآثارُ بالکُتُبِ
* وآیةُ النفی معناها سَمَاعُ هدیً لا یَسْمَعُون ولا یُصْغون للأَدَبِ

قلت: نَزَّل الشیخُ رحمه الله تعالٰی فیها علی الغَرض، وحاصل الآیة علی طَوْرِه: أنّ هؤلاء الکفارَ کالمَوْتٰی فلا تَنْفع هدایتُك فیهم، لأن نَفْعها إنّما کان فی حیاتِهم وقد مَضٰی وَقْتُها. کذلك هؤلاء وإنْ کانوا أحیاء إلّا أنّ هدایتَك غیرُ نافعةٍ لهم، لکونِهم مِثْلَ الأمواتِ فی عدم الانتفاع، فلیس الغرضُ منه نفیَ السماع بل نفی الانتِفاع.

قلت: عدمُ السَّماع والسَّمْع والاستِماع کُلّها بمعنی عَدَم العمل، لأنّ السَّمْع یکونُ للعمل، فإذا لم یَعْمَل به فکأنّه لم یَسْمَعْه. تَقولُ: قلتُ له مرارًا أن لا یترکَ الصلاةَ لکنّه لا یَسْمَعُ کلامی، أی لا یعمل به. یُقال فی الفارسیة نشنود یعنی عمل نمی کند، فلو قال الشیخ رحمه الله تعالٰی: إنّ مَن فی القبور لا یعملُون للُغة الکلامُ فی اللغة، ولم یبق تأویلا، بل الأحسنُ أن یُقال: مانتے نہیں، فإن قلت: إنّ الأمواتَ إذا ثَبَت لهم السَّماعُ، فهل لهم الانتفاعُ به أیضًا أو مجردُ سماعِ الصوتِ فقط.

قلت: الصوت، مَنْ مات علی الخیرِ فإنّه ینتفعُ به أیضًا. وأما مَن مات علی الشرِّ والعیاذ بالله فأنّی أَنْ ینتفِعَ، إذا لم یَنْتَفِع به فِی الدنیا، ولیس له إلا سماعُ الصَّوتِ، والوجه الثانی: فی التَّفَصِّی عن الآیة أنّ هذا السماعَ الذی نحن بصددِ إثباتِه مِن عالَم البَرْزَخ، أخبرنا به المُخبر الصادق فآمَنّا به، أما فی عالَمِنا فهو معدومٌ ولا یَلْزَمُ للقرآنِ أن یعبر بما یأتی علی العالمین، فجاز أن یکونَ نَفْیُ السماع بحسب عالَمِنا، فإنّ التشبیهاتِ تکونُ للتوضیح فقط، ولَمَّا کان مَنْ القبور کالعدَم فی عالَمِنا، لیس لهم سَماعٌ، ولا عِلْمٌ، ولا شیءٌ، جاز له أن ینفیَ عنهم

السَّماعَ أيضًا. والقولُ: بأنَّ الأمواتَ إذا ثبت لهم السَّماعَ عند القرآنِ لم يستقم له التشبيهُ بالأموات جَهْلٌ وسَفَهٌ. فإنَّ التشبيهَ إنماوَرَد بِحَسَب عِلْمنا وعالمنا وإنْ ثبت السماعُ عنده وإذ كانوا معدومين في عالمنا لطف التشبيه لا محالة.

(فيض الباري على صحيح البخاري، ج ٣ ص ٤٢، ٤٣۔ المؤلف: (أمالي) محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي ثم الديوبندي رحمه الله (المتوفى ١٣٥٣ھ) المحقق: محمد بدر عالم الميرتهي رحمه الله، أستاذ الحديث بالجامعة الإسلامية بدابهيل (جمع الأمالي وحررها ووضع حاشية البدر الساري إلى فيض الباري).

الناشر: دار الكتب العلمية بيروت، لبنان۔ الطبعة: الأولى، ١٤٢٦ھ)

ترجمہ رہا قرآن کریم کا معاملہ، تو وہ مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آیت 10 :۔فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ۔(الروم:۵۲)

ترجمہ (اے نبی ﷺ) تم مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔

آیت 11 :۔وَمَآ أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ۔(فاطر:۲۲)

ترجمہ (اے نبی ﷺ!) تم اُن لوگوں کو نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔

اور یہ بظاہر مطلقاً نفی پر دلالت کرتا ہے۔ سو اس کے جواب میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ سماع اور اسماع کا فرق ہے۔ نفی اسماع کی ہے، نہ کہ سماع کی۔ ہمارا مطلوب سماع ہے، نہ کہ اسماع۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا:

* سماعُ مَوْتى كلام الخَلْقِ قاطبةً   قد صَحَّ فيها لنا الآثارُ بالكُتُبِ
* وآيةُ النفي معناها سَمَاعُ هدىً   لا يَسْمَعُون ولا يُصْغُون للأَدَبِ

ترجمہ مُردوں کا ساری مخلوق کے کلام کو سننا بلا شبہ صحیح ہے۔ اس سلسلہ میں کئی کتابوں میں حدیثیں اور آثار ہمارے ہاں صحیح ثابت ہو چکے ہیں۔

نفی کی آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ایسا سماع نہیں کرتے جس سے ان کو ہدایت ہو کہ وہ نہ تو ادب واحترام اور ہدایت پذیری کے لیے سنتے ہیں اور نہ کان لگاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مطلب اور گُر کی بات بتادی ہے۔ اور ان

کے طریقہ پر اس آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ بے شک یہ کفار مُردوں کی طرح ہیں، اُن کو تیری راہنمائی نفع نہیں دے سکتی، کیونکہ ان کے نفع اُٹھانے کا وقت ان کی زندگی تھی، جواب ختم ہو چکی ہے۔ اسی طرح یہ زندہ لوگ بھی اگر چہ ہیں تو زندہ ہی، مگر تیری ہدایت ان کو سُود مند نہیں ہے، کیونکہ یہ ہدایت سے نفع اُٹھانے میں مُردوں کی طرح ہیں۔ سو اس آیت سے غرض نفیٔ سماع نہیں ہے، بلکہ نفیٔ انتفاع ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ عدمِ اسماع اور سماع اور استماع سب کے سب ایک ہی معنی میں ہیں، یعنی عمل نہ کرنا، کیونکہ سننا تو عمل کے لیے ہوتا ہے۔ پس جب اس پر عمل نہ کیا گیا، تو گویا سنا ہی نہیں۔ تم بسا اوقات کسی بے نماز کے بارے میں کہتے ہو کہ میں نے کئی بار اس کو نماز ترک نہ کرنے کا کہا، مگر وہ میری بات نہیں سنتا، یعنی اس پر عمل نہیں کرتا۔ فارسی میں کہا جاتا ہے کہ وہ سنتا ہی نہیں یعنی عمل نہیں کرتا۔ سو اگر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرما دیتے کہ اہلِ قبور عمل نہیں کرتے، تو پھر یہ کلام لُغت کی مد میں داخل ہو جاتا اور تاویل نہ ہوتا، بلکہ احسن بات یہ ہے کہ کہا جائے مانتے نہیں۔

اگر تو کہے کہ جب مُردوں کے لیے سماع ثابت ہو گیا، تو کیا وہ اس سے فائدہ بھی اُٹھاتے ہیں، یا اُن کو محض آواز ہی پہنچتی ہے؟ میں جواب میں کہوں گا کہ جو شخص خیر پر مَرا، اس کو آواز سے بھی فائدہ پہنچتا ہے، اور جو شخص شر پر مَرا (اللہ کی پناہ) تو اُس کے لیے کیا فائدہ؟ کیونکہ جب اس شخص نے زندگی میں فائدہ نہیں اُٹھایا، تو اب کیا اُٹھائے گا؟ ایسے شخص کو صرف آواز ہی سنائی دے گی اور بس۔

دوسری وجہ اس آیت کریمہ کے اشکال سے جان چھڑانے کی یہ ہے کہ یہ سماع جس کے اثبات کے ہم درپے ہیں، عالمِ برزخ سے ہے۔ ہمیں مخبرِ صادق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ رہا یہ سماع، ہمارے اس جہان کے اعتبار سے، تو وہ معدوم ہے، قرآن کریم کے لیے یہ لازم نہیں کہ ایسی تعبیر کرے جو دونوں جہانوں (اس جہان اور برزخ) پر فِٹ اترے۔ پس جائز ہے کہ نفیٔ سماع ہمارے (تکلیفی) عالم کے لحاظ سے ہو، کیونکہ تشبیہات صرف توضیح کے لیے ہوتی ہے۔ جب وہ لوگ جو قبروں میں ہیں، ہمارے عالم کے لحاظ سے معدوم ہیں، تو اس

اعتبار سے نہ تو ان کے لیے سماع ہے، نہ علم، اور نہ کوئی اور شے۔ تو جائز ہے کہ اُن سے (اپنے اس عالم کے لحاظ سے) سماع کی نفی بھی کی جائے۔ اور یہ کہنا کہ قرآن کریم کے رُو سے جب مُردوں کے لیے سماع ثابت ہے، تو مُردوں کے ساتھ اُن کی تشبیہ درست نہیں ہے، ایک خالص جہالت اور حماقت ہے، کیونکہ تشبیہ تو علم اور عالم کے مطابق وارد ہوئی ہے۔ اگر چہ اس کے ہاں سماع ثابت ہے اور مُردے جب ہمارے عالم کے لحاظ سے معدوم ہیں، تو لامحالہ تشبیہ میں لطافت ظاہر ہوگئی۔

6 حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں:

اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ مُردے نہیں سنا کرتے۔ ہر چند کہ مُردوں سے مراد یہاں کفار ہیں، مگر تشبیہ جب ہی درست ہو سکے گی جب مُردے نہ سنتے ہوں۔ لیکن چونکہ بعض احادیث میں مُردوں کا سننا قریب جگہ سے، نہ کہ بعید سے وارد ہے۔ اس لیے بعض علماء نے آیت میں کہا ہے کہ مراد سماعِ منفی سے سماعِ نافع ہے۔ قرینہ اس کا علاوہ دفعِ تعارض حدیث کے یہ بھی ہے کہ کفّار سے مطلق سماع کا منفی ہونا مشاہدہ کے خلاف ہے۔ البتہ سماعِ نافع ضرور منفی تھا۔ پس مُردوں سے بھی منفی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مُردوں کو نصیحت کرے، بے کار ہے، کیونکہ وہ دار العمل نہیں۔ ثواب سے نفع ہونا یا تلاوتِ قرآن سے اُنس ہونا یہ دوسری بات ہے۔ مقصودِ مواعظ کا نافع نہ ہونا ہے۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ مُردے میں مُردہ حقیقی جسد ہے، وہ نہیں سُن سکتا، مگر اس سے رُوح کی نفی سماع لازم نہیں آتی۔ علماء مانعین نے حدیثوں میں کچھ مناسب تاویلیں کر کے تعارض کو دفع کیا ہے۔ واللہ اعلم!

(بیانُ القرآن ج ۳ ص ۱۰۹۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ)۔ الناشر: دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔ اپریل ۲۰۱۵ء)

7 حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ مردے نہیں سنتے۔ اس لئے کہ آیت میں مَوْتٰی سے کفار مراد ہیں۔ ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں، مگر کفار کو مَوْتٰی کے ساتھ تشبیہ دینا جب ہی درست ہو سکتا ہے کہ جب مردے نہ سنتے ہوں۔ لیکن احادیث صحیحہ سے

مردوں کا سننا اور قبر پر حاضر ہونے والے کے سلام کو سننا ثابت ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ یہ آیت احادیث کے معارض نہیں۔ اس لئے کہ آیت میں سماعِ مَوْتٰی کی نفی نہیں، بلکہ اِسماعِ مَوْتٰی کی نفی کی گئی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے نبی! یہ کفار بمنزلہ مردوں کے ہیں۔ اور عالمِ اسباب میں مردوں کو سنانا بشری قدرت سے باہر ہے۔ باقی حق تعالیٰ اگر اپنی قدرت سے کسی مردہ کو سنانا چاہیں، تو یہ ممکن ہے۔ جیسے: وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ (النمل:۸۱) کے معنی یہ ہیں کہ: ہدایت بمعنی توفیق، نبی کی قدرت اور اختیار میں نہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ آیا ہے: اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ (القصص:۵۶) نبی کا کام حق کا بتلا دینا اور اس کا سنا دینا ہے۔ باقی حق کا دل میں اتار دینا، یہ اللہ کا کام ہے۔ اسی طرح آیت کا مطلب یہ ہے کہ: اے نبی! یہ کافر دل کے مردہ ہیں۔ ان کو حق بات سنانا آپ ﷺ کی قدرت میں نہیں ہے۔ نیز احادیث میں زیارت قبور کی تاکید اور مردوں کو بصیغۂ خطاب "السلام علیکم" سلام کرنے کا حکم آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ مردے بحکم خداوندی سنتے ہیں اور قبر پر حاضر ہونے والے کو اگر زندگی میں پہچانتے تھے، تو مرنے کے بعد بھی پہچانتے ہیں۔

(تفسیر معارف القرآن ج۶ ص ۱۱۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۴ھ)؛ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ بن محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۸ھ)۔ الناشر: الطاف اینڈ سنز، کراچی ۱۴۳۳ھ)

8 حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ) فرماتے ہیں:

آیت: وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○ (الفاطر: ۲۲): اس آیت کے شروع میں کفار کی مثال مردوں سے اور مومنین کی زندوں سے دی گئی ہے۔ اسی کی مناسبت سے یہاں مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے مراد کفار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے، ان زندہ کافروں کو بھی نہیں سنا سکتے۔

اس آیت نے خود یہ بات واضح کردی کہ یہاں سنانے سے مراد وہ سنانا ہے جو مفید و موثر اور نافع ہو، ورنہ مطلق سنانا تو کفار کو ہمیشہ ہوتا ہی رہا، اور مشاہدہ میں آتا رہا ہے

کہ ان کو تبلیغ کرتے اور وہ سنتے تھے۔ اس لئے مراد اس آیت کی یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ مردوں کو کلام حق سنا کر راہ حق پر نہیں لا سکتے کیونکہ وہ دنیا کے دار العمل سے آخرت کے دار الجزاء میں منتقل ہو چکے ہیں، وہاں اگر وہ ایمان کا اقرار بھی کر لیں تو معتبر نہیں، اسی طرح کفار کا حال ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مردوں کے سنانے کی جو نفی اس آیت میں کی گئی ہے، اس سے مراد خاص اسماع نافع ہے، جس کی وجہ سے سننے والا باطل کو چھوڑ کر حق پر آجائے۔ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ مسئلہ سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مُردے زندوں کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔ اس کی مفصل تحقیق سورت روم میں اور سورت نمل میں گزر چکی ہے۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۳۳۴۔ المؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ)۔ الناشر: ادارۃ المعارف، کراچی ۱۴۳۳ھ)

تفسیر ثانی — نفی اسماع کی ہے، نہ کہ سماع کی

آیت: ''اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى'' کا مطلب یہ ہے کہ تیرے بس، اختیار اور قدرت میں یہ بات نہیں کہ تو مُردوں کو سنائے، یہ کام تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، یعنی نفی اسماع کی ہے، نہ کہ سماع کی۔

1 حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالَى: كَمَا أَنَّكَ لَيْسَ فِي قُدْرَتِكَ أَنْ تُسْمِعَ الْأَمْوَاتَ فِي أَجْدَاثِهَا، وَلَا تُبْلِغَ كَلَامَكَ الصُّمَّ الَّذِينَ لَا يَسْمَعُونَ، وَهُمْ مَعَ ذٰلِكَ مُدْبِرُونَ عَنْكَ، كَذٰلِكَ لَا تَقْدِرُ عَلَى هِدَايَةِ الْعُمْيَانِ عَنِ الْحَقِّ، وَرَدِّهِمْ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ، بَلْ ذٰلِكَ إِلَى اللهِ تَعَالَى، فَإِنَّهُ بِقُدْرَتِهِ يُسْمِعُ الْأَمْوَاتَ أَصْوَاتَ الْأَحْيَاءِ إِذَا شَاءَ، وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ، وَيُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ سِوَاهُ۔

(تفسیر القرآن العظیم، ج۶ ص ۳۲۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جیسے تیرے بس میں یہ نہیں کہ تو مُردوں کو اُن کی قبروں میں سنائے، اور نہ یہ کہ تیرا کلام ان بہروں تک پہنچ سکے جو سنتے نہیں، جب کہ انھوں نے

تیری طرف اپنی پیٹھ بھی پھیر دی ہو۔ اسی طرح تو حق سے اندھوں کو ہدایت دینے پر قادر نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بس میں ہے کہ وہ مُردوں کو اپنی قدرت سے جب چاہتا ہے، زندوں کی آوازیں سُنا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ یہ کاروائی اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور کے بس اور اختیار میں نہیں ہے۔

2 حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱ لَا يُنَافِي قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُونَ لِأَنَّ الْإِسْمَاعَ هُوَ إِبْلَاغُ الصَّوْتِ مِنَ الْمُسْمِعِ فِي أُذُنِ السَّامِعِ. فَاللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِي أَسْمَعَهُمْ بِأَنْ أَبْلَغَهُمْ صَوْتَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۷ ص ۳۰۴)

ترجمہ اِسماع کا معنی یہ ہے کہ سنانے والے کی آواز کو سننے والے کے کان تک پہنچایا جائے۔ سو یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کفار کے کانوں تک پہنچا دی۔

۲ قَالَ الْإِسْمَاعِيلِيُّ: كَانَ عِنْدَ عَائِشَةَ مِنَ الْفَهْمِ وَالذَّكَاءِ وَ كَثْرَةِ الرِّوَايَةِ وَالْغَوْصِ عَلٰى غَوَامِضِ الْعِلْمِ مَا لَا مَزِيدَ عَلَيْهِ لٰكِنْ لَا سَبِيلَ إِلٰى رَدِّ رِوَايَةِ الثِّقَةِ إِلَّا بِنَصٍّ مِثْلِهٖ يَدُلُّ عَلٰى نَسْخِهٖ أَوْ تَخْصِيصِهٖ أَوِ اسْتِحَالَتِهٖ فَكَيْفَ وَالْجَمْعُ بَيْنَ الَّذِي أَنْكَرَتْهُ وَأَثْبَتَهٗ غَيْرُهَا مُمْكِنٌ لِأَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى: انك لَا تسمع الْمَوْتٰى لَا يُنَافِي قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُونَ لِأَنَّ الْإِسْمَاعَ هُوَ إِبْلَاغُ الصَّوْتِ مِنَ الْمُسْمِعِ فِي أُذُنِ السَّامِعِ فَاللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِي أَسْمَعَهُمْ بِأَنْ أَبْلَغَهُمْ صَوْتَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ. وَأَمَّا جَوَابُهَا بِأَنَّهٗ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ فَإِنْ كَانَتْ سَمِعَتْ ذٰلِكَ فَلَا يُنَافِي رِوَايَةَ يَسْمَعُونَ بَلْ يُؤَيِّدُهَا.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۷ ص ۳۰۴)

ترجمہ حافظ اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ (ابو بکر احمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۷۱ھ) فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس فہم، ذکاء، کثرتِ روایت اور علم کی گہرائیوں میں

غوطہ زن ہونے کی وہ خوبی تھی جس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا سکتا، مگر اس کے باوجود ثقہ راوی کی روایت کو رَد کرنے کی بھی کوئی سبیل نہیں، مگر ہاں یہ کہ اگر کوئی اس جیسی نص ہو، جو اس کے منسوخ یا مخصوص یا محال ہونے پر دلالت کرے۔ پھر بھلا کیونکر یہ روایت رَد کی جا سکتی ہے، جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں انھوں نے سماع کا انکار کیا ہے، اور دوسرے حضرات کی روایت جس میں اس کا اثبات ہے، جمع اور تطبیق بھی ممکن ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى'' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد: ''اِنَّهُمُ الْاٰنَ يَسْمَعُوْنَ'' (یعنی کفار اب سُن رہے ہیں) میں کوئی منافات نہیں ہے، کیونکہ اسماع کا یہ معنی ہے کہ سنانے والے کی آواز سننے والے کے کان میں پہنچائی جائے، تو سنانے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے کفار کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہنچائی۔ رہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا: ''بے شک وہ اس وقت جانتے ہیں''، اگر واقعی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے، تو پھر بھی ''يَسْمَعُوْنَ'' کے ہرگز منافی نہیں بلکہ اس کے مؤید ہیں۔

3 علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فإن قلت كيف جاز تكذيب ابن عمر؟. قلت: ما كذبه أحد بل البحث فى أنه حمل على الحقيقة وعائشة حملته على المجاز. فإن قلت: هل وجب تأويل كلامه بما أولته عائشة رضى الله تعالى عنها؛ قلت: يحتمل أن يكون معنى الآية: انك لا تسمع بل الله هو المسمع، مع أن المتأولين قالوا: المراد من الموتى الكفار باعتبار موت قلوبهم وإن كانوا أحياء صورة. وكذا المراد من الآية الأخرى. قال صاحب الكشاف فى قوله تعالى: "وما أنت بمسمع من فى االقبور" أى الذين هم

كالمقبورين.

(الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري، ج١٥ ص١٦٧، ١٦٨۔ المؤلف: محمد بن يوسف بن علي بن سعيد، شمس الدين الكرماني رحمه الله (المتوفى:٧٨٦ھ)۔ الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت-لبنان۔ طبعة أولى: ١٣٥٦ھ)۔ طبعة ثانية: ١٤٠١ھ)

ترجمہ۔ اگر تُو یہ کہے: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تکذیب کیسے جائز ہوگئی؟''۔ تو مَیں کہوں گا کہ اُن کی تکذیب کسی نے نہیں کی، بلکہ بحث اس میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجاز پر۔ پھر اگر تُو یہ کہے: ''کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کلام کی تاویل واجب ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کی؟''۔ تو مَیں کہوں گا کہ احتمال ہے کہ آیت کا معنی یہ ہو: ''بے شک تُو نہیں سنا سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ سنانے والا ہے''۔ علاوہ ازیں تاویل کرنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ (یہاں مُردوں سے حقیقی مُردے مراد نہیں ہیں بلکہ) موتی سے کفار مراد ہیں۔ اس اعتبار سے کہ ان کے دِل مر چکے ہیں اگرچہ صورت کے لحاظ سے وہ زندوں کی شکل میں ہیں۔ (لہٰذا اہلِ قبور کے عدمِ سماع کا مسئلہ ہی اس سے غیر متعلق ہے)۔ اور اسی طرح دوسری آیت سے یہی مراد ہے۔ صاحب کشاف (أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله رحمه الله، المتوفى: ٥٣٨ھ) نے آیت: ''اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان زندہ کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ ان کی حالت مُردوں کی سی ہے (کہ جیسے وہ سماع سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے، اسی طرح یہ بھی ہیں)۔ اور اسی طرح آیت: ''وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ۝'' (فاطر:٢٢) (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم اُن لوگوں کو نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں) کا مطلب بھی یہی ہے کہ باوجود زندہ ہونے اہل قبور کی طرح یہ نفع حاصل نہیں کر سکتے۔

4 علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأجِيب عَن الْآيَة: بِأَن الَّذِي يسمعهم هُوَ الله تَعَالَى، وَالْمعْنَى: أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَا يسمعهم، وَلَكِن الله أحياهم حَتَّى سمعُوا، كَمَا قَالَ قَتَادَة. وَقَالَ السُّهيْلي: وَعَائِشَة لم تحضر وَغَيرهَا مِمَّن حضر حفظا للفظه، وَقد قَالُوا لَهُ: أتخاطب قوما قد جيفوا؟ فَقَالَ: مَا أَنْتُم بأسمع لما أَقُول مِنْهُم، وَإِذا جَازَ أَن يَكُونُوا سَامِعين، إِمَّا بآذان رؤوسهم إِذا قُلْنَا إِن الْأَرْوَاح تُعَاد إِلَى الأجساد عِنْد الْمَسْأَلَة، وَهُوَ قَول الْأَكْثَر من أهل السّنة، وَإِمَّا بآذان الْقلب وَالروح على مَذْهَب من يَقُول: يتَوَجَّه السُّؤَال إِلَى الرّوح من غير رُجُوع مِنْهُ إِلَى الْجَسَد أَو إِلَى بعضه.

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج١٧ص ٩٣۔ المؤلف:أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى رحمه الله (المتوفى٨٥٥ھ)۔ الناشر: دار إحياء التراث العربي،بيروت)

ترجمہ آیت کریمہ: ''إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ'' کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو سناتا ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو نہیں سنا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا، یہاں تک کہ انھوں نے سُن لیا، جیسا کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حاضر نہ تھیں۔ دوسرے حضرات جو وہاں حاضر تھے، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو زیادہ یاد رکھنے والے ہیں، حالانکہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قوم سے خطاب فرمارہے ہیں جو سنتی نہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سُن رہے''۔ اور جب (بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اس حالت میں ان کا عالم ہونا جائز ہے، تو ان کا سامع ہونا بھی جائز ہے۔ یا تو

سَر کے حِسّی کانوں سے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ سوال کے وقت ان کے ابدان میں اَرواح لوٹائی جاتی ہیں، جیسا کہ اکثر اہل السنّت والجماعت کا قول ہے، اور یا دِل اور رُوح کے کانوں سے، ان لوگوں کے مذہب پر جو یہ کہتے ہیں کہ سوال رُوح کی طرف متوجہ ہوتا ہے، بغیر اس کے کہ سارے بدن یا اس کے بعض حِصّہ میں رُوح لوٹائی جائے۔

5 حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آیت: ''اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مُردے کو سنا دو، کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے۔ البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمھاری کوئی بات مُردہ سُن لے، اس کا انکار کوئی مؤمن نہیں کر سکتا۔ اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا، اُسی حد تک ہم کو سماعِ موتیٰ کا قائل ہونا چاہیے۔ محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت نہیں لا سکتے۔ بہر حال آیت میں اسماع کی نفی سے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم!

(تفسیر عثمانی ج ۲ ص ۸۸۷۔ المؤلف: مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۹ھ)۔ الناشر: مکتبۃ البشریٰ، کراچی۔ سنِ اشاعت: ۱۴۳۰ھ)

6 حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ آیت: ''اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى'' کی دونوں تفسیریں بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

بہر حال اس آیت کریمہ کی پہلی تفسیر لیں، یا دوسری، بہر کیف دونوں سے یہ ثابت ہے کہ اس سے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ سماعِ نافع و مفید یا اسماع کی نفی ہے، اور نفسِ سماعِ موتیٰ فی الجملہ ثابت ہے۔ صحیح احادیث اور جمہور اُمّت کا بیان اس کی واضح دلیل ہے۔

(سِمَاعُ الۡمَوۡتٰى، ص ۳۱۱۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

3.3:۔مسئلہ سماع موتی کے بارے میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

1 یہاں پر ایک یہ بحث چل پڑی ہے کہ کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں سنتے؟ مسئلہ طویل الذیل ہے۔ پچھلے سالوں میں یہ مسئلہ بڑے زوروں پر تھا۔ اس مسئلے کی دو شقیں ہیں۔ ایک شق یہ ہے کہ قریب سے سنتے ہیں، دور سے نہیں سنتے۔ تو قبر کے قریب سے سنتے ہیں پھر اس میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ سب کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے قریب سے سنتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رشیدیہ میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، سب قائل ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، مقلد، غیر مقلد۔ ہاں اب کچھ غیر مقلد حضرات آج کل انکار کرتے ہیں، لیکن ان کے بزرگ سارے مانتے ہیں: قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ، نواب نورالحسن خان رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ اب کچھ نئی پود انکار کرنے لگی ہے۔ اور دیوبندی کہلانے والوں میں سے پہلے شخص عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھ اٹھارہ سال کام کیا ہے، مگر جس وقت وہ اس مسئلے پر مصر اور بہ ضد ہو گئے، تو پھر ہم نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تو ایک ہے قبر کے قریب سے سننا۔ تو اس سننے میں انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی امدادیہ میں لکھتے ہیں: سب امت کا اس پر اتفاق ہے۔ جب اس مسئلے میں اختلاف ہوا، تو مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''تعلیم القرآن'' میں لکھا کہ اس مسئلہ میں فریقین کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور دوسری شق ہے دور سے سننے کی۔ تو اس مسئلہ میں بھی کسی اہل حق کا اختلاف نہیں ہے کہ دور سے کوئی نہیں سنتا، نہ نبی، نہ غیر نبی۔ ہر جگہ سے سننے والا صرف پروردگار

ہے۔ اور دوسرا مسئلہ ہے عام مردوں کے سماع، عدمِ سماع کا۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک اختلافی چلا آرہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نہیں سنتے وخالفها الجمهور، جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کثیر میں اور عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں وخالفها الجمهور، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس مسئلے میں ان کے مخالف ہیں۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں۔

2 مردوں کے سننے پر دلائل

بخاری، مسلم میں مردوں کے سننے کا باقاعدہ باب ہے اور اس کے تحت حدیث نقل کی ہے کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے جاتے ہیں حتی انه يسمع قرع نعالهم اتاه ملكان، ابھی وہ ان جانے والوں کی جوتیوں کی کھڑکھڑاہٹ ہی سن رہا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں۔ دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ سنتے ہیں اور کوئی دوسرا کہے: نہیں سنتے۔ بات کس کی مانی جائے گی؟ اسی طرح جب کوئی مُردوں کو سلام کرے، تو وہ اس کا سلام سنتے ہیں۔ چونکہ اختلافی مسئلہ ہے، اس لیے منکر اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

اور لاتسمع الموتى میں سماع کی نفی ہے، سنانے سننے کی نفی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ یہ آپ کا کام نہیں ہے، یہ رب کا کام ہے۔ سورت فاطر آیت نمبر ۲۲ میں ہے ان الله يسمع من يشاء: بیشک اللہ سناتا ہے جس کو چاہے۔ وما انت بمسمع من في القبور: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنانے والے جو قبروں میں پڑے ہیں۔ تو نفی سنانے کی ہے۔ جیسے دوسرے مقام میں آتا ہے انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء (قصص): بیشک اے پیغمبر! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں راہ راست پر لاسکتے، لیکن اللہ تعالیٰ راہ راست پر لاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اسی طرح یہاں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنا سکتے، سنانا رب کا کام ہے۔

فرمایا: وما انت بهد العمي عن ضللتهم: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہدایت دے

سکتے اندھوں کو ان کی گمراہی سے۔ ان تسمع الا من یؤ من بایتنا: آپ ﷺ نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لائے ہیں، ہماری آیتوں۔ پر فھم مسلمون: پس وہ مسلمان ہیں۔ ایمان والے سنتے ہیں، نفع والا سننا صرف مومنوں کا ہے۔ نفع والا سننا کافروں کو حاصل نہیں ہے۔ بدر میں ستر (70) کافر مارے گئے۔ ایک کے بغیر سب کو ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا، امیہ بن خلف کو کھینچتے گھسیٹتے ہوئے اس کے بازو الگ ہو گئے، ٹانگیں الگ ہو گئیں۔ اس کے علاوہ سب کو کنوئیں میں اوپر نیچے دبا دیا گیا۔ اور یہ روایت بھی ہے کہ چوبیس بڑے بڑے کافروں کی لاشیں بدر کے کنوئیں میں ڈالیں۔ تیسرے دن آنحضرت ﷺ کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ایک ایک کافر کا نام لے کر فرمایا: ”اے ابو جہل! جو میں کہتا تھا وہ حق ہے یا نہیں کہ مرنے کے بعد کافر کو، مشرک کو عذاب ہوگا۔ اے عقبہ ابن ابی معیط! میں نے ٹھیک کہا تھا کہ نہیں؟“۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”حضرت! کیا آپ ﷺ ایسے اجسام سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں اراوح نہیں؟“۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم اس گفتگو کو جو میں ان سے کر رہا ہوں ان سے زیادہ نہیں سنتے“۔ حدیث صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں اور محدثین کے جم غفیر نے اس کی تصحیح کی ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صحیح ہے“۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صحیح ہے“۔ وہ حدیث یہ ہے کہ جب کوئی آدمی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور بلند آواز سے سلام کہتا ہے: عَرَفَهٗ: وہ مردہ اس کو آواز سے پہچان لیتا ہے کہ یہ فلاں ہے۔ جس طرح ہم ایک دوسرے کو آواز سے پہچان لیتے ہیں۔ ان صحیح احادیث کو چھوڑ کر ان لوگوں کے ڈھوسلوں کے پیچھے کیسے چلیں؟۔ لوگ ڈھکوسلے مارتے ہیں کہ اس پر اتنی مٹی ڈال دی گئی ہے اب وہ کیسے سنتا ہے؟ کہاں سے سنتا ہے؟ ان ڈھکوسلوں سے حق ختم نہیں ہوگا۔

3 آپ ﷺ کا درود و سلام سننا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: من صلی عند قبری سمعته: ”جو میری قبر کے پاس

صلوۃ وسلام پڑھے گا میں خود سنوں گا اور جو دور سے پڑھے گا، فرشتے پہنچائیں گے"۔
تو انبیائے کرام علیہم السلام کے عند القبر سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اب اگر کوئی اختلاف کرتا ہے، تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں نے اس مسئلے پر تقریباً پچیس سال کھپائے ہیں کہ شاید سلف صالحین رحمہم اللہ میں سے کوئی اس کا منکر ہو، لیکن قطعاً نہیں۔ تو اس مسئلے پر اہل السنت والجماعت اور غیر مقلد سب متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس صلوۃ وسلام پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ میں بار بار اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج کل کچھ بالکل نوخیز، چاہے وہ دیوبندی کہلائیں، یا اہل حدیث، وہ اس مسئلے کا انکار کرتے ہیں اور پرانے تمام بزرگ اس مسئلے پر متفق ہیں کوئی منکر نہیں ہے۔

(ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن، ج۱۵ ص۳۳۷ تا ۳۴۰۔ افادات: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ مرتب: مولانا محمد نواز بلوچ۔ الناشر: لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ، ۱۴۳۴ھ)

2 اس مقام پر ایک بڑا طویل الذیل مسئلہ چلا آرہا ہے، وہ یہ کہ آیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلے کی دو شقیں ہیں: ایک عام مردوں کا سماع اور ایک ہے انبیاء علیہم السلام کا سماع۔ اگر کوئی آدمی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں سے دور صلوۃ وسلام پڑھے اور یہ سمجھے کہ وہ سن رہے ہیں تو یہ اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ اس کو فقہاء کرام رحمہم اللہ تسلیم نہیں کرتے۔ ایک ہے قبر مبارک کے پاس صلوۃ وسلام پڑھنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استشفاع کرنا، یہ بالکل حق ہے۔ اس میں امت کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ "فتاوی رشیدیہ" میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت مولوی اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "امداد الفتاویٰ" میں فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس مسئلے میں پہلا شخص اختلاف پیدا کرنے والا سید عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ان سے پہلے امت میں مشرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے لے کر جنوب تک، اس مسئلہ میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ نبی

کریم ﷺ اپنی قبر مبارک کے پاس بھی پڑھا ہوا صلوۃ وسلام نہیں سنتے۔ ہم اٹھارہ سال اکٹھے رہے، جلسوں میں، مناظروں میں، یہاں بھی آتے رہے ہیں، تقریریں کرتے رہے۔ یہیں جس وقت انہوں نے اس مسئلے میں غلو کیا، تو میں نے علیحدگی اختیار کرلی۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے عند القبور سننے میں اس امت کا کوئی اختلاف نہیں ہے، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، مقلد، غیر مقلد، سب مانتے ہیں۔ ہاں عام مردوں کے سماع کے بارے میں اختلاف ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نہیں سنتے''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ''سنتے ہیں''۔ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی آخری عدالت ہیں۔ آپ ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے: باب: ان المیت لیسمع خفق النعال۔ چلتے وقت جوتوں کی جو آواز ہوتی ہے اس کو خفق کہتے ہیں کہ مردے کو جب دفنا کر جا رہے ہوتے ہیں تو وہ اس قت واپس جانے والوں کے پاؤں کی آواز سنتا ہے۔ یہ باب قائم کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان فرمائی ہے: ''بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے چلے جاتے ہیں "حتی انه یسمع قرع نعالهم اتاه ملكان": ابھی وہ ان جانے والوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ ہی سن رہا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں''۔ یہ روایت مسلم شریف اور ابوداؤد میں بھی ہے۔ تو یہ لوگ صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ جب کوئی قبر کے پاس آکر سلام کہتا ہے تو مردے سلام کو سنتے ہیں۔ یہ اس کا بھی انکار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے۔ پہلے حضرات میں سے جنھوں نے سماع موتی کا انکار کیا ہے، ان دو چیزوں کو وہ بھی مانتے ہیں کہ مردہ جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتا ہے اور سلام بھی سنتا ہے۔ ان میں ایک حافظ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بڑے چوٹی کے فقیہ ہیں، وہ کہتے ہیں: ''مردے نہیں سنتے، ہاں! جوتوں کی آہٹ اور سلام سنتے ہیں، اس کے علاوہ تم انہیں کچھ اور نہ سناؤ''۔ شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب: ''مائة مسائل'' میں باب قائم کیا ہے: ''ان الموتی لاتسمع'': بیشک

مردے نہیں سنتے۔ پھر فرماتے ہیں: ہاں! سلام سنتے ہیں"۔ تو جن حضرات نے انکار کیا ہے، انھوں نے بھی کلیۃً انکار نہیں کیا۔

باقی اس آیت کریمہ کا سماعِ موتی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اس سے ثابت کرنا کہ مردے نہیں سنتے، غلط ہے، کیونکہ اس میں تو نفی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نہیں سنا سکتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنانے کی نفی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سناتے، سناتا تو رب تعالیٰ ہے۔ سناتا تو رب تعالیٰ کا کام ہے جیسے دوسرے مقام پر فرمایا:

"انك لا تهدی من احببت ولكن الله يهدی من يشاء"

ترجمہ اے پیغمبر! بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے، جس کو چاہیں مگر اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے"۔

سورت فاطر آیت نمبر 22 میں ہے:

"ان الله يسمع من يشاء"۔ بیشک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہے، "وما انت بمسمع من فی القبور"، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں۔

تو فرمایا: بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ بہروں کو سنا سکتے ہیں پکار کو، جب کہ وہ پشت پھیر کر جا رہے ہوں۔ تو بھاگنے والوں کون سنا سکتا ہے؟ "وما انت بهدی العمی": اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے، اندھوں کو۔ ان کی گمراہی سے جو دل کے گمراہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ہدایت نہیں دے سکتے، ان تسمع الا من يومن بآيٰتِنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کافر نہیں سنتے، اور مومن سنتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد سماعِ قبول ہے کہ ایسا نہیں سنتے جس سے وہ قبول کریں۔ تو جب قبول نہ کیا تو پھر سنانہ سنا برابر ہے، وہ سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ فهم مسلمون: پس وہ مسلمان ہیں، حکم مانتے ہیں، گردن جھکاتے ہیں۔ (ذخیرۃ الجنان فی فھم القرآن ج ۱۴ ص ۷۶۴ تا ۷۸۴)

باب 4

مسئلہ توسل

4.1:۔ وسیلہ کا معنی

لفظ وسیلہ، یہ عربی کے لفظ وسل سے ہے جس کے معنی ملنے اور جڑنے کے ہیں۔
شرعی اصطلاح میں وسیلہ کہتے ہیں: ''ہر اس چیز یا ذریعہ کو جس کو رغبت اور محبت کے ساتھ استعمال کر کے معبود کی قربت حاصل کی جائے''۔ [1]

4.2:۔ لفظی تحقیق

یہ لفظ سین اور صاد دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے اور دونوں صورتوں میں ان کا معنی قریب قریب ہوتا ہے البتہ معمولی سا یہ فرق ضرور بیان کیا جاتا ہے کہ صاد سے معنی میں عموم ہوتا ہے کہ کسی سے محبت یا رغبت سے ملا جائے یا ان کے بغیر یعنی محبت اور رغبت کے بغیر ملا یا جائے لیکن سین کے ساتھ مستعمل ہونے کی صورت میں معنی ہوگا کہ وہ ملنا صرف محبت کی وجہ سے ہو۔

لسان العرب میں ہے:

وسل: الوَسِيلَةُ: المَنْزِلة عِنْدَ المَلِك. والوَسِيلة: الدَّرَجة. والوَسِيلة: القُرْبة. ووَسَّلَ فلانٌ إلى اللهِ وَسِيلَةً إِذا عَمِل عَمَلًا تقرَّب بِهِ إِليه. والوَاسِل: الراغِبُ إِلى اللهِ. (لسان العرب ج۱۱ص ۷۲۴)

4.3:۔آیاتِ مبارکہ

آیت 1:۔يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (المائدہ:۳۵)

ترجمہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کی جناب میں باریابی کا ذریعہ (وسیلہ) تلاش کرو اور اس کی راہ میں جدوجہد کرو، شاید کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو جائے۔

آیت 2:۔اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا○

(بنی اسرائیل:۵۷)

ترجمہ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ (وہ خود ہی اپنے رب کے قرب کی طلب میں سرگرم ہیں کہ کون ان میں سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے) کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اُس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔

4.4:۔احادیثِ مبارکہ

حدیث 1:۔حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ المُثَنّٰى، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ: "أَللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا". قَالَ: فَيُسْقَوْنَ۔ (بخاری رقم 1010)

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ

(خلافت) میں جب قحط پڑا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش کے لیے دعا مانگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں دعا کی: ''اے اللہ! ہم آپ سے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ سے بارش کے لیے دعا مانگتے تھے، تو آپ بارش عطا فرمادیتے تھے، اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں، تو آپ ہمیں بارش عطا فرمادیں''۔ اس پر بارش برسادی گئی۔

حدیث 2:۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: "انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً، فَادْعُوا اللهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا". فَقَالَ أَحَدُهُمْ: "أَللّٰهُمَّ! إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ، كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي، وَإِنَّهُ نَاءَ بِيَ الشَّجَرُ، فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ، فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا، أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ". فَفَرَجَ اللهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ. وَقَالَ الثَّانِي: "أَللّٰهُمَّ! إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللهِ! اتَّقِ اللهَ! وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ، فَقُمْتُ عَنْهَا، أَللّٰهُمَّ! فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا

مِنْهَا". فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً. وَقَالَ الآخَرُ: "اَللّٰهُمَّ! إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ فَتَرَكَهٗ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ! وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا، فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ! وَلَا تَهْزَأْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ، فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا، فَأَخَذَهٗ فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ مَا بَقِيَ". فَفَرَجَ اللهُ عَنْهُمْ.

(بخاری 5974؛ مسلم رقم 100-2743)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(تم سے پہلی اُمتوں کے) تین آدمی سفر کر رہے تھے۔ بارش نے ان کو آلیا۔ وہ پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ پہاڑ سے ایک پتھر نے لڑھک کر غار کے منہ کو بند کر دیا۔ انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: ''اپنے (نیک) اعمال میں اس عمل کو دیکھو جو تم نے (خالص) اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے۔ پھر اس نیک عمل کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ امید ہے کہ اللہ (اس نیک اعمال کے وسیلہ سے) اس مصیبت سے نجات دے گا''۔ ان میں سے ایک نے نے کہا: ''اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ میں بکریاں چراتا تھا۔ پھر جب شام کو ان کے پاس واپس آتا تھا، تو میں بکریوں کا دودھ نکالتا تھا، تو اپنے والدین کو اپنے بچوں سے پہلے دودھ پلاتا تھا۔ ایک دن میں (بکریوں کو درختوں کے پتے کھلاتا کھلاتا) بہت دور نکل گیا۔ جب شام کو واپس لوٹا، تو میں نے ان کو سوتے ہوئے پایا۔ پھر میں نے روزانہ کے معمول کے مطابق بکریوں کا دودھ اُن کے لیے نکالا۔ پھر میں دودھ کو اُن کی خدمت میں لے آیا۔ میں دودھ لے کر ان دونوں کے سرھانے کھڑا ہو گیا۔ میں نے ان کو نیند سے جگانا پسند نہ کیا، اور ان سے پہلے اہل وعیال کو دودھ دینا بھی پسند نہ کیا۔ حالانکہ میرے بچے میرے قدموں میں بھوک سے بلبلاتے تھے۔ اسی حالت میں فجر طلوع ہو گئی۔ (وہ دونوں بیدار ہوئے

،انھوں نے دودھ نوش فرمایا)۔اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میں نے آپ کی رضا کے لیے کیا ہے۔آپ ہمارے لیے اس چٹان کو ہٹادیں کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں''۔اس پر اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو تھوڑا سا اپنی جگہ سے ہٹادیا، یہاں تک کہ اُن کو آسمان نظر آنے لگا۔

پھر دوسرے آدمی نے یوں دعا کی:''اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی۔ وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب تھی جتنی کسی مرد کو کوئی عورت محبوب ہوسکتی ہے۔میں نے اس سے اپنی نفسانی خواہش پورا کرنے کا مطالبہ کیا، مگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوئی، مگر اس شرط پر کہ میں اس کو ایک سو بیس (120) دینار دے دوں۔ میں نے بڑی محنت کر کے اس کے لیے ایک سو بیس (120) دینار جمع کیے۔ پھر جب میری اُس سے ملاقات ہوئی، تو میں نے اس کو دینار دے دیئے۔ پھر جب میں (اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے) اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا، تو وہ کہنے لگی:''اے اللہ کے بندے! تُو اللہ سے ڈر۔اس مہر کو ناحق و ناجائز طور پر مت توڑ''۔ میں وہاں سے اُٹھ بیٹھا، اور اس فعل سے باز آ گیا۔اے اللہ! اگر تو اس کو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا ہے، تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما''۔اس سے وہ چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی۔(مگر ابھی تک نکلنا ممکن نہ تھا)۔

تیسرے آدمی نے یوں دعا کی:''اے اللہ! میں نے ایک مزدور چاول کی ایک مقدار کے عوض رکھا۔ پھر جب اس مزدور نے کام مکمل کر لیا، تو اس نے کہا:''میرا حق ادا کرو''۔ میں نے اس کا حق اس کے سامنے پیش کیا، مگر اس نے اس کو قبول نہ کیا، اور اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ میں اس کی مزدوری کے چاولوں کا کاشت کرتا رہا، یہاں کہ اس پیداوار کی آمدنی سے میں نے بہت سی گائیں اور ان کے لیے ایک چرواہا جمع کر لیا۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:''اللہ سے ڈر۔ مجھ پر ظلم نہ کر، اور مجھے میرا حق ادا کر''۔ میں نے اس سے کہا:''جا، ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو بھی ساتھ لے جا''۔ وہ یہ سن کر کہنے لگا:''اللہ سے ڈر! میرے ساتھ مذاق مت کر''۔ میں نے اس سے کہا:''میں تیرے ساتھ کوئی مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ان سب گائیوں اور ان کے

چرواہے کو بھی ساتھ لے جا''۔ اس نے ان سب کو لے لیا، اور وہاں سے چلا گیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا ہے، تو باقی ماندہ چٹان کا حصہ بھی دور کر دے''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مصیبت سے نجات دے دی''۔

حدیث 3: ۔قَالَ أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ البَدْوِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكَتِ المَاشِيَةُ، هَلَكَ العِيَالُ هَلَكَ النَّاسُ"۔ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، يَدْعُو، وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مَعَهُ يَدْعُونَ. قَالَ: فَمَا خَرَجْنَا مِنَ المَسْجِدِ حَتَّى مُطِرْنَا، فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ حَتَّى كَانَتِ الجُمُعَةُ الأُخْرَى، فَأَتَى الرَّجُلُ إِلَى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! بَشِقَ المُسَافِرُ وَمُنِعَ الطَّرِيقُ"۔

وَقَالَ الأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَشَرِيكٍ، سَمِعَا أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ"۔ (بخاری رقم 1029، 1030)

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمعہ کے روز دیہات سے ایک اعرابی آیا۔ اس نے عرض کیا: ''مویشی ہلاک ہو گئے، اہل و عیال اور لوگ ہلاک ہو گئے''۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگوں نے بھی ہاتھ اُٹھا دیئے۔ ابھی ہم مسجد سے نکلنے بھی نہ پائے تھے، کہ بارش شروع ہو گئی۔ یہ بارش لگاتار برستی رہی یہاں تک کہ اگلا جمعہ کا روز آ گیا۔ پھر وہی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مسافر (بارش کی وجہ سے) عاجز آ گئے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں''۔

حدیث 4: ۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ خُزَيْمَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ البَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي"۔ قَالَ: "إِنْ

شِئْتَ دَعَوْتُ لَكَ، وَإِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذَاكَ، فَهُوَ خَيْرٌ". فَقَالَ: "ادْعُهُ". فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: "أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ، فَتَقْضِي لِي، اللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ".

(صحیح: مسند أحمد رقم 17240، 17241، 17242؛ عبد بن حمید فی "المنتخب" رقم 379؛ ترمذی رقم 3578؛ النسائی فی "الکبری" رقم 10495، 10496؛ "عمل الیوم واللیلة" نسائی رقم 659، 660؛ ابن ماجه رقم 1385؛ ابن خزیمة رقم 1219؛ الحاکم 313/1، 519، 526/1-527؛ الطبرانی فی "الکبیر" رقم 1/8311، 2/8311؛ "معجم الصغیر" رقم 508؛ ابن السنی فی "عمل الیوم واللیلة" رقم 633)

ترجمہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے (آنکھوں کی بیماری سے) شفا عطا فرمائیں''۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں، اور اگر چاہے تو میں دعا کو تیرے لیے مؤخر کر دوں، پھر وہ تیرے لیے بہت بہتر ہے''۔ اس نے عرض کیا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس (بیماری) کے لیے ابھی دعا کریں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا: ''وہ اچھی طرح (آداب و سنن کے ساتھ) وضو کرے، دو رکعت (نفل) نماز ادا کرے، یہ دعا (اللہ کے حضور) مانگے:

"أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ، فَتَقْضِي لِي، اللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ".

ترجمہ ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نبی رحمت، کے وسیلہ سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اے محمد! میں اپنے رب کی طرف تیرے وسیلہ سے اس حاجت کے پورا کرنے کے لیے متوجہ ہوتا ہوں، میری حاجت کو پورا فرما۔ اے اللہ! میری لیے اس بارے میں ان کی شفاعت کو قبول فرما''۔

حدیث 5: ۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ

سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَهُ فِي الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ لَهُ، وَقَالَ: "يَا أُخَيَّ! لَا تَنْسَنَا مِنْ دُعَائِكَ". وَقَالَ بَعْدُ فِي الْمَدِينَةِ: "يَا أُخَيَّ! أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ". فَقَالَ عُمَرُ: "مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، لِقَوْلِهِ: "يَا أُخَيَّ!".

(مسند أحمد رقم195، 5229؛البزار رقم119؛الطيالسي رقم10؛أبو داود رقم1498؛ ابن سعد 3 / 273؛ابن ماجه رقم2894؛ترمذی رقم3562:وقال الترمذی: حسن صحيح، البزار رقم120؛ أبو يعلى رقم5550، 5501؛البيهقى فى "السنن"251/5؛ الخطيب فى "تاريخه" 11/396-397، 397 ؛عبد بن حميد رقم740؛البيهقى فى "الشعب"رقم9059)

ترجمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کے لیے جانے کی درخواست کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھول جانا''۔ ''اے میرے پیارے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کر لینا''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''میرے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: ''اے میرے پیارے بھائی! ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے''۔

4.5:۔دعا کا مسنون طریقہ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دعا کا مسنون طریقہ جو متعدد احادیث سے ثابت ہے، یہ ہے کہ: دعا کرنے والا پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے، اس کے بعد درود شریف پڑھے، اس کے بعد نہایت اخلاص، بے حد عاجزی اور بہت ہی تضرّع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ دل میں جتنی رقّت ہوگی اور جتنا سوز وگداز ہوگا، اتنی ہی دعا زُود اثر ہوگی، اور جس قدر غفلت اور بے پرواہی سے دعا کی جائے گی، اتنی ہی غیر مؤثر رہے گی۔ آخر میں پھر درود شریف پڑھ کر ہاتھ منہ پر پھیرے''۔

اس بات میں اہل اسلام کا کوئی نزاع نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ دعا میں یہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں کہ مثلاً: اے پروردگار! تو بوسیلۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، یا بطفیلِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، یا بہ برکت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، یا بحرمت حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، یا بجاہِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میرا کام کر دے؟"۔ یا اس قسم کا کوئی مفہوم ہو، جس کو اپنی زبان، لغت اور عرف کے اعتبار سے ادا کرے، تو آیا یہ درست ہے یا نہیں؟۔

توسل جمہور سلفؒ اور خلفؒ کے نزدیک درست ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ان کے تلامذہ اور اُس گروہ کے بیشتر حضرات اور زمانۂ حال کے اکثر غیر مقلدین حضرات اس کے مُنکر ہیں۔ بعض ان میں سے اس کے جواز کے قائل بھی ہیں۔

ہمارے اکابر علمائے دیوبند تقریباً سبھی مشروع توسّل کے جواز کے قائل ہیں۔

یہ یاد رہے کہ توسّل کا مسئلہ صرف جواز کا درجہ رکھتا ہے، نہ ضروری، نہ ناجائز اور گمراہی ہے، جیسا کہ وہم کیا گیا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ توسّل پر مبسوط بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذا الذى ذكرته إنما هو لدفع الحرج عن الناس والفرار من دعوى تضليلهم - كما يزعمه البعض - فى التوسل بجاه عريض الجاه صلّى الله عليه وسلّم لا للميل إلى أن الدعاء كذلك أفضل من استعمال الأدعية المأثورة التى جاء بها الكتاب وصدحت بها ألسنة السنة، فإنه لا يستريب منصف فى أن ما علمه الله تعالى ورسوله صلّى الله عليه وسلّم ودرج عليه الصحابة الكرام رضى الله تعالى عنهم وتلقاه من بعدهم بالقبول أفضل وأجمع وأنفع وأسلم۔

(روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى ج۳ ص۲۹۷۔ المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسينى الألوسى رحمه الله (المتوفى ۱۲۷۰ھ)۔ المحقق: على عبد البارى عطية۔ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت۔ الطبعة: الثالثة، ۲۰۰۹ء)

ترجمہ یہ چیز جو توسل کے جواز کی ذکر کی ہے، محض لوگوں سے دفع حرج کے لیے، اور اُن کو گمراہ قرار دینے کے دعویٰ سے (جیسا کہ بعض نے کہا ہے) بچانے کے لیے ہے، کیونکہ ان کے خیال سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند ہستی کا توسل گمراہی ہے۔ میرا یہ میلان نہیں کہ توسل سے دعا کرنا اُن ادعیہ ماثورہ سے بہتر ہے، جو کتاب اللہ میں آئی ہیں اور جن کو حدیث میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ پس کسی بھی انصاف پسند شخص کو اس میں شک نہیں ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی کو اپنا معمول بنایا ہے اور ان کے بعد اُمت نے ان سے حاصل کر کے معمول بنایا ہے، اسی کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔ یہی افضل، جامع، نفع بخش اور سلامتی کا طریق ہے۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقُبُوْرِ، ص۳۹۸، ۴۰۰، ۴۰۱۔
المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع چہاردہم، فروری ۲۰۰۹ء)

4.6: توسل کی مشروع صورت

1 حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جمہور اہل السنّت والجماعت توسل کے جواز کے قائل ہیں، لیکن اس میں تفصیل سے کام لیتے ہیں۔ توسل کی بعض صورتوں کو حرام، بعض کو بلا دلیل، اور بعض کو جائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ توسل کے مسئلہ کی تفصیل کرتے ہوئے اور اس کی قسمیں بیان کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

والثالث: دعاء الله ببركت هٰذا المخلوق المقبول۔ وهٰذا قد جوّزه الجمهور۔ (بوادر النوادر، ص۷۶۱)

توسل کی تیسری صورت یہ ہے کہ کسی مقبول مخلوق کی برکت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ اسے جمہور نے جائز قرار دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ توسل کی یہ صورت جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

بزرگانِ دین اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا توسل اسی صورت میں ہوتا رہا ہے، جس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔

(تَسْكِيْنُ الصُّدُوْرِ فِيْ تَحْقِيْقِ أَحْوَالِ الْمَوْتٰى فِي الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ، ص ۴۰۷۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع چہاردہم، فروری ۲۰۰۹ء)

2 حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

توسّل کی حقیقت یہ ہے کہ: ''اے اللہ! فلاں شخص میرے نزدیک آپ کا محبوب ہے اور مقبولین سے محبت رکھنے پر آپ کا وعدۂ محبت ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. پس میں آپ سے اس رحمت کو مانگتا ہوں''۔ پس توسل میں یہ شخص اپنی محبت کو اولیاء اللہ کے ساتھ ظاہر کر کے اس محبت پر رحمت وثواب مانگتا ہے۔ اور محبتِ اولیاء کا موجب رحمت وثواب ہونا نصوص سے ثابت ہے''۔ (انفاسِ عیسیٰ ص ۴۱)

3 ایک حدیث قدسی میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حدیث 7:۔ ''حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ''۔

(مستدرکِ حاکم رقم 7315؛ مسند احمد رقم 19438؛ 22002؛ 22032؛ 22064؛ 22782؛ 22783 طبع: الرسالۃ)

ترجمہ میری محبت ان لوگوں کے لیے لازم ہے جو میری رضا کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

4 حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال القائل: ببركة الشيخ قد يعني بها دعاءه، وأسرع الدعاء إجابة الدعاء لغائب، وقد يعني بها بركة ما أمره به وعلّمه من الخير، وقد يعني بها بركة معاونته له على الحق وموالاته في الدين ونحو ذلك، وهذه كلها معان صحيحة۔

(زيارة القبور والاستنجاد بالمقبور، ص ۶۱۔ المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني

الحنبلي الدمشقي رحمه الله (المتوفى:۷۲۸ھ).الناشر: دار طيبة، الرياض، المملكة العربية السعودية)

ترجمہ قائل کا یہ کہنا: ''شیخ کی برکت سے (میرا یہ کام ہو جائے)۔کبھی تو اس سے شیخ کی دعا مراد ہوتی ہے اور سب سے جلدی وہ دعا قبول ہوتی ہے، جو غائب کی غائب کے لیے ہو، اور کبھی اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ شیخ نے جو حکم دیا ہے اور تعلیمِ خیر اس کو دی ہے، اس کی برکت سے سوال کرتا ہوں، اور کبھی اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ جب حق پر وہ اس کا تعاون اور دین میں اس سے دوستی کرتا ہے، تو اس کی برکت سے دعا کرتا ہے۔ یہ سب معانی اپنی جگہ درست اور صحیح ہیں۔

أسألك بنبيك محمد، على أنه أراد: إني أسألك بإيماني به وبمحبته، وأتوسل إليك بإيماني به ومحبته، ونحو ذلك.

(قاعدة جليلة في التوسل والوسيلة، ص١١٩، رقم353۔المؤلف:تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي رحمه الله (المتوفى ۷۲۸ھ). المحقق:ربيع بن هادي عمير المدخلي۔الناشر :مكتبة الفرقان، عجمان۔الطبعة:الأولى (لمكتبة الفرقان ۱۴۲۲ھ)

ترجمہ میں تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں''، کا معنی یہ ہے: چونکہ میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، اس لیے اس وجہ سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں''۔

5 علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وبعد هذا كله أنا لا أرى بأسا في التوسل إلى الله تعالى بجاه النبي صلى الله عليه وسلم عند الله تعالى حيا وميتا، ويراد من الجاه معنى يرجع إلى صفة من صفاته تعالى، مثل أن يراد به المحبة التامة المستدعية عدم رده وقبول شفاعته، فيكون معنى قول القائل: إلهي أتوسل بجاه نبيك صلى الله عليه وسلم أن تقضي لي حاجتي، إلهي اجعل محبتك له

وسیلة فی قضاء حاجتی، ولا فرق بین هذا وقولك: إلهی أتوسل برحمتك أن تفعل كذا إذ معناه أیضا إلهی اجعل رحمتك وسیلة فی فعل كذا۔

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ج۳ ص۲۹۷)

ترجمہ اس ساری بحث کے بعد میں اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور اکرم ﷺ کی جاہ سے آپ ﷺ کی زندگی میں اور بعد از وفات توسّل میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ آپ ﷺ کی جاہ وتوسل سے مراد کوئی ایسا معنی لیا جائے گا، جو آپ ﷺ کی صفات میں سے کسی صفت کی طرف راجع ہو۔ مثلاً آپ ﷺ کی محبت تامہ، جو عدمِ ردّ اور قبولِ شفاعت کو چاہتی ہے۔ لہٰذا قائل کے اس طرح کہنے کا کہ: ''اے اللہ! میں تیرے نبی ﷺ کے جاہ سے توسّل کرتا ہوں کہ تُو میری حاجت پوری کردے''۔ یہ معنی ہوگا: ''اے میرے اللہ! تیری جو محبت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہے، اس کو میری حاجت پورا کرنے کا وسیلہ بنادے''۔ اس میں اور تیرے اس قول میں کوئی فرق نہیں کہ: ''اے میرے اللہ! تیری رحمت سے توسّل کرتا ہوں کہ تو ایسا کردے''۔ کیونکہ اس کا بھی یہی معنی ہے کہ: ''اے اللہ! تو اپنی رحمت کو اس میں وسیلہ بنادے''۔

4.7:۔ حضرات فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے فتویٰ کی اصل

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہوکر طلبِ دُعا اور استشفاع نہ فرض ہے، نہ واجب، اور نہ سنّتِ مؤکدہ، بلکہ حضرات فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے فتویٰ کی رُو سے صرف جائز ہے۔ اس میں بھی بعض فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس مسئلہ میں ان کے پیروکار اور بعض دیگر حضرات جواز کے قائل نہیں ہیں۔ باقی حنفی، مالکی اور شافعی وغیرہ مسلک والے حضرات اکثر اس کے جواز کے قائل ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ ایسے فروعی مسئلہ کے لیے کسی قطعی دلیل کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، بلکہ فی الجملہ اس کا جواز مطلوب ہوتا ہے۔ اس کا اصل جواز حضرات صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم سے ہے جس پر خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مُہر تصدیق ثبت ہے۔

(سِمَاعُ الْمَوْتٰی ص۱۱۵، ۱۱۶۔المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

4.8:۔مسئلہ استشفاع

حدیث8:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا"۔ فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: "ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ، وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ"۔ فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ، فَبَكَى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: "يَا رَبِّ! لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ"۔

(الكتاب المصنف فی الأحاديث والآثار،(مصنف ابن ابی شیبہ) ج٦ص٣٥٦ رقم32002۔ المؤلف: أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۵ھ)۔المحقق: كمال يوسف الحوت۔الناشر: مكتبة الرشد۔ الرياض۔ الطبعة: الأولى ۱۴۰۹ھ)

☐ وروى بن أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ مَالِكٍ الدَّارِيِّ وَكَانَ خَازِنُ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا"۔ فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: "ائْتِ عُمَرَ" الْحَدِيثَ۔ وَقَدْ رَوَى سَيْفٌ فِي الْفُتُوحِ أَنَّ الَّذِي رَأَى الْمَنَامَ الْمَذْكُورَ هُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ۔

(فتح الباری شرح صحيح البخاری، ج۲ص۴۹۵، ۴۹۶۔ المؤلف: أحمد بن علی بن حجر

أبو الفضل العسقلانی الشافعی رحمه الله (المتوفی ۸۵۲ھ)۔ الناشر: دار المعرفة، بیروت، ۱۳۷۹ھ۔ رقم کتبه وأبوابه وأحادیثه: محمد فؤاد عبد الباقی۔ قام بإخراجه وصححه وأشرف علی طبعه: محب الدین الخطیب)

مالك بْن عِياض، الدار. أن عُمَر قَالَ فِي قحط: يا رب لا آلو إلا ما عجزت عنه. قَالَه علىٌّ، عَنْ مُحَمَّد بْن خازم، عَنْ أَبِي صالح، عَنْ مالك الدّار.

(التاریخ الکبیر، ج۷ ص ۳۰۴ رقم 1295۔ المؤلف: محمد بن إسماعیل بن إبراهیم بن المغیرة البخاری، أبو عبد الله رحمه الله (المتوفی: ۲۵۶ھ)۔ الطبعة: دائرة المعارف العثمانیة، حیدر آباد - الدکن۔ طبع تحت مراقبة: محمد عبد المعید خان۔ صحح ووضع حواشیها: الشیخ محمود محمد خلیل)

حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ أَبُو مُعَاوِيَة، قَالَ: حدثنا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قحطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رجلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! استَسْقِ لأُمَّتِكَ". فَأَتَاهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لَهُ: "ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلامَ، وَقُلْ لَهُ: إِنَّكُمْ مسنتُون فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ". قَالَ: فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ: "يَا رَبِّ! مَا آلُو إِلاَّ مَا عَجَزْتُ عَنْهُ".

(التاریخ الکبیر المعروف بتاریخ ابن أبی خیثمة - السفر الثالث، ج۲ ص ۸۰ رقم 1818۔ المؤلف: أبو بکر أحمد بن أبی خیثمة رحمه الله (المتوفی: ۲۷۹ھ)۔ المحقق: صلاح بن فتحی هلال۔ الناشر: الفاروق الحدیثة للطباعة والنشر - القاهرة۔ الطبعة: الأولی، ۱۴۲۷ھ)

(الإصابة فی تمییز الصحابة، ج۶ ص ۲۱۶ رقم الترجمہ 8375۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی رحمه الله (المتوفی ۸۵۲ھ)۔ تحقیق: عادل أحمد عبد الموجود وعلی محمد معوض۔ الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت۔ الطبعة: الأولی ۱۴۱۵ھ)

مَالِكُ الدَّارِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الرِّعَاءِ عَنْهُ: تَابِعِيٌّ قَدِيمٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

أَثْنَى عَلَيْهِ التَّابِعُونَ، وَلَيْسَ بِكَثِيرِ الرِّوَايَةِ، رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعُمَرَ، وَقَدِ انْتَسَبَ وَلَدُهُ إِلَى جُبْلَانَ نَاحِيَةٌ. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدُوسٍ الْمُزَكِّي أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الشَّرْقِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ عَثَّامٍ الْعَامِرِيِّ الْكُوفِيِّ: لِمَ سُمِّيَ مَالِكُ الدَّارِ؟ فَقَالَ: الدَّارِيُّ الْمُتَطَيِّبُ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْفَتْحِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا نَبِيَّ اللهِ! اسْتَسْقِ اللهَ لِأُمَّتِكَ". فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ: "ائْتِ عُمَرَ، فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: إِنَّكُمْ مُسْقَوْنَ، فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ". قَالَ: فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ: "يَا رَبِّ! مَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ". يُقَالُ: إِنَّ أَبَا صَالِحٍ سَمِعَ مَالِكَ الدَّارِ هَذَا الْحَدِيثَ، وَالْبَاقُونَ أَرْسَلُوهُ.

(الإرشاد فی معرفة علماء الحديث، ج۱ص ۳۱۳ تا ۳۱۶۔ المؤلف: أبو يعلى الخليلي، خليل بن عبد الله بن أحمد بن إبراهيم بن الخليل القزويني رحمه الله (المتوفى: ۴۴۶ھ). المحقق: د. محمد سعيد عمر إدريس۔ الناشر: مكتبة الرشد - الرياض۔ الطبعة: الأولى ۱۴۰۹ھ)

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ، وَأَبُو بَكْرٍ الْفَارِسِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ مَطَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ اللهَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ

أَنَّكُمْ مُسْقَوْنَ. وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ. فَأَتَى الرَّجُلُ عُمَرَ، فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَارَبِّ مَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ

(دلائل النبوة ج ٧ ص ٤٧۔ المؤلف: أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی أبو بکر البیهقی رحمه الله (المتوفی: ۴۵۸ھ)۔ المحقق: د. عبد المعطی قلعجی۔ الناشر: دار الکتب العلمیة، دار الریان للتراث۔ الطبعة: الأولی ۱۴۰۸ھ)

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ وَأَبُو بَكْرٍ الْفَارِسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ مَطَرٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا. فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: "ائْتِ عُمَرَ، فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْقَوْنَ، وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ". فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَ عُمَرَ فَقَالَ: "يَا رَبِّ! مَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ". وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

(البدایة والنهایة، ج ۱۰ ص ۷۴۔ المؤلف: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی رحمه الله (المتوفی ۷۷۴ھ)۔ تحقیق: عبد الله بن عبد المحسن الترکی۔ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزیع والإعلان۔ الطبعة: الأولی ۱۴۱۸ھ، سنة النشر ۱۴۲۴ھ)

(مسند الفاروق أمیر المؤمنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی الله عنه وأقواله علی أبواب العلم، ج ۱ ص ۳۱۷، ۳۱۸، رقم ۱۸۳۔ المؤلف: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی رحمه الله (المتوفی: ۷۷۴ھ)۔ المحقق: إمام بن علی بن إمام۔ الناشر: دار الفلاح، الفیوم - مصر۔ الطبعة: الأولی ۱۴۳۰ھ)

(مسند أمیر المؤمنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی الله عنه وأقواله علی أبواب العلم، ج ۱ ص ۲۲۲، ۲۲۳۔ المؤلف: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی

البصری ثم الدمشقی رحمه الله (المتوفی:٧٧٤ھ).المحقق: عبد المعطی قلعجی. دار النشر :دار الوفاء-المنصورة.الطبعة:الأولى،١٤١١ھ)

□ أخبرنا أبو عبد الله محمد بن الفضل، أنا أبو بكر البيهقى، أنا أبو نصر بن قتادة، وأبو بكر الفارسى، قالا: أنا أبو عمرو بن مطر، نا إبراهيم بن على الذهلى، نا يحيى بن يحيى، أنا معاوية، عن الأعمش، عن أبى صالح، عن مالك الدار، قال أصاب الناس قحط فى زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل إلى قبر النبى صلى الله عليه وسلم، فقال: "يا رسول الله! استسق الله لأمتك فإنهم قد هلكوا". فأتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام، وقال: "ائت عمر فاقرئه السلام وأخبره أنكم مسقون وقل له: عليك الكيس الكيس". فأتى الرجل فأخبر عمر، فبكى عمر، ثم قال: "يارب! ما آلو إلا ما عجزت عنه".

(تاريخ دمشق ج٤٤ ص٣٤٥.المؤلف:أبو القاسم على بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر رحمه الله (المتوفى ٥٧١ھ).المحقق:عمرو بن غرامة العمروى. الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع.عام النشر ١٤١٥ھ)

(مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر:ج١٩ ص٩.المؤلف: محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الانصارى الرويفعى الإفريقى رحمه الله (المتوفى: ٧١١ھ). المحقق: روحية النحاس، رياض عبد الحميد مراد، محمد مطيع. دار النشر: دار الفكر للطباعة والتوزيع والنشر، دمشق - سوريا.الطبعة: الأولى، ١٤٠٢ھ)

وقد يكون التوسل به صلى الله عليه وسلم بعد الوفاة بمعنى طلب أن يدعو كما كان فى حياته، وذلك فيما رواه البيهقى من طريق الأعمش عن أبى صالح عن مالك الدار، ورواه ابن أبى شيبة بسند صحيح عن مالك الدار، قال: أصاب الناس قحط فى زمان عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه، فجاء رجل إلى قبر النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: يا رسول الله، استسق الله لأمتك فإنهم قد هلكوا. فأتاه رسول الله صلى الله

تعالى عليه وسلم فى المنام فقال: ائت عمر فاقرئه السلام وأخبره أنهم مسقون، وقل له: عليك الكيس الكيس، فأتى الرجل عمر رضى الله تعالى عنه فأخبره، فبكى عمر رضى الله تعالى عنه ثم قال: يا رب ما آلو إلا ما عجزت عنه.

وروى سيف فى الفتوح أن الذى رأى المنام المذكور بلال بن الحارث المزنى أحد الصحابة رضى الله تعالى عنهم.

ومحل الاستشهاد طلب الاستسقاء منه صلى الله تعالى عليه وسلم وهو فى البرزخ ودعاؤه لربه فى هذه الحالة غير ممتنع، وعلمه بسؤال من يسأله قد ورد، فلا مانع من سؤال الاستسقاء وغيره منه كما كان فى الدنيا.

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، ج ۴ ص ۱۹۵ ۔ المؤلف: على بن عبد الله بن أحمد الحسنى الشافعى، نور الدين أبو الحسن السمهودى رحمه الله (المتوفى: ۹۱۱ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت۔ الطبعة: الأولى ۱۴۱۹ھ)

وَقد كتب شَيخنَا الْمَذْكُور رِسَالَة مُسْتَقلَّة فِيهَا التَّفْصِيل من أَرَادَ فَلْيُرَاجع إِلَيْهَا وَذكر فِيهَا حَدِيث الْبَيْهَقِيّ وَابْن أبي شيبَة عَن مَالك الدَّار قَالَ أصَاب النَّاس قحط فِي زمَان عمر بن الْخطاب فجَاء رجل الى قبر النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُول الله استسق الله لامتك فَإِنَّهُم قد هَلَكُوا فَأَتَاهُ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامه فَقَالَ ائْت عمر فاقرأه السَّلَام وَأخْبرهُ والقصة مَذْكُورَة فِي الِاسْتِيعَاب لِابْنِ عبد الْبر.

(شرح سنن ابن ماجه، ص ۹۹۔ مجموع من 3 شروح:

1- "مصباح الزجاجة" للسيوطي رحمه الله (ت 911ھ)

2- "إنجاح الحاجة" لمحمد عبد الغني المجددي الحنفي رحمه الله (ت 1296ھ)

3- "ما يليق من حل اللغات وشرح المشكلات" لفخر الحسن بن عبد الرحمن

الحنفي الكنكوهي رحمه الله (ت1315ھ). الناشر: قديمي كتب خانة- كراتشي)
(تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام. ج ۳ ص ۲۷۳. المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايماز الذهبي رحمه الله (المتوفى ۷۴۸ھ). المحقق: عمر عبد السلام التدمري. الناشر: دار الكتاب العربي، بيروت. الطبعة: الثانية ۱۴۱۳ھ)

ترجمہ حضرت مالک الدار رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شعبۂ طعام کے نگران تھے) فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا۔ (اس کی وجہ سے بے حد تکلیف پیش آئی)۔ پھر ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی: ’’اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارش برسائے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہایت تکلیف میں ہے اور اس کی ہلاکت اور بربادی کا خطرہ ہے‘‘۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دعا کر کے یہ شخص چلا گیا۔ رات کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے ملے اور یہ فرمایا: ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، اُس سے میرا سلام کہو، اور یہ خبر دے دو کہ (ان شاء اللہ) بارش ہوگی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ وہ عقل مندی کو لازم پکڑے‘‘۔ صبح ہوئی تو وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب کا یہ سارا واقعہ اُن کو سُنا دیا۔ یہ خبر سُن کر (مارے خوشی کے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: ’’میرے رب! جو چیز میرے بس میں ہے، اس کے بارے میں تو کبھی میں نے کوتاہی نہیں کی‘‘۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔ اور سیف رحمۃ اللہ علیہ نے ’’فتوح‘‘ میں روایت کیا ہے کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا، وہ حضرت بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ (المتوفی ۶۰ھ) جلیل القدر صحابی تھے۔

حدیث 9: ۔قَالَ سَيْفُ بْنُ عُمَرٍو، عَنْ سَهْلِ بْنِ يُوسُفَ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ عَامُ الرَّمَادَةِ فِي آخِرِ سَنَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ،

وَأَوَّلِ سَنَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ. أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَمَا حَوْلَهَا جُوعٌ فَهَلَكَ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، حَتَّى جَعَلَتِ الْوَحْشُ تَأْوِي إِلَى الْإِنْسِ. فَكَانَ النَّاسُ كَذٰلِكَ وَعُمَرُ كَالْمَحْصُورِ عَنْ أَهْلِ الْأَمْصَارِ، حَتَّى أَقْبَلَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ فَاسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ. فَقَالَ: "أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكَ، يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ عَهِدْتُكَ كَيِّسًا، وَمَا زِلْتَ عَلَى ذٰلِكَ، فَمَا شَأْنُكَ؟"". قَالَ: مَتَى رَأَيْتَ هٰذَا؟". قَالَ: "الْبَارِحَةَ". فَخَرَجَ فَنَادَى فِي النَّاسِ: "الصَّلَاةَ جَامِعَةً". فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ! أَنْشُدُكُمُ اللهَ هَلْ تَعْلَمُونَ مِنِّي أَمْرًا غَيْرُهُ خَيْرًا مِنْهُ؟". قَالُوا: "اَللّٰهُمَّ! لَا". فَقَالَ: "إِنَّ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ يَزْعُمُ ذَيْتَ وَذَيْتَ". فَقَالُوا: "صَدَقَ بِلَالٌ، فَاسْتَغِثْ بِاللهِ ثُمَّ بِالْمُسْلِمِينَ". فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ - وَكَانَ عُمَرُ عَنْ ذٰلِكَ مَحْصُورًا - فَقَالَ عُمَرُ: "اَللهُ أَكْبَرُ! بَلَغَ الْبَلَاءُ مُدَّتَهُ فَانْكَشَفَ، مَا أُذِنَ لِقَوْمٍ فِي الطَّلَبِ إِلَّا وَقَدْ رُفِعَ عَنْهُمُ الْبَلَاءُ". وَكَتَبَ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ أَنْ أَعِينُوا أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَ جَهْدُهُمْ. وَأَخْرَجَ النَّاسَ إِلَى الْاِسْتِسْقَاءِ، فَخَرَجَ وَخَرَجَ مَعَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَاشِيًا، فَخَطَبَ وَأَوْجَزَ وَصَلَّى، ثُمَّ جَثَى لِرُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ! إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا". ثُمَّ انْصَرَفَ فَمَا بَلَغُوا الْمَنَازِلَ رَاجِعِينَ حَتَّى خَاضُوا الْغُدْرَانَ.

(البداية والنهاية، ج١٠ ص٧٢. المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي رحمه الله (المتوفى ٧٧٤ھ). تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي. الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان. الطبعة: الأولى ١٤١٨ھ، سنة النشر ١٤٢٤ھ)

(تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، ج٤ ص ٩٨، ٩٩. المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري رحمه الله

(المتوفی ۳۱۰ھ). (صلة تاریخ الطبری لعریب بن سعد القرطبی رحمہ اللہ المتوفی ۳۶۹ھ).
الناشر: دار التراث، بیروت۔ الطبعة: الثانیة، ۱۳۸۷ھ)

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوك، ج ۴ ص ۲۵۰۔ المؤلف: جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۷ھ)۔ المحقق: محمد عبد القادر عطا، مصطفی عبد القادر عطا۔ الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت الطبعة: الأولی، ۱۴۱۲ھ)

ترجمہ حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قحط والا زمانہ ۱۷ھ کے آخر یا ۱۸ھ کی ابتدا کا زمانہ ہے۔ اس وقت مدینہ منورہ اور اطراف میں بڑی ہی تنگی اور بھوک وافلاس کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگ کی بہت بڑی تعداد اس میں ہلاک ہوگئی، یہاں تک کہ وحشی جانور انسانوں کی بستیوں میں پناہ ڈھونڈھنے لگے۔ اس دوران لوگ اسی حالت میں تھے، جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رابطہ بھی تمام شہروں سے منقطع تھا۔ ان حالات میں حضرت بلال بن الحارث مزنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور عرض کیا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمھارے پاس قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے فرمایا تھا: ''میں نے تجھے عقل مندی لازم پکڑنے کی تاکید کی تھی۔ تم تو ایسے ہی تھے، اب تجھے کیا ہوگیا ہے؟''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ خواب تم نے کب دیکھا؟''۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''گزشتہ رات''۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے، پھر لوگوں میں منادی کرادی: ''سب لوگ نماز کے لیے جمع ہو جائیں''۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دو رکعت صلوٰۃ استسقاء پڑھائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: ''اے لوگو! میں تمھیں اللہ کی قسم کا واسطہ دے کو پوچھتا ہوں، کیا تم نے مجھ سے خیر کے علاوہ کوئی ناپسندیدہ معاملہ دیکھا ہے؟''۔ سب لوگوں نے عرض کیا: ''اللہ کی قسم! نہیں''۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ تو یہ فرماتے ہیں''۔ یہ سن کر سب لوگ کہنے لگے: ''حضرت بلال رضی اللہ عنہ سچ کہتے

ہیں۔ لہٰذا پہلے آپ رضی اللہ عنہ اور پھر سارے مسلمان اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں''۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب شہروں کے مسلمانوں کے پاس پیغامات بھجوا دیئے۔ اس سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رابطہ شہروں سے منقطع تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ! مصیبت اور بلا جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے، تو پھر وہ دور ہو جاتی ہے۔ جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ سے طلب وحاجت کی اجازت مل جاتی ہے، تو اس سے مصیبت ہٹا دی جاتی ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام بلاد وامصار کی طرف خطوط روانہ کیے کہ اہل مدینہ اور مضافات کے لوگوں کی امداد کریں، کیونکہ وہ قحط سالی کی بڑی مشقت میں مبتلا ہیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمازِ استسقاء ادا کرنے کے لیے لوگوں کو لے کر کھلے میدان میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی پیدل چل کر وہاں پہنچے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہایت مختصر سا خطبہ دیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما، اور ہم سے راضی ہو جا''۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس لوٹے۔ ابھی اپنے اپنے گھروں میں نہیں پہنچے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ اتنی بارش ہوئی کہ تالاب پانی سے بھر کر بہنے لگے۔

حدیث 10:۔ ثُمَّ رَوَىٰ سَيْفٌ، عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ الْفُضَيْلِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ صَخْرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ عَامَ الرَّمَادَةِ سَأَلَهُ أَهْلُهُ أَنْ يَذْبَحَ لَهُمْ شَاةً، فَقَالَ: "لَيْسَ فِيهِنَّ شَيْءٌ". فَأَلَحُّوا عَلَيْهِ فَذَبَحَ شَاةً، فَإِذَا عِظَامُهَا حُمْرٌ، فَقَالَ: "يَا مُحَمَّدَاهُ!". فَلَمَّا أَمْسَى أُرِيَ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ: "أَبْشِرْ بِالْحَيَا، ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ: إِنَّ عَهْدِي بِكَ وَفِيُّ الْعَهْدِ، شَدِيدَ الْعَقْدِ، فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا عُمَرُ". فَجَاءَ حَتَّى أَتَى بَابَ عُمَرَ فَقَالَ لِغُلَامِهِ: "اسْتَأْذِنْ لِرَسُولِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَفَزِعَ، ثُمَّ صَعِدَ عُمَرُ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ: "أَنْشُدُكُمْ بِالَّذِي هَدَاكُمْ لِلْإِسْلَامِ، هَلْ رَأَيْتُمْ

مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُونَهُ؟". فَقَالُوا: "أَللّٰهُمَّ! لَا، وَعَمَّ ذَاكَ؟". فَأَخْبَرَهُمْ بِقَوْلِ الْمُزَنِيِّ- وَهُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ- فَفَطِنُوا وَلَمْ يَفْطَنْ. فَقَالُوا: "إِنَّمَا اسْتَبْطَأَكَ فِي الِاسْتِسْقَاءِ فَاسْتَسْقِ بِنَا". فَنَادَىٰ فِي النَّاسِ، فَخَطَبَ فَأَوْجَزَ، ثُمَّ صَلَّىٰ رَكْعَتَيْنِ فَأَوْجَزَ، ثُمَّ قَالَ: "أَللّٰهُمَّ! عَجَزَتْ عَنَّا أَنْصَارُنَا، وَعَجَزَ عَنَّا حَوْلُنَا وَقُوَّتُنَا، وَعَجَزَتْ عَنَّا أَنْفُسُنَا، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ، أَللّٰهُمَّ! فَاسْقِنَا وَأَحْيِ الْعِبَادَ وَالْبِلَادَ".

(البداية والنهاية، ج۱۰ص۷۳۔ المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي رحمه الله (التوفى ۷۷۴ھ). تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي۔ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان۔ الطبعة: الأولى ۱۴۱۸ھ؛ سنة النشر ۱۴۲۴ھ)

ترجمہ حضرت عاصم بن عمر بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قحط والے سال قبیلۂ مزینہ کے ایک شخص سے اس کے گھر والوں نے بکری ذبح کرنے کی فرمائش کی۔ وہ شخص کہنے لگا: ''ان بکریوں میں ذبح کے قابل کوئی بکری نہیں ہے''۔ اس کے گھر والوں نے بڑا ہی اصرار کیا۔ تو اس نے ایک بکری ذبح کر دی، تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس بکری کی ہڈیاں تک سرخ ہیں۔ اس پر اس کے منہ سے نکلا: ''یَا مُحَمَّدَاہُ!'' ''ہائے! اے محمد! یہ کیسی بڑی مصیبت ہے!''۔ پھر جب رات ہوئی، وہ سو گیا تو اس کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے فرما رہے ہیں: ''بارش کی خوش خبری دے دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ اس کو میری طرف سے سلام پہنچادو، اور اس سے یہ بات کہو: میرے عہد و پیمان کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پورا کرتے رہو۔ اے عمر! عقل مندی کو لازم پکڑ لے''۔ پھر یہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام کو کہنے لگا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قاصد اور سفیر کے لیے اجازت طلب کرو''۔ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان کو خواب کا سارا واقعہ بتلایا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے۔ پھر لوگوں سے کہنے لگے: ''میں تمھیں اس ذات کی

قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی! کیا تم لوگوں نے مجھ سے کوئی ناپسندیدہ کام دیکھا ہے؟"۔اس پر سب لوگ کہنے لگے: "اللہ کی قسم! نہیں، آپ رضی اللہ عنہ کس وجہ سے پوچھ رہے ہیں؟"۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مزنی شخص یعنی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی بات ان کو بتلائی۔ اس کو سُن کر لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سمجھ لیا، جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بات کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔ لوگ کہنے لگے: "آپ رضی اللہ عنہ سے نماز استسقاء کے ادا کرنے میں دیر ہو گئی ہے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ فوراً نماز استسقاء ادا کریں"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں منادی کرا دی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بڑا ہی مختصر سا خطبہ پڑھا، پھر آپ نے لوگوں کو دو رکعت مختصر سی نماز پڑھائی۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائی: "اے اللہ! ہمارے انصار و مددگار عاجز ہو گئے، ہماری قوت اور طاقت جواب دے گئی، ہماری جانیں کمزوری سے عاجز ہو گئیں۔ قوت اور طاقت تو آپ ہی سے ہے۔ اے اللہ! پس تو ہمیں پانی پلا دے، بندوں اور شہروں کو زندہ فرما دے"۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

یہ واقعہ ۱۷ھ کے آخر یا ۱۸ھ کی ابتدا کا ہے (طبری، البدایہ)، اور مؤرخ عبدالرحمٰن بن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۸ھ) اس کو حتمی طور پر ۱۸ھ کا بتاتے ہیں (ابن خلدون)۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ، تینوں بزرگ، فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (البدایہ والنہایہ؛ فتح الباری؛ وفاء الوفاء)

(سَمَاعُ الْمَوْتٰی، ص۱۱۷۔ المؤلف: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۰ھ)۔ الناشر: مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع دہم، مئی ۲۰۱۰ء)

4.9:۔ مسئلہ توسل کا خلاصہ

1 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا کرنا بہت اچھا ہے۔

اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ دعاء میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ

سے دعاء کرنا جائز ہے، بلکہ تمام انبیا کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ کے توسل سے بھی جائز ہے۔

مثلا یوں کہے: "یا اللہ! میں بوسیلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یا انبیاء کرام علیہم السلام، یا صالحین کرام رحمہم اللہ دعا کی قبولیت کا متمنی ہوں"۔

2 انبیاء کرام علیہم السلام، صلحاء، اولیاء، صدیقین، شہداء، اور اتقیاء رحمہم اللہ کا توسل جائز ہے، یعنی ان کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے۔

وَقَالَ السُّبْكِيُّ: يَحْسُنُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ إِلَى رَبِّهِ وَلَمْ يُنْكِرْهُ أَحَدٌ مِنَ السَّلَفِ وَلَا الْخَلَفِ إِلَّا ابْنَ تَيْمِيَّةَ فَابْتَدَعَ مَا لَمْ يَقُلْهُ عَالِمٌ قَبْلَهُ اهـ وَنَازَعَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ أَمِيرِ حَاجٍّ فِي دَعْوَى الْخُصُوصِيَّةِ، وَأَطَالَ الْكَلَامَ عَلَى ذٰلِكَ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثَ عَشَرَ آخِرَ شَرْحِهِ عَلَى الْمُنْيَةِ فَرَاجِعْهُ.

(رد المحتار على الدر المختار، ج٦ ص٣٩٧۔ المؤلف: ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي رحمه الله (المتوفى ١٢٥٢ھ)۔ الناشر: دار الفكر بيروت۔ الطبعة: الثانية ١٤١٢ھ)

ترجمہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل مستحسن ہے۔ اس کا سوائے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلفؒ وخلفؒ میں اور کسی نے انکار نہیں کیا ہے۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ایک ایسی بدعت گھڑی ہے کہ اُن سے پہلے کسی عالم نے یہ بات نہیں کہی"۔ علامہ ابن امیر حاج رحمۃ اللہ علیہ نے منیہ کی شرح میں تیرھویں فصل کے آخر میں اس پر طویل کلام کیا ہے اور توسل کے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ) مخصوص ہونے کے دعویٰ میں اختلاف کیا ہے۔

أن التوسل بجاه غير النبي صلى الله عليه وسلم لا بأس به أيضا إن كان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاها عند الله تعالى كالمقطوع بصلاحه وولايته.

(روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج٣ ص٢٩٧۔ المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي رحمه الله (المتوفى ١٢٧٠ھ)۔ المحقق:

على عبد الباري عطية. الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة: الثالثة، ۲۰۰۹ء)

ترجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کی جاہ و برکت سے توسل میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ یہ معلوم ہو کہ جس سے توسل کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی جاہ ہے، جیسے وہ شخصیت کہ یقینی طور پر اس کی صلاح وولایت معلوم ہو۔

3 توسل نیک ہستیوں کی زندگیوں میں بھی جائز ہے، اوران کی وفات کے بعد بھی جائز ہے۔

وَيُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْعَبَّاسِ اسْتِحْبَابُ الِاسْتِشْفَاعِ بِأَهْلِ الْخَيْرِ وَ الصَّلَاحِ وَأَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ. وَفِيهِ فَضْلُ الْعَبَّاسِ وَفَضْلُ عُمَرَ لِتَوَاضُعِهِ لِلْعَبَّاسِ ومعرفته بِحَقِّهِ.

(فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج۲ ص۴۹۷. المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي رحمه الله (المتوفى ۸۵۲ھ). الناشر: دار المعرفة، بيروت، ۱۳۷۹ھ. رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي. قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب)

ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہل خیر وصلاح اور خاندانِ نبوت سے تعلق رکھنے والے حضرات کو بطورِ توسل پیش کرنا مستحب ہے۔ اس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار بھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی اس سے واضح ہے کہ انھوں نے کیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے تواضع اختیار کی اور ان کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا حق ادا کیا۔

وَيَجُوزُ التَّوَسُّلُ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَالِاسْتِغَاثَةُ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ بَعْدَ مَوْتِهِمْ.

(بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية وشريعة نبوية في سيرة أحمدية، ج۱ ص ۲۰۳. المؤلف: محمد بن محمد بن مصطفى بن عثمان، أبو سعيد الخادمي الحنفي رحمه الله (المتوفى: ۱۱۵۶ھ). الناشر: مطبعة الحلبي. ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ حضرت انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین رحمہم اللہ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کا توسل جائز ہے۔

عندنا وعند مشائخنا: یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشهداء والصدیقین فی حیاتهم وبعد وفاتهم بان یقول فی دعائه: "اللهم! انی أَتَوَسَّلُ الیك بفلان أن تجیب دعوتی وتقضی حاجتی"، الی غیر ذلك.

(اَلْمُهَنَّدُ عَلَی الْمُفَنَّدِ (یعنی عقائد علماء اہل السنت دیوبند) ص ۲۹۔ المؤلف: حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۴۶ھ)۔ مکتبۃ الحرمین، اردو بازار، لاہور۔ ۱۴۳۲ھ)

ترجمہ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام، صلحاء رحمہم اللہ، اولیاء رحمہم اللہ، شہداء رحمہم اللہ، اور صدیقین رحمہم اللہ کا توسل جائز ہے، ان کی حیات میں، یا وفات کے بعد، اس طرح کہے: ''یا اللہ! مَیں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں''، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔

4 توسل کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرے: ''یا اللہ! میں آپ کے فلاں ولی کے وسیلہ سے اپنی دعا کی قبولیت چاہتا ہوں، اور اپنی حاجت برآری کا خواستگار ہوں''، یا اسی جیسے دوسرے کلمات کہے۔

وَمن آدَاب الدُّعَاء تَقْدِيم الثَّنَاء على الله والتوسل بِنَبِي الله، ليستجاب الدُّعَاء.

(حجة الله البالغة، ج ۲ ص ۱۰۔ المؤلف: أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ الشاه ولی الله الدهلوی رحمه الله (التوفی ۱۱۷۶ھ). المحقق: السيد سابق. الناشر: دار الجيل، بيروت، لبنان. الطبعة: الأولى، سنة الطبع ۱۴۲۶ھ)

ترجمہ دعا کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کو مقدم کیا جائے، تا کہ دعا کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔

.5 بزرگوں کو وسیلہ بنانے کے بجائے براہ راست انہی سے حاجات مانگنا اور ان کو مشکل کشا سمجھنا شرک ہے۔

حدیث 11 :۔حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ رَكِبَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا غُلَامُ! إِنِّي مُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ، لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ، لَمْ يَضُرُّوكَ إِلا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ"۔

(صحیح: مسند أحمد رقم 2669، 2763، 2803؛ مستدرک حاکم رقم 6303، 6304؛ أبو يعلى رقم 2556؛ ابن أبي عاصم في "السنة" معلقاً رقم 316؛ ترمذی رقم 2516: حسن صحيح؛ الطبرانی رقم 11243، 11416، 11560، 12988؛ ابن السني في "عمل اليوم والليلة" رقم 317، 318، 425؛ البيهقي في "شعب الإيمان" رقم 195، 10000، 10001؛ عبد بن حميد رقم 236؛ العقيلي في "الضعفاء" 53/3، والطبراني، والآجري ص 198؛ أبو نعيم في "الحلية" 314/1؛ "الأداب" بيهقی رقم 1073)

قال الحافظ ابن رجب الحنبلي:

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَةٍ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِهِ عَلِيٍّ وَمَوْلَاهُ عِكْرِمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَعُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ، وَابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ وَغَيْرِهِمْ. وَأَصَحُّ الطُّرُقِ كُلِّهَا طَرِيقُ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ الَّتِي خَرَّجَهَا التِّرْمِذِيُّ، كَذَا قَالَ ابْنُ مِنْدَهْ وَغَيْرُهُ. (جامع العلوم والحكم 460/1-461، طبع مؤسسة الرسالة)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لڑکے! میں تجھے کچھ باتیں سکھلاتا ہوں: تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر، وہ تیری (دنیا و آخرت میں) حفاظت کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر، تو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پائے

گا۔ جب تجھے کچھ مانگنا ہو، تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ۔ اور جب بھی مدد مانگنا ہو، تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگ۔ اس بات کو یقین سے جان لے! کہ اگر ساری اُمت بھی اس بات پر مجتمع ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچائے، تو تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہو۔ اور اگر سارے ہی لوگ تجھے نقصان پہنچانے پر کمر بستہ ہو جائیں، تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہو۔ تقدیر کے قلم لکھنے کے بعد اُٹھا لیے گئے ہیں۔ اور نوشتے لکھنے کے بعد خشک ہو گئے ہیں''۔

☐ وَقد يَعْنِي بِهِ معنى بَاطِلا مثل دُعَائِهِ الْمَيِّت وَالْغَائِب واستقلال الشَّيْخ بذلك تَأْثِيرا أَو فعله لَا يقدر عَلَيْهِ إِلَّا الله أَو مُتَابَعَته أَو مطاوعته على الْبدع والمنكرات وَنَحْو هَذِه الْمعَانِي الْبَاطِلَة۔

(مختصر الفتاوى المصرية لابن تيمية، ص ١٩٧. المؤلف: محمد بن علي بن أحمد بن عمر بن يعلى، أبو عبد الله، بدر الدين البعلي ﷫ (المتوفى: ٧٧٨ھ). المحقق: عبد المجيد سليم - محمد حامد الفقي. الناشر: مطبعة السنة المحمدية - تصوير دار الكتب العلمية)

ترجمہ: اور کبھی برکتِ شیخ کے لفظ سے باطل معنی مراد لیا جاتا ہے، مثلاً مُردہ اور غائب سے مُراد مانگنا، اور شیخ کی اس میں مستقل تاثیر تسلیم کرنا، یا ایسے فعل کی اس سے توقع رکھنا، جس پر اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی قادر نہیں، یا اس کی بدعات اور منکرات پر متابعت اور فرماں برداری کرنا، اور اس قسم کے باطل مُعانی مراد رکھنا۔

فإن منهم من قصد بزيارة قبور الأنبياء والصلحاء أن يصلي عند قبورهم ويدعو عندها ويسألهم الحوائج، وهذا لا يجوز عند أحد من علماء المسلمين، فإن العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق لله وحده. (مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار، ج ٢ ص ٤٤٤)

ترجمہ: بہت سے لوگ انبیاء کرام ﷩ اور نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کا قصد ہی اس لیے کرتے ہیں کہ وہ وہاں جا کر ان کی قبروں کے پاس نمازیں پڑھیں اور دعائیں

مانگیں۔ وہ انہی سے اپنی حاجات بھی طلب کرتے ہیں۔ یہ بالکل اُمت مسلمہ میں سے کسی بھی عالم اور مفتی کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ عبادت، حاجات کا طلب کرنا اور مدد طلب کرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

6 اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات، اس کی صفات، اس کے اسمائے حسنیٰ اور اعمالِ صالحہ مثلاً نماز، روزہ، برالوالدین، صدقہ، ذکر، تلاوتِ قرآن، دورد شریف اور اجتناب معاصی وغیرہ سے توسل جائز ہے۔

(بخاری (5974) اور (مسلم (رقم 100 - (2743) میں روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: تین آدمی غار میں چلے گئے اور بارش کی وجہ سے ایک چٹان نے غار کا منہ بند کر دیا۔ تو انھوں نے اپنے نیک اعمال کے توسل سے اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کی، جو قبول ہوگئی۔ چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی اور وہ صحیح سالم باہر نکل آئے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسْتَدَلَّ أَصْحَابُنَا بِهٰذَا عَلٰى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَدْعُوَ فِي حَالِ كَرْبِهٖ وَفِي دُعَاءِ الِاسْتِسْقَاءِ وَغَيْرِهٖ بِصَالِحِ عَمَلِهٖ وَيَتَوَسَّلُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِهٖ لِأَنَّ هٰؤُلَاءِ فَعَلُوْهُ فَاسْتُجِيبَ لَهُمْ وَذَكَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَعْرِضِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَجَمِيلِ فَضَائِلِهِمْ.

(المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج المعروف نووی شرح مسلم ج۱۷ ص۵۶)

ترجمہ اس حدیث سے ہمارے اصحاب نے یہ استدلال کیا ہے کہ آدمی کے لیے مستحب ہے کہ وہ پریشانی کے وقت اور استسقاء وغیرہ کی دعا میں اپنے نیک عمل کی برکت اور اس کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، کیونکہ ان تینوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ سو ان کی دعا قبول ہوگئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر ان کی تعریف اور ان کے اچھے فضائل کے سلسلہ میں کیا ہے۔

اثر 1:۔ وأخرج أبو زرعة الدمشقي، ويعقوب بن سفيان في تاريخهما بسند صحيح عن سليم بن عامر- أنّ الناس قحطوا بدمشق فخرج معاوية يستسقي بيزيد بن الأسود، فسقوا.

(الإصابة في تمييز الصحابة، ج٦ ص٥٤٨ رقم 9414)

و كذلك معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه استسقى بيزيد بن الأسود الجرشي، وقال: اللهم إنا نستشفع إليك بخيارنا! يا يزيد! ارفع يديك إلى الله! فرفع يديه، ودعا، ودعوا، فسقوا، فلذلك قال العلماء يستحب أن يستسقى بأهل الصلاح والخير، فإذا كانوا من أهل بيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان أحسن.

(زيارة القبور والاستنجاد بالمقبور، لابن تيمية، ص ۴۳)

ترجمہ اسی طرح حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن الاسود الجرشی رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے بارش طلب کی، اور فرمایا: ''اے میرے اللہ! ہم اپنے میں سے بہتر شخص کو تیرے سامنے سفارشی پیش کرتے ہیں''۔ (پھر فرمایا:) ''اے یزید! اپنے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے اُٹھا''۔ تو انھوں نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی اور لوگوں نے بھی دعا کی۔ تو ان پر بارش برسائی گئی۔ اسی لیے علماء نے کہا ہے: ''اہل خیر وصلاح کے وسیلہ سے استسقاء مستحب ہے۔ اگر وہ اہل بیتِ نبوی میں سے ہو، تو زیادہ مستحسن ہے''۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَالتَّوَسُّلُ إِلَى اللهِ بِالنَّبِيِّينَ هُوَ التَّوَسُّلُ بِالْإِيمَانِ بِهِمْ وَبِطَاعَتِهِمْ كَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ وَمُوَالَاتِهِمْ أَوْ بِدُعَائِهِمْ وَشَفَاعَتِهِمْ. (مجموع الفتاوی ج ۲۷ ص ۱۳۳)

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی وساطت سے توسل کا یہ مطلب ہے کہ ان پر ایمان لانے اور اُن کی اطاعت کرنے کی وجہ سے توسّل ہے، جیسے ان پر صلوٰۃ وسلام کہنے اور ان سے محبت کرنے یا ان کی دعا اور ان کی شفاعت کی وجہ سے توسّل ہے۔

7 جیسے نیک اعمال کا توسل جائز ہے، ایسے ہی نیک اور برگزیدہ ہستیوں کا توسل بھی جائز ہے، کیونکہ ذوات یعنی نیک لوگوں کا توسل درحقیقت اعمال ہی کا توسل ہے۔

حضرت علامہ تقی الدین علی سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام میں لکھتے ہیں:

فالتوسل، والتشفع، والتجوه، والاستغاثة بالنبی ﷺ، وسائر الانبیاء والصالحین لیس لها معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلك. ولا یقصدبها احدمنهم سواہ، فمن لم ینشرح صدرہ لذلك فلیبك علی نفسه.

(شفاء السقام:۱۲۹)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور نیک لوگوں کے وسیلہ، سفارش، جاہ اور طفیل وغیرہ سے دعا کرنے کا معنی مسلمانوں کے دلوں میں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے (کہ ان پر ایمان لانا اور ان سے محبت کرنا نیکی ہے)، اور کوئی مسلمان اس معنی کے علاوہ اور کچھ ارادہ اس توسّل سے نہیں کیا کرتا، مگر جس کا سینہ اس کے فہم کے لیے نہ کھلے، تو اس کو اپنے نفس پر رونا چاہیے (ملامت کرنی چاہیے)۔

4.10:۔ چند بنیادی باتیں

وسیلہ کی تفصیل سے پہلے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) توسل اصل میں اس تعلق سے فائدہ اٹھانے کو کہتے ہیں کہ جو تعلق کسی پاکیزہ چیز اور اللہ کے درمیان موجود ہو، جیسے یہ کہنا: "یا اللہ! قرآن کریم، یا ذکر اللہ، یا درود شریف، یا روزہ، نماز وغیرہ کی برکت سے میری دعا قبول فرما"۔

(۲) یا اس تعلق سے فائدہ اٹھانے کو توسل کہتے ہیں جو نیک انسان اور اللہ کے درمیان موجود ہو۔

(۳) اصل توسل تو صفات حسنہ کے ذریعہ ہوتا ہے، ذات سے نہیں ہوتا، لیکن اگر کہیں کسی ذات کا توسل بھی پایا گیا ہے، وہ بھی اصل میں اس کے نیک اعمال کا توسل ہی ہے، لیکن بعض نیک انسانوں میں نیکی اتنی رچ بس جاتی ہے کہ وہ ذات بھی سرتاپا نیکی ہی مشہور ہو جاتی ہے۔ تو پھر بذریعہ ذات بھی توسل کر لیا جاتا ہے، جو ناجائز نہیں ہے۔ جیسے حضور اکرم ﷺ یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کی ذات کے ذریعہ دعا کرنا۔

(۴) توسل اپنے اعمال کے ذریعہ بھی جائز ہے غیر کے اعمال سے بھی توسل جائز ہے۔

(۵) زندوں کو بطورِ توسل ذریعہ بنانا بھی جائز ہے، اور ان لوگوں کو بھی بطورِ توسل ذریعہ بنانا جائز ہے، جو اس جہان سے موت کے بعد دوسرے جہاں منتقل ہو چکے ہیں۔

(٦) توسل کا درجہ اسلام میں زیادہ سے زیادہ استحباب (یعنی مستحب ہونے) کا ہے۔ لہٰذا توسل کو واجب کہنا، یہ خود صریح گمراہی ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ جیسے اپنے کسی کام میں مجبور نہیں ہیں، اسی طرح کسی بھی بڑی سے بڑی ذات کا توسل کرلیا جائے، تو اس کا ماننا اللہ تعالیٰ پر لازم اور ضروری نہیں ہے۔ مان لیں تو بھی صحیح اور اگر کسی مصلحت سے نہ بھی مانیں، تو بھی صحیح ہے۔

4.11: ۔توسل کی تین صورتیں

1 توسل کی یہ صورت اگرچہ مذکورہ عبارت میں آہی گئی ہے لیکن آسانی کے لئے پھر پیش خدمت ہے۔ انسان اپنی دعا میں یا تو اپنی کسی نیکی یا غیر کی نیکی یا کسی نیک شخصیت کے توسل سے یہ دعا کرے: ''یا اللہ! میری یہ دعا اس نیک عمل یا اس نیک شخصیت کی برکت سے قبول فرما، کیونکہ وہ آپ کی جناب میں بامقام ہے، اس کے اس تعلق کی لاج رکھ لے، جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے''۔ یہ صورت توسل کی جائز ہے اور اس کے بے شمار نظائر قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

2 بندہ خود کو اس قابل نہ سمجھے، بلکہ کسی دوسرے شخص سے ہی عرض کردے کہ آپ چونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندے ہیں، میرے لئے دعا کردیں، اگرچہ میری بھی اللہ تعالیٰ دعا سنتے اور قبول کرتے ہیں لیکن بہ نسبت میرے آپ کی زیادہ قبول کرتے ہیں''۔ نیکی میں بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے یہ صورت ہمیشہ سے بزرگوں میں رائج رہی ہے اور اس میں تواضع بھی زیادہ ہے کہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھا بلکہ دوسروں کو اپنے سے بہتر جانا۔

3 تیسری صورت توسل کی یہ ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہماری پہنچ اور رسائی اللہ تعالیٰ تک نہیں ہے، ہم بزرگوں سے درخواست کریں گے، آگے وہ اللہ تعالیٰ تک خود ہی پہنچ سکتے ہیں، یا بعطاء الٰہی ان کے پاس ہماری درخواستیں قبول کرنے کے

اختیارات موجود ہیں۔

یہ وسیلہ کی تیسری صورت بالکل جہالت پر مبنی ہے اور نری گمراہی ہے۔

اور اس کے اندر دو سنگین قسم کی غلطیاں موجود ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ کی صفت سمع اور قدرت پر زد آتی ہے۔

1 لوگوں نے خدائی دربار کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح تصور کر لیا ہے کہ جس طرح بادشاہوں تک بغیر درباری یا چپڑاسی یا وزیروں و مشیر رسائی نہیں ہوتی ہے کہ ہر کوئی عرض معروض کر سکے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دربار ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رابطہ کے لئے کسی ذریعہ کو استعمال کرنا ضروری ہے، حالانکہ بادشاہوں پر جو خود مخلوق ہیں، خالق کو قیاس کرنا ہی غلط ہے کہ خالق کو مخلوق پر قیاس کیا جائے، حالانکہ بادشاہوں کو اپنے خلفاء یا وزیر رکھنے کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ وہ بیک وقت ہر کسی کی سن نہیں سکتے، یا ان تک کوئی شخص پہنچ نہیں سکتا۔

لیکن اس کے برعکس خدائی معاملہ یہ ہے کہ وہ ذات اتنی بلند شان کی مالک ہے کہ وہ بیک وقت بیک لمحہ کروڑوں افراد کی سن سکتے ہیں اور وہ ہر وقت سنتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ اعلان ہے:

آیت 3:۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○ (البقرة:۱۸۶)

ترجمہ اور اے نبی ﷺ! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتا دو کہ: ''میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھ پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں''۔ (یہ بات تم انہیں سنا دو) شاید کہ وہ راہِ راست پالیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ سوچ اس کی صفت سمیع کے خلاف ہے اور انکار ہے۔

2 جیسے بادشاہ سے اپنے تمام امور خود نمٹائے نہیں جاتے وہ خود ہی اپنے اختیارات اپنے چند مشیروں، وزیروں، گورنروں کو دے دیتے ہیں اور خود ان کو پتہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ نائبین جب چاہیں جو چاہیں کرتے رہیں بادشاہ کو کوئی علم نہیں ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے کچھ اختیارات انبیاء واولیاء کودے دیتے ہیں وہ با اختیار ہوکر جو چاہیں کرتے ہیں۔

لیکن اس غلطی کا پہلی غلطی سے سنگین اور فحش ہونا کسی عاقل پر مخفی نہیں ہے کہ اس سوچ میں اللہ کو مجبور ظاہر کیا گیا ہے جو قدرت کے خلاف ہے اور ناممکن ہے اس لئے کہ بادشاہ عاجز پر خدا قادر کو قیاس کرنا حد درجہ گمراہی ہے۔

فرمانِ الٰہی ! اللہ تعالیٰ اپنا تعارف: ''اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' کے الفاظ سے کروا چکے ہیں کہ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔ جب اس نے تمام نظامِ کائنات بغیر مشورہ اور بغیر کسی مدد کے بنایا ہے وہ اس کے چلانے پر بھی قادر ہے اور چلا رہا ہے۔ اور وہ اس نظام کے چلانے میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔

الغرض وسیلہ پکڑنے کے یہ معنیٰ کہ ہم بزرگوں کی خدمت میں عرضیاں پیش کیا کریں، اوران سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگا کریں، بالکل غلط اور قطعاً ناروا ہے۔ قرآن کریم نے مخلوق کو پکارنے اور اس سے دعائیں مانگنے کو سب سے بدترین گمراہی قرار دیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

آیت 4:۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ (الاحقاف: ۵)

ترجمہ آخر اُس شخص سے زیادہ گمراہ انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے، بلکہ اِس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے اُن کو پکار رہے ہیں۔

آیت 5:۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○ (الزمر: ۳)

ترجمہ خبردار، دین خالص اللہ کا حق ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اُس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔ اللہ یقیناً اُن

کے درمیان اُن تمام باتوں کا فیصلہ کردے گا، جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا، جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔

آیت 6:۔وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا○ (الجن:١٨)

ترجمہ اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں۔لہٰذا اُن میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

آیت 7:۔لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ○ (الرعد:١٤)

ترجمہ اسی کو پکارنا برحق ہے۔ رہیں وہ دوسرے معبود جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اُنہیں پکارنا تو ایسا ہے، جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا، حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں۔ بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیرِ بے ہدف!

بزرگوں سے مرادیں مانگنا اور ان سے اپنی حاجات کے لیے دعائیں کرنا اسی لیے غلط ہے کہ دُعا اعلیٰ ترین عبادت ہے، اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی۔

حدیث 12:۔حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ". هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. (ترمذی رقم ۳۳۷۱)

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔

حدیث 13:۔حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَمَنْصُورٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ"، ثُمَّ قَرَأَ: "اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ". (غافر:٦٠).

(مسند أحمد رقم 18352، 18386، 18391، 18432، 18436، 18437: ابن المبارك في "الزهد" رقم 1299؛ الطبراني في "الدعاء" رقم 1، 3، 4، 7؛ البغوي في "شرح السنة" رقم 1384؛ الطبري في "التفسير" 78/24، 79؛ ابن حبان رقم 890؛ الحاكم في "المستدرك" 491/1؛ ترمذي رقم 3372؛ الطبراني في "الأوسط" رقم 3901؛ "معجم الصغير" رقم 1041؛ أبو نعيم في "حلية الأولياء" 120/8؛ القضاعي في "مسند الشهاب" رقم 29، 30؛ البيهقي في "الدعوات الكبير" رقم 4؛ أبو عمرو بن منده في "الفوائد" رقم 35)

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دعا ہی اصل عبادت ہے''۔ یہ ارشاد فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

آیت 8:۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ (المؤمن: ۶۰)

ترجمہ تمہارا رب کہتا ہے: ''مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے''۔

حدیث 14:۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ الرَّازِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ شَرِيكٍ الْكُوفِيُّ، قَالَا: ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، ثنا كَامِلُ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: "أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ هُوَ الدُّعَاءُ"، وَقَرَأَ: "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ". (غافر: ۶۰).

(المستدرك على الصحيحين، ج ۱ ص ۶۶۷ رقم 1805)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''دعا ہی اصل عبادت ہے''۔ یہ ارشاد فرما کر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

آیت 9:- وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ○ (المؤمن: ٦٠)

ترجمہ تمہارا رب کہتا ہے: "مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے"۔

حدیث 15:- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ"۔

(حسن: مسند أحمد رقم 8748؛ مسند الطيالسي رقم 3585؛ ابن ماجه رقم 3829؛ ترمذی رقم 3370؛ الحاكم 490/1؛ البيهقي في "الدعوات الكبير" رقم 3؛ البخاري في "الأدب المفرد" رقم 712؛ العقيلي في "الضعفاء" 301/3؛ ابن حبان رقم 870؛ الطبراني في "الأوسط" رقم 3718،2544؛ "الدعاء" طبراني رقم 28؛ ابن عدي في "الكامل" 1742/5؛ القضاعي في "مسند الشهاب" رقم 1213؛ البغوي رقم 1388)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا سے زیادہ کوئی چیز قابلِ قدر نہیں ہے"۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا نہ صرف عبادت ہے، بلکہ عبادت کا مغز اور خلاصہ ہے۔ تو حق تعالیٰ کے سوا جس طرح کسی اور کی عبادت جائز نہیں، اسی طرح کسی بزرگ سے دعائیں کرنا اور مرادیں مانگنا بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ عبادت ہے، اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ وسیلہ کی اول دونوں صورتیں صحیح ہیں، تیسری اور آخری صورت گمراہی کا منبع اور بنیاد ہے۔

باب 5

اموات کے لیے ایصالِ ثواب

کسی کی موت کے بعد اس کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے اور رحم و کرم کی بھیک مانگی جائے۔ نماز جنازہ کی خاص غرض و غایت بھی یہی ہے۔ زیارت قبور کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس میں بھی اصحاب قبور کو سلام کے ساتھ ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کی گئی ہے۔ دعائے خیر کے اس طریقہ کے علاوہ اموات کی خدمت اور نفع رسانی کی ایک دوسری صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتائی ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ یا اسی طرح کا کوئی دوسرا عملِ خیر کر کے اس کا ثواب ان کو ہدیہ کیا جائے۔ ''ایصالِ ثواب'' اسی کا عنوان ہے۔

زندہ مؤمن کی دعا اور صدقہ دینے سے مردہ مؤمن کو نفع پہنچتا ہے۔ اگر مردہ مؤمن عذاب میں مبتلا ہوگا، تو اس کو دعا اور خیرات سے تخفیف ہو جائے گی، یا بالکل معاف ہو جائے گا اور اگر عذاب میں مبتلا نہیں، تو اس دعا اور خیرات سے اس کے وہاں درجات زیادہ ہو جائیں گے۔ بہر طور اس کو نفع ہوتا ہے۔ قرآن و احادیث و اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع اُمت اس پر دلیل ہے۔ بہر حال یہ بات اصول اور قاعدے کے طور پر مسلمہ ہے کہ اموات کو اعمال خیر کا ثواب پہنچتا ہے، لیکن ایمان و اسلام شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

5.1:۔دعاواستغفار برائے اموات

زندوں کے جن مساعی اور اعمال سے مُردوں کو نفع پہنچنا دلائل دینیہ سے ثابت ہے۔ اُن میں سے ایک ''دعا واستغفار'' ہے۔اس کا ثبوت بے شمار احادیث کے علاوہ خود قرآن مجید سے بھی ملتا ہے۔

1 آیاتِ قرآنیہ

قرآن مجید میں ایک جگہ اولاد کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں دعا کرے:

آیت 1:۔وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا○(بنی اسرائیل:۲۴)

ترجمہ اور دعا کیا کرو: ''پروردگار! ان پر رحم فرما! جس طرح انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا''۔

سورت نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا ہم کو سنائی گئی ہے:

آیت 2:۔رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا○(نوح:۲۸)

ترجمہ ''میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو، اور ہر اُس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے، اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے، اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی یہ دعا قرآن مجید میں نقل فرمائی گئی ہے:

آیت 3:۔رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ○(ابرہیم:۴۱)

ترجمہ ''پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کردیجیو جب کہ حساب قائم ہوگا''۔

ظاہر ہے کہ ان آیتوں کے لفظ: ''مؤمنین اور مؤمنات'' میں زندہ، مُردے، اگلے، پچھلے سب ہی اہل ایمان داخل ہیں۔سورت محمد میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی

خطاب کر کے ارشاد ہوا ہے:

آیت 4:۔ فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ‌ؕ (محمد:۱۹)

ترجمہ پس اے نبی ﷺ! خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔

نوٹ عصمت انبیائے کرام ؑ کی مفصل بحث "اَزۡهَارُ الۡقَلَائِدِ فِیۡ تَوۡضِیۡحِ الۡعَقَائِدِ: عقائدِ اہلِ السنت والجماعت (2): رسالت" کے باب 8 میں ملاحظہ فرمائیں۔

سورت حشر میں مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم میں سے سابقین اولین کے بعد آنے والوں اُن مسلمانوں کی بڑی قدر افزائی کے ساتھ مدح کی گئی ہے جو مؤمنین سابقین کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں:

آیت 5:۔ وَالَّذِيۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝ (الحشر:۱۰)

ترجمہ (اور وہ ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اِن اگلوں کے بعد آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بُغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

سورت مؤمن میں عرشِ الٰہی کے حامل فرشتوں اور اسی مقامِ قرب کے دوسرے ملائکہ کے متعلق اطلاع دی گئی ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح وتحمید کے ساتھ تمام مؤمنین، توابین اور ان کے آباءِ صالحین اور ازواج وذریات تک کے لیے اللہ سے مغفرت ورحمت کی دعائیں اور جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرنے کی التجائیں کرتے رہتے ہیں:

آیت 6:۔ اَلَّذِيۡنَ يَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهٗ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَيُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَيَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا‌ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَىۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِيۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ۝ (المؤمن:۷)

ترجمہ عرشِ الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گردو پیش حاضر رہتے ہیں، سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں۔ وہ اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں:) ''اے ہمارے رب، تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پس معاف کر دے اور عذابِ دوزخ سے بچالے، اُن لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرا راستہ اختیار کر لیا ہے''۔

2 احادیثِ مبارکہ

قرآن مجید کی ان آیات کے علاوہ نماز جنازہ میں اموات کے لیے دعا و استغفار کرنا، بعد دفن قبر پر، اور اس کے بعد بھی اوقاتِ مختلفہ میں بالخصوص قبرستان پر گزرتے ہوئے اہل قبور کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا مانگنا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم اور عمل کے لحاظ سے بتواترِ قطعی ثابت ہے۔ عہد رسالت سے آج تک امت کے سارے طبقات میں اس پر عمل بھی رہا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ یہ دعا اموات کو بھی شامل ہے۔ اگر اس دعا سے سابقوں کو کچھ نفع نہ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بعد والوں کی مدح میں ذکر نہ فرماتا، بلکہ یہ دعا فعل عبث گنا جاتا اور جنازے کی نماز پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے اب تک جمہور اسلام کے ہاں چلا آتا ہے۔ اگر میت کو اس سے کچھ نفع نہیں، تو گویا ایک فضول امر ہے۔ اور کس طرح سے فضول ہو؟ جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نسبت نہایت تاکید فرماتے ہیں اور میت کو نفع ہونے کی صراحت موجود ہے۔

۱ نماز جنازہ اور میت کے لئے دعا

حدیث 1: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ الْمَدِينِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ، فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ"۔

(حسن:ابن ماجہ،رقم1497؛أبو داود رقم3199؛صحيح ابن حبان رقم3077.3076)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی میت کی نماز جنازہ پڑھو، تو پورے خلوص سے اس کے لئے دعا کرو''۔

تشریح نماز جنازہ کا اصل مقصد میت کے لئے دعا ہی ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد، تسبیح اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف، گویا دعا ہی کی تمہید ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ میں دعائیں پڑھتے تھے، وہ سب اس موقع کے لئے بہترین دعائیں ہیں۔

حدیث2:۔حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، سَمِعَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: "أَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ -۔ قَالَ: حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ"۔ (مسلم رقم85-963)

ترجمہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک میت کے جنازہ کی نماز پڑھی (اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میت کے لئے جو دعا کی) اس دعا کے یہ الفاظ مجھے یاد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حضور میں عرض کر رہے تھے:

"أَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - أَوْ مِنْ

عَذَابِ النَّارِ۔"

ترجمہ اے اللہ! تو اس بندے کی مغفرت فرما، اس پر رحمت فرما، اس کو عافیت دے، اس کو معاف کر دے، اس کی باعزت مہمانی فرمادے (جہنم کی آگ اور اس کی سوزش وجلن کی بجائے) پانی سے، برف اور اولوں سے اس کو نہلا دے (اور ٹھنڈا اور پاک فرما دے)، اور گناہوں کی گندگی سے اس کو صاف فرمادے، جس طرح اُجلے کپڑے کو تو نے میل سے صاف فرمادیا ہے اور اس کو دنیا کے گھر کے بدلے میں آخرت کا اچھا گھر اور گھر والوں کے بدلہ میں اچھے گھر والے اور رفیق حیات کے بدلہ میں سے اچھا رفیق حیات عطا فرمادے، اور اس کو جنت میں پہنچادے، اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اس کو پناہ دے۔ (حدیث کے راوی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا سن کر میرے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش! یہ میت میں ہوتا۔

حدیث 3:۔حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ، قَالَ: "أَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَ شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. أَللّٰهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ".

(صحیح: مسند أحمد، رقم 8809؛ ابن ماجہ رقم 1498؛ ابوداؤد رقم 3201؛ سنن کبریٰ بیہقی رقم 6971؛ مستدرک حاکم رقم 1326؛ سنن کبریٰ نسائی رقم 10852؛ أبو یعلی رقم 6009)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے پر نماز پڑھتے تھے، تو اس میں یوں دعا کرتے تھے:

"أَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا۔ أَللّٰهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ۔

ترجمہ اے اللہ! ہمارے زندوں کی اور ہمارے مُردوں کی، حاضروں کی اور غائبوں کی،

چھوٹوں کی اور بڑوں کی، مردوں کی اور عورتوں کی، سب کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے، اس کو اسلام پر قائم رکھ، اور جس کو اس عالم سے اٹھائے، اس کو ایمان کی حالت میں اٹھا۔

حدیث 4:۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "أَلَا إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَعَذَابَ النَّارِ، أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ، وَالْحَقِّ. أَللّٰهُمَّ! فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ".

(حسن: مسند أحمد رقم 16018؛ أبو داود رقم 3202؛ ابن ماجه رقم 1499؛ ابن حبان رقم 3074؛ الطبرانی فی "الكبير" 22/ (رقم 214)؛ "الدعاء" طبرانی رقم 1188؛ أبو نعيم فی "الحلية" 252/5)

ترجمہ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں میں سے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے سنا،) اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے تھے:

"أَلَا إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَعَذَابَ النَّارِ، أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ، وَالْحَقِّ. أَللّٰهُمَّ! فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ".

ترجمہ اے اللہ! تیرا یہ بندہ فلاں بن فلاں تیری امان میں اور تیری پناہ میں ہے، تو اس کو عذاب قبر اور عذاب نار سے بچا، تو وعدوں کا وفا کرنے والا اور خداوند حق ہے۔ اے اللہ! تو اس بندے کی مغفرت فرما دے، اس پر رحمت فرما، تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

۲ نماز جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت اور اہمیت

حدیث 5:۔حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، رَضِيعًا كَانَ لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَمُوتُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ يَبْلُغُونَ أَنْ يَكُونُوا مِائَةً فَيَشْفَعُوا لَهُ، إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ".

(صحيح على شرط مسلم: مسند أحمد رقم 24038، 24127، 24657، 25950؛ مسلم رقم 58 – 947؛ الترمذي رقم 1029؛ النسائي في "المجتبى" 75/4، 76/4؛ "سنن الكبرى" نسائي رقم 2119؛ الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" رقم 264، 265، 266؛ ابن أبي شيبة 321/3؛ إسحاق بن راهوية في "مسنده" رقم 1329؛ أبو يعلى رقم 4398، 4874؛ ابن حبان رقم 3081)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے، جن کی تعداد سو (100) تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لیے سفارش کریں (یعنی مغفرت و رحمت کی دعا کریں) تو ان کی یہ سفارش اور دعا ضرور ہی قبول ہوگی“۔

حدیث 6:۔حَدَّثَنَا هَارُونُ، - قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ بِقُدَيْدٍ، أَوْ بِعُسْفَانَ، فَقَالَ: "يَا كُرَيْبُ! انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ". قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ، فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: يَقُولُ: "هُمْ أَرْبَعُونَ؟". قَالَ: "نَعَمْ". قَالَ: "أَخْرِجُوهُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ عَلَى جِنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا، إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيهِ".

(مسند أحمد رقم 2509؛ مسلم رقم 59 – 948؛ البيهقي في "الشعب" رقم 9249؛ أبو داود

رقم3170؛الطحاوی فی "مشکل الآثار" رقم271؛ابن حبان رقم3082؛البیہقی فی "السنن" 30/4؛البغوی رقم1505؛ابن ماجہ رقم1489؛ الطبرانی رقم12158)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص حضرت کریب تابعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کا انتقال مقام قدید میں یا مقام عسفان میں ہو گیا (جب کچھ لوگ جمع ہو گئے)، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''جو لوگ جمع ہو گئے ہیں، ذرا تم ان پر نظر ڈالو''۔ حضرت کریب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں باہر نکلا تو دیکھا کہ کافی لوگ جمع ہو چکے ہیں، میں نے ان کو اس کی اطلاع دی۔ انہوں نے فرمایا: ''تمہارا خیال ہے کہ وہ چالیس ہوں گے؟''۔ حضرت کریب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''ہاں! چالیس (40) ضرور ہوں گے''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اب جنازہ باہر لے چلو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: ''جس مسلمان کا انتقال ہو جائے اور اس کے جنازے کی نماز چالیس ایسے آدمی پڑھیں جن کی زندگی شرک سے بالکل پاک ہو اور وہ نماز میں اس میت کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا اور سفارش کریں، تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش اس میت کے حق میں ضرور قبول فرماتا ہے''۔

تشریح قدید، مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں رابغ کے قریب ایک قصبہ تھا، اور عسفان مکہ معظّمہ اور رابغ کے درمیان مکہ معظّمہ سے قریباً ۳۵، ۳۶ میل کے فاصلہ پر ایک بستی تھی۔ راوی کو شک ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے انتقال کا یہ واقعہ ان دونوں مقامات میں سے کس مقام پر پیش آیا تھا۔

حدیث 7:۔حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمُوتُ، فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُوا أَنْ يَكُونُوا ثَلَاثَ صُفُوفٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُ". قَالَ: فَكَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ يَتَحَرَّى إِذَا قَلَّ أَهْلُ جَنَازَةٍ أَنْ يَجْعَلَهُمْ ثَلَاثَ صُفُوفٍ".

(مسند أحمد رقم 16724؛ ابوداؤد رقم 3166؛ ابن ماجہ رقم 1490؛ الترمذی رقم 1028، وحسنہ؛ الحاکم 1 / 361 وصححہ؛ البخاری فی "التاریخ الکبیر" 303/7؛ الطبرانی فی "الکبیر" 19/ (رقم 665)؛ المزی فی "تہذیب الکمال" 166/27؛ ابن أبی شیبۃ 3/321-322؛ ابن أبی عاصم فی "الآحاد والمثانی" رقم 2816)

ترجمہ حضرت مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا: ''جس مسلمان بندے کا انتقال ہو جائے اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ پڑھیں (اور اس کے لئے مغفرت و جنت کی دعا کریں)، تو ضرور ہی اللہ تعالیٰ اس بندے کے واسطے (مغفرت اور جنت) واجب کر دیتا ہے''۔

(حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کرنے والے حضرت مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيُّ رحمۃ اللہ علیہ ہیں: وہ فرماتے ہیں:) حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے، تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

حدیث 8:۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُمَّتِي هٰذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ، وَالزَّلَازِلُ، وَالْقَتْلُ"۔

(صحیح: ابوداؤد رقم 4278؛ عبد بن حمید رقم 536؛ مستدرک حاکم رقم 8372؛ مسند ابی یعلی رقم 7277؛ معجم اوسط رقم 4055؛ مسند أحمد رقم 19658، 19678؛ البزار فی "مسندہ" رقم 3099؛ القضاعی فی "مسند الشہاب" رقم 969؛ البیہقی فی "الآداب" رقم 897؛ شعب الایمان رقم 9342؛ صحیح الجامع: 1396، 1738؛ الصحیحۃ: 959)

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے، اس پر آخرت میں عذاب نہیں ہوگا، دنیا میں اُن پر عذاب فتنوں، زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہوگا''۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ طَاهِرٍ قَالَ: نَا جَدِّي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: نَا حَمَّادُ بْنُ زِيَادٍ

الْبَصْرِيُّ قَالَ: نا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، وَكَانَ جَارًا لَنَا قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "أُمَّتِي أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، مُتَابٌ عَلَيْهَا، تَدْخُلُ قُبُورَهَا بِذُنُوبِهَا، وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُورِهَا لَا ذُنُوبَ عَلَيْهَا، تُمَحَّصُ عَنْهَا ذُنُوبُهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِينَ لَهَا".

(المعجم الأوسط، ج۲ ص۲۴۶ رقم الحديث 1879؛ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، عَنْ شَيْخِهِ: أَحْمَدَ بْنِ طَاهِرِ بْنِ حَرْمَلَةَ، وَهُوَ كَذَّابٌ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج۱۰ ص۶۹ رقم 16716؛ قال المناوي في "فيض القدير" 2/185: قال ابن الجوزي: قال النسائي: هذا حديث منكر، شاذ؛ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، ج۱۴ ص۱۱۶۹ تا ۱۱۷۲، رقم 7061)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میری امت پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے، ان کی توبہ قبول کی جاتی ہے (ان کو اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے)، وہ قبروں سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، مؤمنین کے استغفار ودعا کے سبب ان سے گناہ مٹا دیئے جائیں گے"۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الروح" میں اس باب کی چند احادیث صحاح سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ الدُّعَاءُ لَهُ بعد الدفن:

وَفِي السنن من حديث عُثمان بن عفّان رضي الله عَنهُ قَالَ كَانَ النَّبِي: إِذا فرغ من دفن الْمَيِّت وقف عَلَيْهِ فَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوا لأخيكم واسألوا لَهُ التثبيت فانه الْآن يسأل".

وَكَذٰلِكَ الدُّعَاء لَهُم عِنْد زِيَارَة قُبُورهم كَمَا فِي صَحِيح مُسلم من حَدِيث بُرَيْدَة بن الخصيب، قَالَ كَانَ رَسُول الله يعلمهُمْ إِذا خرجُوا إِلَى الْمَقَابِر أَن يَقُولُوا: "السَّلَام عَلَيْكُم أهل الديار من الْمُؤمنِينَ وَالْمُسلمين وَإِنَّا إِن شَاءَ الله بكم لاحقون نسأل الله لنا وَلكم الْعَافِيَة".

وَفِي صَحِيح مُسلم أَن عَائِشَة رضي الله عَنْهَا سَأَلت النَّبِي كَيفَ نقُول:

إذا استغفرت لأهل الْقُبُور. قَالَ: قولي: "السَّلَام على أهل الديار من الْمُؤمنِينَ وَالْمُسْلِمين، وَيرْحَم الله الْمُسْتَقْدِمِينَ منا والمستأخرين وانا إن شَاءَ الله بكم للاحقون".

وَفِي صَحِيحه عَنْهَا أَيْضا أَن رَسُول الله خرج فِي لَيْلَتهَا من آخر اللَّيْل إِلَى البقيع فَقَالَ: "السَّلَام عَلَيْكُم دَار قوم مُؤمنين وأتاكم مَا توعدون غَدا مؤجلون وانا إِن شَاءَ الله بكم لاحقون اللَّهُمَّ اغْفِر لأهل بَقِيع الْغَرْقَد".

وَدُعَاء النَّبِي للأموات فعلا وتعليما وَدُعَاء الصَّحَابَة وَالتَّابِعِينَ وَالْمُسْلِمين عصراً بعد عصر أَكثر من أَن يذكر وَأشهر من أَن يُنكر. وَقد جَاءَ ان الله يرفع دَرَجَة العَبْد فِي الْجنَّة فَيَقُول أَنى لي هَذَا فَيُقَال بِدُعَاء ولدك لَك. (الروح في الكلام على أرواح الأموات، ص١١٩)

ترجمہ اور اموات کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا فرمانا اور اُمت کو اس کی تعلیم دینا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور بعد کے مسلمانوں کا اپنے اپنے زمانہ میں اموات کے لیے دعا واستغفار کرنا اتنی کثرت سے منقول ہے کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ اس کا مشہور وعام ہونا اتنا واضح ہے کہ کوئی منکر معانداس کا انکار بھی نہیں کرسکتا۔

روایات میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں مؤمن بندے کے درجات بڑھاتا رہتا ہے۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ یہ درجات کس وجہ سے بلند ہورہے ہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا: ''یہ تیری اولاد کی دعا کی وجہ سے ہے''۔

5.2:۔زندوں کے ان اعمال خیر سے مُردوں کا انتفاع جن کی فعلیت کا کسی طرح یہ مُردے ذریعہ بنے ہوں

دعا واستغفار کے علاوہ زندوں کے جن اعمال سے مردوں کا منتفع ہونا دلائل شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے، وہ دو قسم کے ہیں: ایک وہ اعمال جن کا سبب کسی حیثیت سے یہ

مُردے بنے ہوں، دوسرے وہ اعمال جن کی حیثیت یہ نہ ہو۔

حدیث 9:۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ"۔

(مسلم رقم 14 - 1631؛ مسند أحمد رقم 8844؛ دارمی رقم 559؛ البخاری فی "الأدب المفرد" رقم 38؛ ترمذی رقم 1376؛ ابن أبی الدنیا فی "العیال" رقم 430؛ النسائی 251/6؛ أبو یعلی رقم 6457؛ ابن خزیمة رقم 2494؛ الطحاوی فی "مشکل الآثار" رقم 246، 247؛ ابن حبان رقم 3016؛ الطبرانی فی "الدعاء" رقم 1251؛ البیھقی فی "السنن" 278/6؛ شعب الایمان رقم 3447؛ ابن عبد البر فی "جامع بیان العلم وفضله" 190/1؛ البغوی رقم 139؛ أبو داود رقم 2880؛ الدولابی فی "الکنی" 190/1؛ الطبرانی فی "الدعاء" رقم 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کے سارے سلسلے منقطع ہو جاتے ہیں، بجز ان تین سلسلوں کے:

١ وہ صدقہ جاریہ جو اپنی حیات میں کر گیا۔
٢ علم کا کوئی ایسا سلسلہ جس سے لوگوں فیض پہنچ رہا ہے۔
٣ اولادِ صالح جو اس کے لیے دعائے خیر کرتی رہے۔

حدیث 10:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْزُوقُ بْنُ أَبِي الْهُذَيْلِ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الْأَغَرُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا

وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ"۔

(حسن: سنن ابن ماجه، ج١ص٨٨ رقم 242)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کو اس کے جن اعمالِ حسنہ کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے، وہ یہ ہیں:

١ وہ علمِ دین جس کو وہ سکھا گیا اور پھیلا گیا۔

٢ وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا،

٣ یا قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا،

٤ یا مسجد، یا مسافر خانہ، یا نہر (تالاب، کنواں) جو خلقِ خدا کی نفع رسانی کے لیے اپنی زندگی میں وہ بنوا گیا،

٥ یا کوئی اور صدقہ جس کو اس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا۔ (اور خلقِ خدا کو بعد میں بھی اس سے نفع پہنچتا رہا)، تو اس کا ثواب مرنے کے بعد اس کو پہنچتا رہے گا''۔

حدیث 11:۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي الضُّحَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ...... فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ"۔ (مسلم رقم 15-1017)

ترجمہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اسلام میں نیکی کا کوئی طریقہ کھولا، اور خیر کے کسی باب کا افتتاح کیا، تو اس کو اپنی اس نیکی کا ثواب بھی ملے گا، اور اس کے بعد جو اور لوگ اس پر عمل کریں گے، ان کے عمل کا بھی اجر و ثواب اس کو ملے گا، بغیر اس کے کہ ان عاملین کے ثواب میں سے کچھ

کمی کی جائے۔ اسی طرح اسلام میں جس کسی نے بدی کا راستہ کھولا، تو اس کو اپنی اس بدی کی سزا دی جائے گی، اور اس کے بعد جتنے لوگ بھی اس برائی کو اختیار کریں گے، ان سب کے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا، بغیر اس کے کہ ان کے بوجھوں میں کوئی کمی کی جائے"۔

حدیث 12:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعُ الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ وَكِيعٌ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: "إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا: فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ- قَالَ وَكِيعٌ: مِنْ بَوْلِهِ - وَأَمَّا الْآخَرُ: فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ". ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً. فَقَالُوا: "يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟". قَالَ: "لَعَلَّهُمَا أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا - قَالَ وَكِيعٌ: تَيْبَسَا".

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد رقم 1980؛ الزهد والرقائق لابن المبارك رقم 1220؛ بخاری رقم 216، 218، 1361، 6052؛ مسلم رقم 111-292؛ سنن کبریٰ نسائی رقم 27، 2206؛ سنن نسائی رقم 2068؛ ابن أبي شيبة 1/122، 376-3،377/375؛ ابن ماجه رقم 347؛ الأجري فی "الشريعة" ص 362؛ الخرائطي فی "مساوئ الأخلاق" رقم 236؛ البيهقي فی "السنن" رقم 508، 4139، 4140؛ إثبات عذاب القبر رقم 118، البغوی رقم 183)

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قَبْرِهِمَا، فَذَكَرَهُ، وَقَالَ: "حَتّٰى يَيْبَسَا، أَوْ: مَا لَمْ يَيْبَسَا"۔ (صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد رقم 1981)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں پر ہوا، جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منکشف ہوا کہ ان کے مدفون مُردوں پر عذاب ہو رہا ہے

(دوسری روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مبتلائے عذاب مُردوں کی آواز سنی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کرکے ہر ایک میں ایک ایک گاڑھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس لیے کیا؟''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی، ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی''۔

☐ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے علاوہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح مسلم (رقم 3012) میں قریباً اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے:

حدیث 13:۔ قَالَ: "إِنِّي مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ، فَأَحْبَبْتُ، بِشَفَاعَتِي، أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا، مَا دَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَيْنِ"۔ (مسلم رقم: 3012)

ترجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں دو قبروں کے پاس سے گزرا، جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میری شفاعت کی وجہ سے ان سے عذاب کی تخفیف ہو جائے، جب تک یہ دونوں شاخیں تر رہیں''۔

تنبیہ اس حدیث کے متعلق بعض خاص قرائن کی بنیاد پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ وہ اس کے علاوہ دوسرا واقعہ ہے۔ (فتح الباری، ج۱ ص۳۱۹)

حدیث 14:۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ بَحْرِ بْنِ مَرَّارٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلَى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ: "مَنْ يَأْتِينِي بِجَرِيدَةِ نَخْلٍ؟"۔ قَالَ: فَاسْتَبَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ آخَرُ، فَجِئْنَا بِعَسِيبٍ، فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، فَجَعَلَ عَلَى هٰذَا وَاحِدَةً، وَعَلَى هٰذَا وَاحِدَةً، ثُمَّ قَالَ: "أَمَا إِنَّهُ سَيُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا كَانَ فِيهِمَا مِنْ بُلُولَتِهِمَا شَيْءٌ"۔ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ فِي الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ"۔

(صحيح: مسند أحمد رقم 20411؛ ابن أبي شيبة رقم 1308، 12043؛ ابن ماجه رقم 349؛ شرح مشكل الآثار، رقم 5191؛ البيهقي في "إثبات عذاب القبر"، رقم 124)

ترجمہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے

پاس کھجور کی ٹہنی کون لائے گا؟"۔ میں اور ایک دوسرا شخص بھاگ کر گئے۔ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجور کی ٹہنی لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ایک ٹکڑے کو ایک قبر پر، اور دوسرے ٹکڑے کو دوسری قبر پر رکھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی، ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان دونوں قبر والوں کو غیبت اور پیشاب کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا"۔

5.3:۔عبادتِ مالیہ کے ذریعہ ایصالِ ثواب

حدیث15:۔حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ أَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟". قَالَ: "نَعَمْ".

(صحیح علی شرط الشیخین: مسند أحمد رقم 24251؛ موطا مالک رقم 2813/608؛ مسند حمیدی رقم 245؛ مصنف ابن ابی شیبہ رقم 12077؛ بخاری رقم 1388، 2760؛ مسلم رقم 51-1004، 12 - 1004، (1004) 3/1254؛ سنن ابن ماجہ رقم 2717؛ ابوداؤد رقم 2881؛ سنن نسائی رقم 3649؛ أبو یعلی رقم 4434؛ ابن حبان رقم 3353)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: "میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں، اور انھوں نے کوئی وصیت نہیں کی ہے۔ میرا گمان ہے کہ اگر انھیں بات کرنے کا موقع ملتا، تو وہ کچھ صدقہ کر جاتیں۔ تو اب اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کروں، تو کیا ان کو ثواب پہنچے گا؟"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں"۔

حدیث16:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى، أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ، يَقُولُ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ

عَنْهُمَا: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟". قَالَ: "نَعَمْ". قَالَ: "فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا".

(بخاری رقم 2756، 2762؛ مسند أحمد رقم 3080، 3504، 3508؛ ابن خزیمة رقم 2501، 2502)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں، وہ اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''میری ماں (حضرت عمرۃ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی النجاریۃ الأنصاریۃ رضی اللہ عنہا) فوت ہوگئی ہے، میں گھر پر موجود نہیں تھا۔ اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں، تو اسے نفع ہوگا؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، نفع ہوگا''۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ (مخراف) میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے''۔

حدیث 17: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يُحَدِّثُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ، فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ فَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟". قَالَ: "نَعَمْ". قَالَ: "فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟". قَالَ: "سَقْيُ الْمَاءِ". قَالَ: "فَتِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ".

(صحیح: مسند أحمد رقم 22459، 23845؛ النسائی 255/6؛ أبو داود رقم 1680، 1681؛ الحاکم 414/1؛ البیہقی 185/4؛ ابن خزیمة رقم 2496، 2497؛ ابن ماجه رقم 3684؛ ابن حبان رقم 3348؛ الطبرانی رقم 5379، 5383)

ترجمہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ وفات پا گئیں تھیں، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میری والدہ وفات پا گئی ہیں۔ کیا میں ان کی طرف صدقہ کروں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''۔ انھوں نے عرض

کیا: ''کون سا صدقہ زیادہ افضل ہے؟''۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پلانا''۔ (پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوا کر اپنی ماں کے نام سے صدقہ کر دیا)۔
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مدینہ منورہ میں آل سعد کی طرف سے یہ کنواں موجود ہے''۔

حدیث 18:۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ". فَقَالَ: "اقْضِهِ عَنْهَا".

(بخاری رقم 2761؛ مسلم رقم 1-1638)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: ''میری والدہ (رضی اللہ عنہا) فوت ہوگئی ہیں، اوران کے ذمہ ایک نذر تھی (جس کو وہ ادا نہیں کر سکیں۔تو کیا میں ان کی طرف سے اس کو ادا کر سکتا ہوں؟)۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! تم ان کی طرف سے اس نذر کو ادا کر دو''۔

حدیث 19:۔حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ أَبُو دَاوُدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ أَفَيُجْزِئُ عَنْهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟". قَالَ: "أَعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ".

(صحیح: مسند أحمد رقم 23846؛ النسائی 6/253، 6/254؛ الطبرانی فی "الکبیر" رقم 5368؛ ابن الجارود فی "المنتقی" رقم 940؛ الحاکم 3/254)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: ''میری والدہ وفات پا گئی ہیں، اور ان کے ذمہ (غلام آزاد کرنے کی) نذر تھی۔کیا یہ ان کی طرف سے نذر پوری ہو جائے گی، اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر دوں؟''۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ماں کی

طرف سے غلام آزاد کردو“۔

حدیث 20:۔حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِي نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِينَ بَدَنَةً، وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: "أَمَّا أَبُوكَ، فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيدِ، فَصُمْتَ، وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ، نَفَعَهُ ذٰلِكَ"۔

(حسن: مسند أحمد رقم 6704؛ ابن أبي شيبة في "المصنف" 3/386-387؛ أبو داود رقم 2883؛ البيهقي 6/279)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے دادا عاص بن وائل نے سو اونٹوں کی قربانی کی نذر مانی تھی (جس کو وہ پورا نہ کرسکے)۔ تو ان کی طرف سے ان کے ایک بیٹے ہشام بن عاص نے پچپن (۵۵) اونٹ ذبح کیے۔ پھر (میرے والد) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا (غالباً سوال کا منشا یہ تھا کہ اگر بقیہ پینتالیس (۴۵) اونٹ میں ان کی طرف سے قربان کردوں تو کیا اس سے ان کو کچھ نفع ہوگا؟)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”تمہارے باپ اگر توحید (یعنی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ) کا اقرار کرتے (یعنی اسلام کے ماننے والے ہوتے، یعنی مؤمن ہوتے)، اور پھر تم ان کی طرف سے روزے رکھتے، یا صدقہ وخیرات کرتے، تو اس سے ان کو نفع ہوتا“۔

حدیث 21:۔حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً، فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرٌو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ. فَقَالَ: حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي أَوْصَى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ، وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً، أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ؟". فَقَالَ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ".

(صحیح:سنن أبي داود رقم 2883؛ البیھقي 279/6؛ عبد الرزاق رقم 16349 مرسلاً)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کے دادا عاص بن وائل نے (جن کو اسلام نصیب نہیں ہوا، اپنے بیٹوں کو) وصیت کی تھی کہ ان کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ (اس وصیت کے مطابق ان کے ایک بیٹے) ہشام بن العاص نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کر دیئے تھے، (دوسرے بیٹے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بھی ارادہ کیا کہ وہ بھی اپنے حصے کے باقی پچاس آزاد کر دیں گے، لیکن انہوں نے طے کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''میرے والد نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور میرے بھائی ہشام نے پچاس اپنی طرف سے آزاد کر دیئے، اور پچاس باقی ہیں تو کیا میں اپنے والد کی طرف سے آزاد کر دوں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہارے والد اسلام و ایمان کے ساتھ دنیا سے گئے ہوتے، پھر تم ان کی طرف سے غلام آزاد کرتے، یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو ان اعمال کا ثواب ان کو پہنچ جاتا''۔

تشریح یہ حدیث بھی مسئلہ ایصال ثواب کے بارے میں بالکل واضح ہے۔ اس میں صدقے کے ذریعے ایصال ثواب کے علاوہ حج کا بھی ذکر ہے، اور اسی حدیث کی مسند احمد کی روایت میں بجائے حج کے روزہ کا ذکر ہے۔

5.4: قربانی کے ذریعہ ایصالِ ثواب

عباداتِ مالیہ کے ذریعہ ایصالِ ثواب کا ایک واضح ثبوت وہ متعدد احادیث بھی ہیں، جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی آل اور اپنی اُمت کی طرف سے قربانی کرنا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث22:۔حَدَّثَنَا هَارُونُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: وَقَالَ حَيْوَةُ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ ثُمَّ قَالَ: "يَا عَائِشَةُ! هَلُمِّي الْمُدْيَةَ". ثُمَّ قَالَ: "اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ". فَفَعَلَتْ، ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، وَقَالَ: "بِسْمِ اللهِ، أَللّٰهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ". ثُمَّ ضَحَّى بِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(صحیح على شرط مسلم: مسند أحمد رقم24491؛ مسلم رقم19 - 1967؛ أبو داود رقم2792؛ أبو عوانة 5/ 208؛ الطحاوی فی "شرح معانی الآثار" 4/176، 4/ 176- 177؛ ابن حبان رقم5915؛ البیہقی فی "السنن" 9/ 267، 9/ 272، 286؛ معرفة السنن 14/ 23؛ السنن الصغیر رقم1803)

ترجمہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موٹے تازے سیاہ رنگ کے سینگوں والے مینڈھے کو لانے کا حکم دیا۔ پھر وہ قربانی کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! میرے پاس چھری لاؤ''۔ پھر فرمایا: ''اس چھری کو پتھر پر تیز کر کے لاؤ''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری پکڑی۔ مینڈھے کو زمین پر پہلو کے بل لٹایا۔ پھر اس کو ذبح کیا۔ اس کو ذبح کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بِسْمِ اللهِ، أَللّٰهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ"۔

اللہ کے نام سے۔ اے اللہ! اس کو قبول فرما، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی طرف سے، اور اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذبح فرمایا۔

حدیث23:۔حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رُبَيْحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحّٰى بِكَبْشٍ أَقْرَنَ، وَقَالَ: "هٰذَا عَنِّي، وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي"۔

تنبیہ ما جاء فی هذا الحدیث من تضحیته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عمن لم یضح من أمته إنما هو من خصائصه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. کما ذکر الحافظ فی "الفتح" 595/9، إذ لا یجوز فی أضحیة الشاة أن یضحی بها عن أکثر من واحد.

(صحیح: مسند أحمد رقم 11051؛ البزار رقم 1209 (زوائد)؛ ابن عدی فی "الکامل" 1034/3؛ الطحاوی فی "شرح معانی الآثار" 178/4؛ الحاکم 228/4: صححه الحاکم ووافقه الذهبی؛ الدارقطنی 284/4؛ الهیثمی فی "المجمع" 19/4 رقم 5970: قال: رواه البزار وهذا لفظه، وأحمد باختصار، ورجاله ثقات)

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی۔ اور ارشاد فرمایا: ''یہ میری طرف سے اور اُمت کے ان افراد کی طرف سے قربانی ہے، جو قربانی نہیں کر سکتے''۔

حدیث24:۔حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ الْمِصْرِيُّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبَحَ يَوْمَ الْعِيدِ كَبْشَيْنِ، ثُمَّ قَالَ حِينَ وَجَّهَهُمَا: "إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، بِسْمِ اللهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ! مِنْكَ، وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَأُمَّتِهِ"۔

(حسن: مسند أحمد رقم 15022؛ الحاکم 467/1: وصححه علی شرط مسلم، ووافقه الذهبی؛ الدارمی رقم 1946؛ الطحاوی 177/4؛ البیهقی 287/9؛ أبو داود رقم 2795؛ ابن ماجه رقم 3121؛ المزی فی ترجمة أبی عیاش من "تهذیب الکمال" 163-164/34)

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قربانی کے لیے لٹایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

آیت 7:۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ (الانعام:۷۹)

آیت 8:۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (الانعام:۱۶۲، ۱۶۳)

ترجمہ میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رُخ اُس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

کہو: ”میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

یہ آیات تلاوت فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بِسْمِ اللهِ، واللهُ أَكْبَرُ، أَللّٰهُمَّ! مِنْكَ، وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَأُمَّتِهِ

ترجمہ اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! یہ قربانی تیری ہی طرف سے ہے، تیرے ہی لیے ہے۔ اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اُمت کی طرف سے قبول فرما“۔ یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کیا۔

حدیث 25:۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، أَخْبَرَنِي مَوْلَايَ الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَ الْأَضْحٰى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتٰى بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ، فَقَالَ: "بِسْمِ اللهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، أَللّٰهُمَّ! إِنَّ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي".

(صحيح لغيره: مسند أحمد رقم 14837، 14893، 14895، 15022؛ الطحاوی 4/177-178؛ الحاکم 4/229؛ عبد بن حميد رقم 1146؛ أبو يعلىٰ رقم 1792؛ البيهقي 9/268)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مینڈھا لایا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذبح فرمایا۔ ذبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ" پڑھا اور دعا مانگی: "اے اللہ! اس قربانی کو میری طرف سے، اور میری اُمت کے اُن افراد کی طرف سے جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے، قبول فرما"۔

حدیث 26:۔حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَوْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ سَمِينَيْنِ عَظِيمَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ مُوجَيَيْنِ۔

(صحیح لغیرہ: مسند أحمد رقم 25046، 25886؛ الطحاوی فی "شرح معانی الآثار" 4/177؛ البیهقی فی "السنن" 9/267، 9/273، 9/287)

حدیث 27:۔حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَحَّى اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوئَيْنِ قَالَ: فَيَذْبَحُ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ مِمَّنْ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيدِ، وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، وَيَذْبَحُ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ۔

(صحیح لغیرہ: مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج ۴۳ ص ۷۳ رقم 25843)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قربانی کرنی ہوتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے موٹے تازے سینگوں والے سیاہی مائل سفید رنگ کے دو خصی مینڈھے منگواتے۔ ایک کی اپنے اور اپنے اہل بیت کی جانب سے قربانی کرتے، اور دوسرے کی اپنے اُمتیوں کی طرف سے جو اللہ کی وحدانیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغِ رسالت کی شہادت دیں"۔

حدیث 28:۔حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ضَحَّى اشْتَرَى كَبْشَيْنِ سَمِينَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَإِذَا صَلَّى وَخَطَبَ النَّاسَ أُتِيَ بِأَحَدِهِمَا وَهُوَ قَائِمٌ فِي مُصَلَّاهُ فَذَبَحَهُ بِنَفْسِهِ بِالْمُدْيَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: "أَللّٰهُمَّ! هٰذَا عَنْ أُمَّتِي جَمِيعًا مِمَّنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لِي بِالْبَلَاغِ". ثُمَّ يُؤْتَى بِالْآخَرِ فَيَذْبَحُهُ بِنَفْسِهِ وَيَقُولُ: "هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ". فَيُطْعِمُهُمَا جَمِيعًا الْمَسَاكِينَ وَيَأْكُلُ هُوَ وَأَهْلُهُ مِنْهُمَا. الحديث

(مسند أحمد رقم27190؛البزار رقم1208 "زوائد"؛الحاكم 391/2؛الطبرانی فی "الكبير" رقم923)

ترجمہ حضور اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو جب قربانی کرنی ہوتی، تو آپ ﷺ بڑے موٹے تازے سینگوں والے سیاہی مائل سفید رنگ کے دو مینڈھے منگواتے۔ پھر جب آپ ﷺ نماز عید سے فارغ ہوتے، اس کے بعد خطبہ پڑھ لیتے۔ ابھی آپ ﷺ عید گاہ میں ہی کھڑے ہوتے تھے، تو آپ ﷺ کے پاس ایک مینڈھا لایا جاتا۔ آپ ﷺ اس کو چھری کے ساتھ ذبح فرماتے۔ پھر آپ ﷺ فرماتے: ''اے اللہ یہ قربانی میری اُمت میں سے سب اُمتیوں کی طرف سے جو اللہ کی وحدانیت اور آپ ﷺ کی تبلیغِ رسالت کی شہادت دیں''۔ پھر آپ ﷺ کے پاس دوسرا مینڈھا لایا جاتا۔ اس کو آپ ﷺ بنفس نفیس ذبح فرماتے۔ اس وقت آپ ﷺ فرماتے: ''یہ قربانی حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی طرف سے ہے''۔ پھر ان دونوں قربانیوں کا گوشت تمام مساکین کو کھلاتے تھے، آپ ﷺ خود بھی ان دونوں قربانیوں کا گوشت کھاتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاتے تھے۔

حدیث29:۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ حَنَشٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: "مَا هٰذَا؟". فَقَالَ: "إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ".

(سنن أبي داود رقم 2790؛ الترمذي رقم 1569؛ مسند أحمد رقم 843، 1279، 1286؛ الحاكم 4/229-230؛ البيهقي 9/288)

ترجمہ حضرت حنش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ''آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا کس لیے کیا ہے؟''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ اس لیے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرتا ہوں''۔

5.5: ـ نماز، روزہ وغیرہ بدنی عبادت کے ذریعہ ایصالِ ثواب

بدنی عبادات کے بارے میں نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآن وغیرہ جملہ بدنی عبادات کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔

حدیث 30: ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ".

(بخاری رقم 1952؛ مسلم رقم 153-1147)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد نے فرمایا: ''جس شخص کے ذمہ روزہ ہو، اور وہ مر جائے، تو اس کی طرف سے کوئی قرابت دار روزہ رکھ لے''۔

حدیث 31: ـ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ، فَنَذَرَتْ: "إِنِ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْجَاهَا أَنْ تَصُومَ شَهْرًا". فَأَنْجَاهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ. فَجَاءَتْ قَرَابَةٌ لَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: "صُومِي".

(صحيح:مسند أحمد رقم1861، 1970، 2005، 2336، 3137، 3420 ؛أبو داود رقم 3308؛الطيالسي رقم2621؛البيهقي 256/4 ؛البخاري تعليقاً رقم1593؛مسلم رقم156 - 1148؛النسائي في "الكبرى" رقم2917؛البيهقي 256/4؛البيهقي 255/4-256؛الطبراني رقم12364 ؛ابن خزيمة رقم2053)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت نے سمندری سفر کیا، تو اس نے نذر مانی: ''اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سفر میں خیر و عافیت سے پورا کر کے نجات عطا فرمائی، تو وہ ایک مہینے کے روزے رکھے گی''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نجات عطا فرمائی۔ مگر وہ روزے نہ رکھ سکی، یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی۔ پھر اس عورت کے قریبی رشتہ داروں (اس کی بیٹی، یا اس کی بہن) میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور اس واقعہ کو ذکر کیا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تُو روزے رکھ لے''۔

حدیث32:۔حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِي عَنْهَا؟". قَالَ: فَقَالَ: "أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ، أَمَا كُنْتِ تَقْضِينَهُ؟" قَالَتْ: "بَلَى". قَالَ: "فَدَيْنُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَقُّ".

(صحيح على شرط الشيخين:مسند أحمد رقم1970؛ مسلم رقم154 - 1148؛البخاري رقم1953؛أبو داود رقم3310؛النسائي في "الكبرى" رقم2912؛الطبراني رقم12331؛ البيهقي255/4)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، اور ان کے ذمہ (نذر کے) ایک ماہ کے روزے تھے، تو کیا میں اُن کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بتلاؤ! اگر تمہاری ماں پر کچھ قرضہ ہوتا، اور تم

اس کو ادا کر دیتیں، تو کیا ان کی طرف سے وہ قرضہ تو ادا ہو جاتا؟''۔ سائلہ نے عرض کیا: ''ہاں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ کا قرضہ ادا کرنا سب سے مقدم اور زیادہ حق دار ہے کہ اس کو ادا کیا جائے'' (تو اسی طرح اپنی ماں کی طرف سے روزے بھی رکھ سکتی ہو)۔

حدیث 33:۔حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَبُو الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: "إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ، وَإِنَّهَا مَاتَتْ". قَالَ: فَقَالَ: "وَجَبَ أَجْرُكِ، وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ". قَالَتْ: "يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟". قَالَ: "صُومِي عَنْهَا". قَالَتْ: "إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟". قَالَ: "حُجِّي عَنْهَا". (مسلم رقم 157-1149)

ترجمہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور اُس نے عرض کیا: ''میں نے اپنی ایک کنیز اپنی والدہ پر صدقہ کر دی تھی (یعنی بہ نیتِ ثواب ہبہ کر دی تھی) اور اب میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں ہبہ کا ثواب مل گیا ہے اور قانونِ وراثت کے ذریعہ اب وہ باندی پھر تمہاری ملکیت میں آ گئی ہے''۔ پھر اس عورت نے ذکر کیا: ''میری ماں کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے بھی تھے، تو کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ان کی طرف سے روزے رکھ لو''۔ پھر اس عورت نے عرض کیا: ''میری والدہ نے کبھی حج نہیں کیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج بھی کر سکتا ہوں؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! حج بھی ان کی طرف سے کر دو''۔

5.6:۔اموات کی طرف سے حج

خالص مالی اور خالص بدنی کے علاوہ عبادت کی تیسری قسم حج ہے جس میں روپیہ پیسہ بھی خرچ ہوتا ہے اور محنت مشقت بھی پڑتی ہے (جیسے کہ حج) تو اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حدیث 34:۔حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: "إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟". قَالَ: "نَعَمْ، حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُوا اللهَ فَاللهُ أَحَقُّ بِالوَفَاءِ".

(بخاری رقم 1852)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا: ''میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی، اور وہ اس کے پورا کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئیں، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟''۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! بیشک تم ان کی طرف سے حج ادا کرو۔ بتاؤ! اگر تمہاری ماں پر کچھ قرض ہوتا، تو تم اس کو ادا کرتیں، یا نہیں۔ پس ایسے ہی اللہ کا جو حق ان پر تھا (یعنی حج)، اس کو بھی ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ تو ادائیگی حقوق کا اور زیادہ مستحق ہے''۔

حدیث 35:۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، فَمَاتَتْ، فَأَتَى أَخُوهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: "أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكَ دَيْنٌ، أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟". قَالَ: "نَعَمْ". قَالَ: "فَاقْضُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ".

(صحيح على شرط الشيخين: مسند أحمد رقم 2140؛ النسائي 116/5؛ ابن خزيمة رقم 3041؛ الطيالسي رقم 2621؛ الدارمي رقم 2332،1768؛ البخاري رقم 1852، 6699، 7315؛ ابن الجارود رقم 944،501؛ ابن خزيمة رقم 3041؛ الطبراني رقم 12443، 12512؛ البيهقي 335/4، 179/5؛ البغوي رقم 1855؛ الطبراني رقم 12444)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت نے نذر مانی کہ وہ حج کرے گی، مگر وہ فوت ہوگئی۔ اس کا بھائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بتلاؤ! اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا، تو کیا تو اس کو ادا کر دیتا؟''۔ اس شخص نے کہا: ''ہاں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس اللہ کے حقوق ادا کرو، کیونکہ وہ ادائیگی حقوق کا اور زیادہ مستحق ہے''۔

ان احادیث کے علاوہ چند اور حدیثیں صحیحین اور سنن میں اس مضمون کی بھی موجود ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے معذور اور بے دست و پا بوڑھوں کے متعلق سوال کیا گیا جو سفر اور نقل و حرکت کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے خود حج نہیں کر سکتے کہ کیا ان کی طرف سے کوئی دوسرا ان کا آدمی حج ادا کر سکتا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی۔

5.7:۔ نیابت کی صحت کے لحاظ سے عبادات کی تقسیم

دوسروں کی طرف سے اعمالِ خیر کے بارہ میں جو مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں غور کر کے اکثر مجتہدین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ''عبادات'' دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن میں نیابت کی گنجائش ہے، یعنی جن کا حال یہ ہے کہ اگر ان کو مکلف کی طرف سے کوئی دوسرا نیابت کے طور پر ادا کر دے، تو وہ ادا ہو جاتے ہیں، جیسے کہ بندوں کے آپس کے مالی حقوق، قرضہ جات وغیرہ کا حال ہے۔ تو یہی حال اللہ تعالیٰ کے بعض حقوقِ بندگی (بعض عبادات) کا ہے کہ بطورِ نیابت اگر ان کو مکلف کی طرف سے کوئی دوسرا شخص (بالخصوص معذوری کی حالت میں) ادا کر دے، تو مکلف ہی کی طرف سے

اس کی ادائیگی ہو جاتی ہے، یعنی پھر مکلف کے ذمہ سے وہ حق اتر جاتا ہے، اور دوسری قسم کی عبادات وہ جن میں اس طرح کی نیابت نہیں چل سکتی۔

پھر جن مجتہدین نے کل عبادات کی یہ قسمیں بیان کی ہیں (اور انہی میں سے فقہائے حنفیہ بھی ہیں) قریباً وہ سب اس پر متفق ہیں کہ خالص بدنی عبادات مثلاً روزہ، نماز وغیرہ میں نیابت نہیں چل سکتی۔

لیکن خالص مالی عبادت مثلاً صدقہ وخیرات اور قربانی وغیرہ میں، نیز ان عبادات میں بھی جو مالی اور بدنی دونوں قسم کی قربانیوں پر مشتمل ہوں، جیسے حج۔ تو ان سب میں اپنے شرائط کے ساتھ نیابت صحیح ہے، یعنی خاص حالات میں دوسروں کے ادا کر دینے سے بھی مکلف کے سر سے اس کا بوجھ اتر جائے گا، اور فرض ادا ہو جائے گا، جیسا کہ قرضہ وغیرہ آپس کے مالی حقوق کا حال ہے۔ پھر یہ تفریق صرف "نیابت" میں ہے۔

ایصالِ ثواب اس کے علاوہ چیز ہے۔

"ایصالِ ثواب" میں خود اس مُردے کے فرض کی ادائیگی اور اس کی طرف سے نیابت کے طور پر اس عمل کا کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ اپنے کیے ہوئے عمل کا صرف اس کو ثواب پہنچانا پیشِ نظر ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ دوسری چیز ہے۔ یہ تو دعائے خیر اور دعائے رحمت کی طرح کا صرف ایک حسنِ سلوک اور میت کے ساتھ احسان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے وہ فقہاء جو بدنی عبادات نماز، روزہ وغیرہ میں نیابت کے قائل نہیں ہیں (مثلاً فقہائے حنفیہ)، وہ انہی عبادات کے ذریعے "ایصالِ ثواب" کے قائل ہیں

۔ (ملاحظہ فرمائیں: تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب، ص۹۱، ۹۲)

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

5.8: مسئلہ ایصالِ ثواب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

صَرَّحَ عُلَمَاؤُنَا فِي بَابِ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ بِأَنَّ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا كَذَا فِي الْهِدَايَةِ. بَلْ فِي زَكَاةِ التَّتَارْخَانِيَّةِ عَنِ الْمُحِيطِ: الْأَفْضَلُ لِمَنْ يَتَصَدَّقُ نَفْلًا أَنْ يَنْوِيَ لِجَمِيعِ

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لِأَنَّهَا تَصِلُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ اهـ هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، لٰكِنْ اسْتَثْنٰى مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةَ الْمَحْضَةَ كَالصَّلَاةِ وَالتِّلَاوَةِ فَلَا يَصِلُ ثَوَابُهَا إِلَى الْمَيِّتِ عِنْدَهُمَا، بِخِلَافِ غَيْرِهَا كَالصَّدَقَةِ وَالْحَجِّ. وَخَالَفَ الْمُعْتَزِلَةُ فِي الْكُلِّ، وَتَمَامُهُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ.

أَقُولُ: مَا مَرَّ عَنِ الشَّافِعِيِّ هُوَ الْمَشْهُورُ عَنْهُ. وَالَّذِي حَرَّرَهُ الْمُتَأَخِّرُونَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وُصُولُ الْقِرَاءَةِ لِلْمَيِّتِ إِذَا كَانَتْ بِحَضْرَتِهِ أَوْ دَعَا لَهُ عَقِبَهَا وَلَوْ غَائِبًا لِأَنَّ مَحَلَّ الْقِرَاءَةِ تَنَزُّلُ الرَّحْمَةِ وَالْبَرَكَةِ، وَالدُّعَاءُ عَقِبَهَا أَرْجٰى لِلْقَبُولِ، وَمُقْتَضَاهُ أَنَّ الْمُرَادَ انْتِفَاعُ الْمَيِّتِ بِالْقِرَاءَةِ لَا حُصُولُ ثَوَابِهَا لَهُ، وَلِهٰذَا اخْتَارُوا فِي الدُّعَاءِ: "اللّٰهُمَّ! أَوْصِلْ مِثْلَ ثَوَابِ مَا قَرَأْته إِلَى فُلَانٍ". وَأَمَّا عِنْدَنَا فَالْوَاصِلُ إِلَيْهِ نَفْسُ الثَّوَابِ. وَفِي الْبَحْرِ: مَنْ صَامَ أَوْ صَلّٰى أَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَمْوَاتِ وَالْأَحْيَاءِ جَازَ، وَيَصِلُ ثَوَابُهَا إِلَيْهِمْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ، ثُمَّ قَالَ: وَبِهٰذَا عُلِمَ أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ الْمَجْعُولُ لَهُ مَيِّتًا أَوْ حَيًّا. وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَنْوِيَ بِهِ عِنْدَ الْفِعْلِ لِلْغَيْرِ أَوْ يَفْعَلَهُ لِنَفْسِهِ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ يَجْعَلُ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ، لِإِطْلَاقِ كَلَامِهِمْ. وَأَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ. اهـ وَفِي جَامِعِ الْفَتَاوٰى: وَقِيلَ: لَا يَجُوزُ فِي الْفَرَائِضِ اهـ

(رد المحتار على الدر المختار، ج۲ ص۲۴۳۔ المؤلف: ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ)۔ الناشر: دار الفکر بیروت۔ الطبعة: الثانية، ۱۴۱۲ھ)

ترجمہ: ہمارے علماء رحمہم اللہ نے حج کے باب میں صراحت سے بیان کیا ہے کہ انسان کے لیے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عمل: نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے، جیسا کہ ہدایہ میں ہے، بلکہ زکوٰۃ کا ثواب بھی بخش سکتا ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں محیط سے نقل کیا گیا ہے: افضل یہ ہے کہ وہ نفلی عبادات کا ثواب صدقہ کردے، اور اس میں

تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کی نیت کر لے، اس لیے کہ وہ ثواب اُن سب کو پہنچتا ہے، اور اس بخشنے والے کے اجر میں بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔

یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے، لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں صرف عباداتِ بدنیہ محضہ: جیسے نماز اور تلاوت کا استثناء کیا ہے کہ ان دونوں کے نزدیک اس کا ثواب نہیں پہنچتا، بخلاف دوسرے اعمال جیسے صدقہ اور حج کے (کہ ان کا ثواب پہنچتا ہے)۔ معتزلہ ان سب میں اختلاف کرتے ہیں۔ یہ ساری بحث فتح القدیر میں ہے۔

میں (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اوپر جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکور ہوا ہے، یہی مشہور ہے۔ شافعیہ میں سے متاخرین علماء نے جو تحریر کیا ہے: میت کی موجودگی میں میت کے ثواب کے لیے جو قرآن مجید پڑھا جائے گا، اس کا ثواب اس کو پہنچے گا، یا میت کے لیے دعا کی جائے، اس کا ثواب بھی پہنچے گا، اگرچہ اس کی غیر موجودگی میں دعا کی جائے۔ اس لیے کہ قراءت قرآن رحمت اور برکت کا مقام ہے، اور دعا اس کی غیر موجودگی میں کرنا قبولیت کی زیادہ امید رکھتا ہے۔ اس کا مقتضا یہ ہے کہ اس سے مراد میت کا قراءتِ قرآن سے مستفید ہونا ہے، نہ کہ اس کے لیے ثواب کا حصول ہے۔ اسی لیے شافعیہ نے دعا میں اس کو اختیار کیا ہے:

''اے اللہ! جو میں نے قرآن مجید پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا دے''۔

بہرحال ہمارے احناف کے ہاں ثواب بھیجنے والا نفسِ ثواب کو بھیجتا ہے۔

''بحر'' میں ہے: جس شخص نے روزہ رکھا، یا نماز پڑھی، یا صدقہ کیا، اور اس کا ثواب اموات میں سے، یا زندوں میں سے کسی شخص کو پہنچایا، تو یہ جائز ہے، اور اس کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔ اہل السنت والجماعت کا یہی قول ہے، جیسا کہ ''البدائع'' میں ہے۔ پھر صاحب بدائع نے کہا ہے: ''اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس میں کوئی فرق نہیں

ہے کہ میت کو یا زندہ کو ثواب پہنچایا جائے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اس عمل کے کرتے وقت کسی اور کی نیت کی جائے، یا اپنی نیت کی جائے، پھر بعد میں اس کا ثواب دوسروں کو پہنچا دیا جائے، کیونکہ اُن (فقہاء) کا کلام مطلق ہے۔ اور اس لیے بھی کہ فرض اور نفل میں کوئی فرق نہیں ہے"۔ اور جامع الفتاویٰ میں ہے: "یہ فرائض میں جائز نہیں ہے"۔

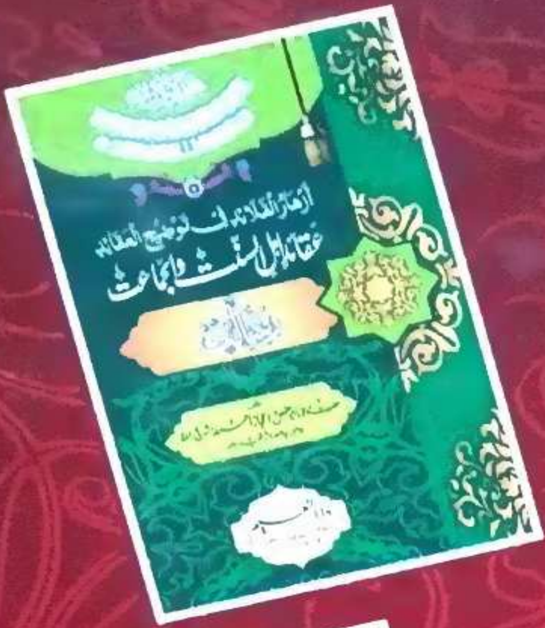
بحمد اللہ

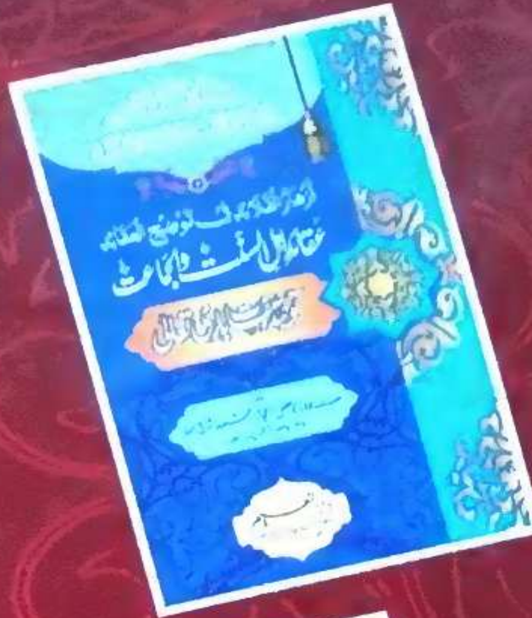
اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اسے ذریعۂ نجات اُخروی بنائے۔ آمین ثم آمین!

اعجاز احمد اشرفی عفی عنہ

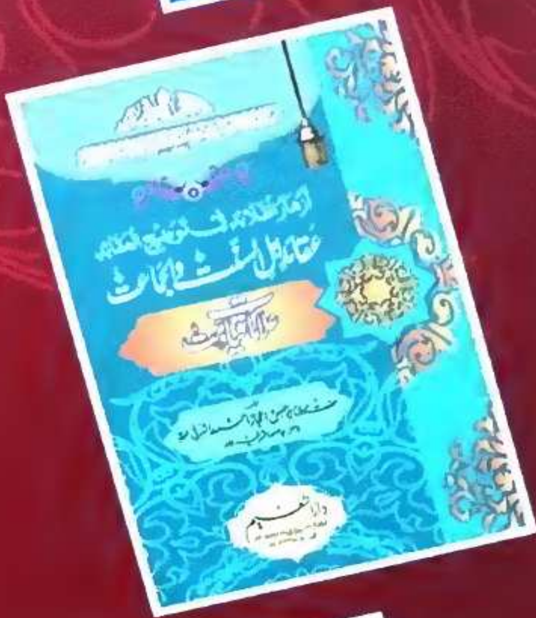
جمعرات، ۳۔ جمادی الاول سنہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰۔ جنوری سنہ ۲۰۱۹ء

نظرِ ثانی بدھ، رمضان المبارک 1441ھ مطابق 13/ مئی 2020ء

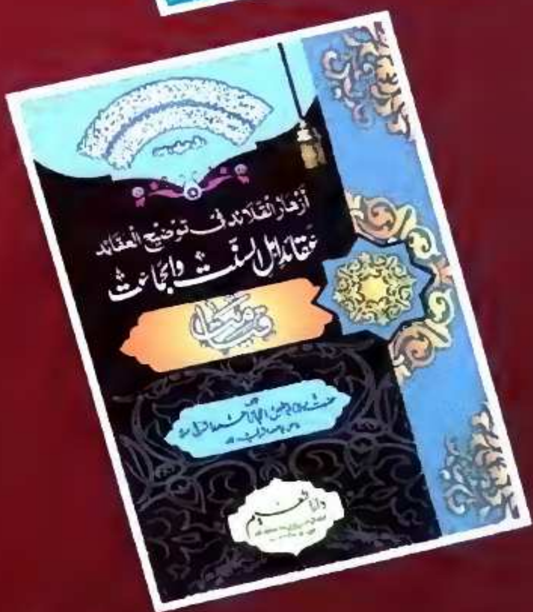

ازہار القلائد فی توضیح العقائد
عقائد اہل السنت والجماعت


ازہار القلائد فی توضیح العقائد
عقائد اہل السنت والجماعت


ازہار القلائد فی توضیح العقائد
عقائد اہل السنت والجماعت


ازہار القلائد فی توضیح العقائد
عقائد اہل السنت والجماعت


ازہار القلائد فی توضیح العقائد
عقائد اہل السنت والجماعت


ازہار القلائد فی توضیح العقائد
عقائد اہل السنت والجماعت